بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رانیہ صدیقی نے یہ ناول (مشک کن) صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔ اس ناول (مشک کن) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے، ڈائجسٹ، سوشل میڈیا، ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیو ایرا میگزین

****

استنبول(۱۵۱۳)سلطنت عثمانیہ

"جلدی ہاتھ چلاؤ۔۔۔"جیسے ہی وہ لنگر انداز ہوئے استنبول کی بندرگاہ سے اٹھنے والی آوازیں اس کی سماعت سے ٹکرائیں۔کئی مزدور اس کا بحری جہاز دیکھتے اس کی جانب لپکے۔

چند سکوں کے عوض ان کی خدمات حاصل کرتے بہروز نے انہیں سامان اتارنے کا حکم دیا۔

اس کے عملے اور غلام ساتھ مل کر تیزی سے سامان اتارنے لگی۔

"مرحبا۔۔۔مرحبا۔۔۔۔بہروز بے۔۔۔۔کافی عرصے بعد دیکھنا ہوا۔۔۔"

"مرحبا۔۔۔پیری پاشا۔۔۔کیسے ہیں آپ۔۔۔۔"وہ دونوں گفتگو کرتے ہوئے پیدل چلنے لگے۔استنبول کا بازار اس وقت معمول کے مطابق بھرا ہوا تھا۔

ہر کوئی اپنی روزی کے لئے محنت کرتا دکھائی دیتا تو کہیں کچھ لوگ قہوے سے لطف اندوز ہوتے دکھائی دیتے۔

"پروردگار کا شکر ہے۔۔۔۔تم سناؤ کیسا رہا سفر۔۔۔۔"تاجر ہونے کی وجہ سے کئی ماہ تک سفر میں رہنا اس کی مجبوری تھی۔

"جی ہمیشہ کی طرح۔۔۔۔سب حفاظت سے ہیں اور منافع بھی اچھا رہا۔۔۔"

"میں نے سنا ہے کہ سلطان سلیم بابر کی مدد کر رہے ہیں۔۔۔؟"اس کے سوال پہ پیری پاشا سر اثبات میں ہلانے لگے۔

"بلکل ٹھیک سنا ہے تم نے بہروز۔۔۔ بابر کے ساتھ ان کے تعلقات بہتر ہو رہے ہیں اور وہ ان کی مدد بھی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔۔۔ سلطان سلیم ایک قابل حکمران ہے اور جابر بھی۔۔۔۔"آخری بات انہوں نے رازدارانہ انداز میں کہی تو بہروز ہلکا سا مسکرا دیا۔

"پیری پاشا۔۔۔اگر آپ اجازت دیں تو میں اب گھر روانہ ہونا چاہوں گا۔۔۔ مدت ہو گئی اپنے والد کی دست بوسی کا شرف حاصل کئے۔"

"ہاں ہاں بلکل۔۔۔اور اپنے والد کو میرا اسلام کہنا۔۔۔ میں موقع ملتے ہی ان سے ملنے آؤں گا۔۔۔کافی عرصہ ہوا ان سے ملے۔"وہ بہروز کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگے۔

"جیسا آپ کہیں۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے اپنے گھر کی سمت پلٹ گیا اور پیری پاشا اپنا کافتان سنبھالتے ہوئے مخالف سمت میں چل دیئے۔وہ جیسے ہی اپنے گھر کے باہر پہنچا تو دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔

"Merhaba nasilsin...."

"(مرحبا۔۔۔تم کیسے ہو)"

دروازہ کھولنے والے شخص نے اسے دیکھتے ہی خوشگوار حیرت سے کہا تھا.

"iyiyim...baba"

"(میں ٹھیک ہوں۔۔ بابا)"

بہروز نے ان کا چہرہ دیکھتے ہی آگے بڑھ کر کہا اور ان کی دست بوسی کرنے لگا۔ ارتمس بے اپنے بیٹے کا کندھا تھپتھپانے لگے۔

"اندر آؤ پسر۔۔۔ تمہاری والدہ تمہیں دیکھ کر بے حد خوش ہوں گی۔۔۔" وہ ان کے تعاقب میں چلتا گھر کے اندر داخل ہوا اور پھر اپنی والدہ کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

"عاتقہ دیکھو کون آیا ہے۔۔۔؟" بہروز کو دیکھتے ہی ان کا مایوس چہرہ کھل گیا اور وہ اس کی جانب بڑھیں۔

"بہروز۔۔۔ میرے پسر۔۔۔" وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتی پیشانی کا بوسہ لینے لگیں۔

"walida....seni ozledim..."

(والدہ۔۔۔ میں نے آپ کو بہت یاد کیا۔)

"Ben de seni ozledim....Behroz....ben de seni ozledim...."

(میں نے بھی تمہیں بہت یاد کیا۔۔۔ بہروز۔۔۔ میں نے بھی تمہیں بہت یاد کیا)

New Era Magazine

وہ جذبات سے چور لہجے سے کہتیں اسے اپنے قریب بٹھانے لگیں۔

"اوزلیڈن۔۔۔جاؤ میرے پسر کے لئے خاص اہتمام کرو۔۔۔" وہ اپنی خادمہ کو پکارتی کہنے لگیں۔

"فاطمہ کہاں ہے۔۔۔" بہروز اپنی بہن کے متعلق پوچھنے لگا تو وہ اسے کمرے میں داخل ہوتی دکھائی دی۔

"برادر۔۔۔آپ آ گئے۔۔۔۔" وہ اس کے سامنے آتی کہنے لگی۔ خوشی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔
"ہاں۔۔۔اور تمہارے لئے بہت سے تحائف بھی لایا ہوں۔۔۔" وہ مسکرا کر کہنے لگا تو فاطمہ کے چہرے پہ مزید خوشی پھیل گئی۔

"اب تم بس کرو۔۔۔اسے مزید مت بگاڑو۔۔۔
ویسے بھی اب تو شادی کی عمر ہے اس کی۔۔۔" عاتقہ روایتی ماؤں کی طرح کہنے لگی تو فاطمہ شادی کا نام سن کر شرما گئی اور وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

New Era Magazine

"آقا۔۔۔۔"نادر خاتون اس کے لئے مشروب لے کر آئیں تو وہ اسے پینے لگا۔

"اب تم کچھ دیر یہیں رکو۔۔۔۔فاطمہ کے لئے پیالے آغا کا رشتہ مجھے تو بہت پسند آیا ہے۔۔۔۔نکاح کے بعد ہی جانا۔"

"والدہ میں ضرور رکتا لیکن مجھے اگلے سفر کی تیاری کرنی ہے۔۔۔۔اس کے بعد میں کچھ عرصہ یہیں رکوں گا۔"

"ابھی تو آئے ہو اور جانے کی باتیں کرنے لگے۔۔۔۔"بہروز کے والد نے داڑھی پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"باباجان۔۔۔۔موسم بدلے گا تو سمندری حالات بھی بدلنے لگیں گے اور پھر سفر میں دشواریاں بڑھنے لگیں گی۔۔۔سمندری لٹیرے بھی ایسے حالات کا خوب فائدہ اٹھاتے ہیں اس لئے میں جلد از جلد اس سفر کے لئے نکلنا چاہتا ہوں اور پھر ویسے بھی تین ماہ کی ہی تو بات ہے۔۔۔۔"

"اتنے عرصہ کا انتظار تو کیا جا سکتا ہے نا۔۔۔"

بہروز نے تفصیل سے سارا معاملہ سمجھایا تو وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ اسی دل جمی کے باعث بتیس سال کی عمر میں اس نے خاصہ نام اور مال کمایا تھا۔

"ٹھیک ہے تو پھر میں ان سے اس بارے میں بات کرتا ہوں۔"

"لنگر ڈالو۔۔۔۔" جیسے ہی جہاز بندرگاہ کے قریب آیا کپتان نے لنگر انداز ہونے کا حکم دیا تھا۔ کئی ہفتوں کے سفر اور دشواریوں کے بعد آخر وہ اپنی منزل تک پہنچ ہی گئے تھے۔ یہاں پہنچنے سے پہلے انہوں نے کئی جگہ اشیائے خوردونوش کے لئے پڑاؤ ڈالا تھا۔

جہاز لنگر انداز ہوا تو وہ اپنے خاص غلام کو ہدایت دیتا کافتان سنبھالتا جہاز سے اترنے لگا۔

"مریمار۔۔۔ہر چیز کی حفاظت کرنا۔۔۔اور اگر کوئی بھی مسئلہ ہو تو مجھے فوراً خبر پہنچانا۔" بہروز اسے تاکید کرنے لگا جب اس کی نظر سامنے سے آتے کرسٹوف پہ گئی۔

"میرے آقا۔۔۔" مریمار اس سے اجازت لیتا روانہ ہو گیا وہ کئی سال سے اس کی خدمت پہ معمور تھا۔

"بہروز آغا۔۔۔کیسے ہیں آپ۔۔۔۔سفر کیسا رہا آپ کا۔۔۔۔"

"تمہیں دیکھ کر خوشی ہوئی کرسٹوف۔۔۔۔اور سفر میں آزمائشیں تو آتی ہی ہیں۔" وہ سنہری بالوں والے کرسٹوف کو دیکھتا کہنے لگا۔

"آپ کو یہاں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی آغا۔۔۔اور آپ نے ارل کی دعوت کو قبولیت کا شرف بخشا اس کے لئے وہ بہت شکر گزار ہیں۔"

"انہوں نے مجھے مدعو کیا اس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں کرسٹوف۔۔۔۔۔" بہروز مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
"آیئے۔۔۔اس طرف آیئے۔۔۔۔" وہ بہروز کو راستہ دکھانے لگا۔

"جیسے ہی ہمیں خبر ملی کہ آپ کا بحری جہاز لنگر انداز ہونے والا ہے میں فوراً یہاں کے لئے روانہ ہو گیا۔ارل اپنے محل میں آپ کا بے صبری سے انتظار کر رہے ہیں۔۔۔"

"مجھے بھی ان سے مل کر بے حد خوشی ہو گی۔۔"

کرسٹوف تعزیماً اُس کے سامنے سر جھکاتا سواری کی جانب بڑھ گیا۔

"آپ کا سامان بھی محل میں پہنچا دیا جائے گا۔"

محل کے راستہ تک وہ وہاں کے حالات زار دیکھتا رہا۔ ہر جانب بدبو اور گندگی کے ڈھیر تھے۔۔۔لوگ بدحال۔۔۔انہیں ایک نظر دیکھ کر بہروز کو ان کی شکستہ حالت کا اندازہ ہو گیا۔

ایک عورت دروازہ کھول کر باہر نکلی اور ایک طرف فضلہ پھینکنے لگی۔ گندے کپڑوں میں ملبوس ان لوگوں کو دیکھ وہ ان کی طرز زندگی پہ ترس کھانے لگا۔ وہ لوگ تھیوڈور کی رہائش کے قریب پہنچے تو منظر قدرے بدلنے لگا۔

محل کی حدود میں داخل ہوئے تو وہ روایتی انداز سے سجایا گیا تھا۔ مختلف انداز میں کھڑے بت۔۔۔۔اور فوارے لگائے گئے تھے۔ وہ محل وہاں کی ثقافت کی رونمائی کرتا تھا۔

"بہروز آغا۔۔۔۔" کرسٹوف نے اس کی سواری کا دروازہ کھولا تو بہروز نے اس جگہ پہ ایک کے بعد دوسرا قدم رکھا۔ وہ کرسٹوف کی تقلید میں بیرونی دروازے سے اندر داخل ہوا جہاں ایک ملازم جو سولہ سے سترہ سال کی عمر کا معلوم ہوتا تھا اسے دیکھتے ہی بہروز کی جانب بڑھا۔

"آغا۔۔۔۔کرسٹوف۔۔۔۔۔لورڈ تھیوڈور آپ کا کھانے کی میز پہ انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔۔"سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں کا حامل وہ شخص نہایت ادب سے کہنے لگا۔

"میں ہیری خاص طور پہ آپ کی خدمت کے لئے معمور کیا گیا ہوں۔۔۔"

"ہیری۔۔۔۔مجھے ارل کے پاس لے جاؤ۔۔۔"

"ضرور۔۔۔۔"وہ پر مسرت سا کہتا بہروز کے آگے چلنے لگا۔دیواروں پہ مختلف قسم کی مصوری کی گئی تھی۔۔۔۔ہر چیز اپنے مصور کی مہارت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔صاف ظاہر تھا کہ ارل کو اپنے لوگوں سے کوئی محبت نا تھی۔۔۔۔۔ان کی زندگی اور ارل کی زندگی میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

"خوش آمدید۔۔۔۔خوش آمدید۔۔۔۔بہروز آغا۔۔۔۔۔"

متوسط قد اور بڑی توند کا حامل وہ شخص اسے دیکھتے ہی آگے بڑھا۔

بہروز کی ارل کے ساتھ پہلی ملاقات تھی۔۔۔۔لیکن اس کا لباس اس بات کی گواہی دیتی تھی کہ وہی تھیوڈور ہے۔۔۔

"تھیورڈور۔۔۔۔آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔۔۔۔"

وہ چہرے پہ ہلکی سی مسکان سجائے کہنے لگا۔

"آپ نے میری دعوت قبول کر کے جو عزت بخشی اس کے لئے میں آپ کا ممنون ہوں۔۔۔۔" وہ اس کا کندھا تھپتھپاتا کہنے لگا اور میز کی جانب لے گیا۔

"آپ اس سفر سے یقیناً تھک چکے ہوں گے۔۔۔۔اس لئے ابھی میں آپ کو زیادہ پریشان نہیں کروں گا۔۔۔" کھانا کھاتے ہی لوسی آپ کو آپ کی خواب گاہ تک لے جائے گی۔۔۔

وہ ایک خاتون کی جانب اشارہ کرتا کہنے لگا جو اب پیالہ میں مشروب انڈیل رہی تھی۔
بہروز نے اس کی جانب دیکھا تو سرخ و سفید رنگت کی حامل وہ لڑکی مسکرادی۔اگلے ہی لمحے دو اور خواتین کھانے کی طشتریاں سجائے اس جانب بڑھیں۔
بہروز کی نظر اچانک ایک خاتون پہ ٹھہری تھی۔
سرخ و سفید لوگوں میں قدرے گہرے رنگت کی حامل وہ لڑکی سب سے جدا تھی۔کمر تک لمبے گھنے بال اس نے کافی نفاست سے باندھ رکھے تھے۔وہ اس کی نظروں سے بے خبر اپنے کام میں مصروف تھی۔ نظریں جھکائے اس کی لمبی گھنی پلکیں کسی پردے کی طرح درمیان میں حائل تھیں۔کوئی اس کی دلچسپی جان پاتا اس سے پہلے بہروز نے اپنی نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

ان سے کچھ فاصلہ پہ وہ تینوں اب ہاتھ باندھ نظریں جھکائے کھڑی تھیں۔

"آپ بے تکلف ہو کر نوش فرمائیں۔۔۔۔ہر چیز آپ کی پسند کو مد نظر کر بنائی گئی ہے۔۔۔"

بہروز بے دھیانی میں ارل کو سنتا رہا جبکہ اس کا مکمل دھیان کچھ فاصلہ پہ کھڑی امہ پہ ٹکا تھا۔

ارل نے مشروب کا پیالہ بڑھایا تو امہ اسے دوبارہ بھرنے کے لئے تیزی سے آگے بڑھی۔

بہروز کی نظریں ایک بار پھر اس کے چہرے کا طواف کرنے لگیں۔تب سے پہلی بار اس نے پلکیں اٹھائیں تو ان کی نظریں آپس میں ٹکرا گئی۔

بہروز کی آنکھوں میں موجود تپش دیکھ کر وہ سانس کھینچ کر رہ گئی اور اپنی پلکوں کی جھالر کو پھر سے گرا لیا جب کہ بہروز مسکراتا ہوا اگلا نوالہ لینے لگا۔

"لورڈ تھیوڈور۔۔۔۔اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں اب آرام کرنا چاہوں گا۔۔۔"

"شیور۔۔۔۔شیور۔۔۔۔بہروز آغا۔۔۔۔"

"میری۔۔۔۔لیزا۔۔۔۔۔بہروز آغا کو ان کی خواب گاہ لے جاؤ۔۔۔۔اور خاص خیال رکھنا کہ ان کو کسی چیز کی ضرورت نا ہو۔۔۔۔"

New Era Magazine

بہروز اس سے اجازت لیتا کھڑا ہو گیا جبکہ وہ اپنی موٹی انگلیوں سے انگور کے دانے منہ میں ڈالتا سر ہلانے لگا۔وہی گہری رنگت کی حامل لڑکی ایک اور لڑکی کے ساتھ اس کی جانب بڑھی۔وہ بھی ان کی تقلید میں آگے بڑھنے لگا۔

"آغا۔۔۔یہ آپ کی خواب گاہ ہے۔۔۔" وہ دروازے سے داخل ہوتا اس جگہ کا جائزہ لینے لگا۔ایک دیوار کے ساتھ جہازی جسامت کا بستر لگا تھا۔اس کے پیروں کی جانب بہروز کا صندوق موجود تھا۔جبکہ ایک جانب نشست گاہ تھی اور مخالف سمت ایک بڑے پیالے میں پانی موجود تھا۔

"اگر آپ کو کچھ بھی چاہیئے تو آپ مجھے بتا سکتے ہیں۔۔۔۔"

"میرا نام میری ہے۔۔۔" وہ اس کے سامنے کھڑی ہلکا سا جھکتی کہنے لگی۔۔۔۔بہروز اس کا مطلب اچھے سے سمجھ رہا تھا لیکن اسے اس پیلی رنگت والی لڑکی میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

"میں اب آرام کرنا چاہوں گا اس لئے مجھے اکیلا چھوڑ دو۔۔۔"

"جیسا آپ چاہیں آغا۔۔۔" امہ بھی میری کی تقلید میں وہاں سے جانے لگی جب بہروز اس کے راستہ میں حائل ہوا۔

New Era Magazine

وہ اسے یکدم اپنے قریب کھڑا پا کر بوکھلائی سے قدم پیچھے اٹھانے لگی لیکن بہروز نے قدم اس کی جانب بڑھا کر وہ فاصلہ پھر سے کم کر دیا۔

"آ۔۔۔آغا۔۔۔" وہ کبھی اپنی گھنی پلکیں اٹھاتی تو کبھی انہیں پھر سے گرا کر اپنے اور بہروز کے درمیان حائل کر لیتی۔جب بہروز اسے گہری نظروں سے دیکھے گیا تو وہ اس کے قدم بوسی کے لیے بیٹھنے لگی۔

بہروز نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے تھام کر ایسا کرنے سے روکا تو وہ اس کی جانب دیکھنے لگی۔ امہ کے ہونٹ کپکپانے لگے تو بہروز متبسم سا اسے دیکھنے لگا۔اسے اپنے پیروں پہ دوبارہ کھڑا کرتا وہ اس پہ جھکا تھا۔

گہری جذبات سے چور آنکھیں اس سے ٹکرائیں تو وہ بے اختیار نظریں جھکا گئی۔

"تمہارا نام کیا ہے خاتون۔۔۔" وہ اس کے چہرے کو نرمی سے تھامے ہوئے پوچھنے لگا۔

"ل۔۔۔لیزا۔۔۔نام ہے میرا۔۔۔"وہ سر گوشی کرتے ہوئے کہنے لگی تو بہروز انگوٹھے سے اس کا نچلا ہونٹ سہلانے لگا۔امہ کو اپنی سانسیں بکھرتی ہوئی محسوس ہوئیں۔۔۔اور جسم بری طرح لرزنے لگا۔

"ام۔۔۔امہ۔۔۔۔"اس نے سر گوشی کی جسے بہروز بمشکل سن پایا۔

"کہاں سے تعلق ہے تمہارا۔۔۔"وہ اس کی صراحی دار گردن کو نرمی سے چھو کر پوچھنے لگا۔
"مصر سے۔۔۔۔"وہ پھر سے اسی طرح سر گوشی کرتے ہوئے کہنے لگی۔بہروز کو احساس ہوا کہ اگر وہ کچھ دیر مزید اس کے قریب کھڑا رہا تو کوئی بعید نا تھی وہ اپنے حواس کھو بیٹھے۔اس سے چند قدم دور ہو کر وہ اسے وہاں سے جانے کا راستہ دینے لگا۔

"تم جاسکتی ہو۔۔۔۔"امہ "اس کے نام پہ زور دیا تو وہ تیزی سے خواب گاہ کی دہلیز پار کر گئی

اگلے روز عادتاً فجر کے وقت اس کی آنکھ کھلی تو وہ برتن میں موجود پانی سے وضو کرنے لگا۔
نماز ادا کر کے تلاوت قرآن کرنے لگا حتیٰ کہ پرندے بھی اپنے حصے کی عبادت خداوندی کے بعد اب رزق کی تلاش میں پرواز بھرنے لگے۔

انگیٹھی پہ موجود گھنٹی کو بجا کر اس نے ہینری کا وہاں طلب کیا۔دروازہ پہ ہلکی سی دستک کے جواب میں بہروز نے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔

"ہینری۔۔۔۔مجھے حمام لے چلو۔۔۔۔" وہ اپنا کافتان اوڑھتا ہوا اس سے گویا ہوا لیکن ہینری کے چہرے پہ تاثرات دیکھ کر اپنے جملہ کو دوبارہ دہرایا۔

"مجھے حمام لے چلو۔۔۔غسل کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"

"آغا۔۔۔میں کچھ سمجھا نہیں۔۔۔۔میں ابھی آتا ہوں۔۔۔۔" وہ بہروز کو وہی چھوڑ کر تیزی سے بایر نکلا اور کچھ ہی لمحے بعد امہ کے ساتھ وہاں داخل ہوا۔

"بہروز بے۔۔۔۔آپ کو جس چیز کی بھی طلب ہے مجھے آگاہ کیجیئے۔۔۔" وہ نظریں جھکائے انتہائی ادب سے مخاطب ہوئی۔

"امہ۔۔۔۔مجھے حمام کا راستہ بتادو۔۔۔۔"

"حمام۔۔۔۔" وہ آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔کس قدر معصومیت تھی ان نظروں میں۔۔۔

"کیا کوئی مسئلہ ہے؟"اب کی بار بہروز تشویش کا شکار ہوا تھا۔

"آغا۔۔۔یہاں حمام نہیں ہوتے۔۔۔۔اگرچہ آپ کو غسل کی حاجت ہے تو اس کا انتظام یہیں کر دیا جائے گا۔۔۔۔"بہروز ابرو اچکا کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"یہاں پہ۔۔۔۔"وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر آرام گاہ کو دیکھتا کہنے لگا۔۔۔اس کے تاثرات دیکھ کر امہ بمشکل اپنی ہنسی روک پائی۔

"جی آغا۔۔۔اگر آپ حکم دیں تو ابھی انتظام کر دیا جائے گا۔۔۔"وہ اپنی ناک کو دباتا اثبات میں سر ہلانے لگا تو امہ ہینری کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتی وہاں سے چل دی۔ایک اور بار وہ وہاں پہ اکیلا تھا۔

محض کچھ وقت بعد دو ملازم لوہے کا ایک بڑا برتن اٹھائے وہاں داخل ہوئے۔

اسے کمرے کے وسط میں رکھ کر وہ دونوں جو نہی پلٹے محل کی کنیزیں اور ملازم اسے گرم اور ٹھنڈے پانی کے امتزاج سے بھرنے لگے۔جب پانی اس قابل ہو گیا کہ اس سے غسل کیا جا سکے تب ہینری اور امہ کی علاوہ اس جگی کو خالی کر دیا گیا۔

"کیا میں۔۔۔اس۔۔۔اس برتن میں غسل کروں گا۔؟"

وہ پریشانی اور اچنبھے سے پوچھنے لگا تو اس بار امہ کوشش کے باوجود اپنی مسکراہٹ نا چھپا پائی۔

"جی آغا۔۔۔آپ کو اسی میں غسل کرنا ہوگا۔۔۔"

وہ اس سب سے خاصی محظوظ ہوتی دکھائی دے رہی تھی جسے بہروز نے فورا محسوس کیا۔

ہینری اس کی جانب بڑھا اور کافتان کے بعد اس کی قمیض اتارنے میں مدد کرنے لگا۔

وہ جب بھی یہاں لنگرانداز ہوا تھا ہمیشہ عثمانیہ طرز پہ بنی خانقاہ میں رہائش اختیار کرتا۔

اس کا چوڑا اور مضبوط سینہ دیکھ امہ نے شرمندگی سے نظریں جھکا دیں۔

پانی سے اٹھتی بھاپ جیسے جیسے وہاں پھیلتی اسے ہوا بھاری ہوتی محسوس ہوتی اور سانس لینا اتنا ہی دشوار ہوتا جاتا۔

وہ ہینری کو وہاں سے جانے کے لئے اشارہ کرتا امہ کی جانب بڑھا تو اس کے قدم خود بخود اس سے دور ہٹنے لگے۔

جب اس کے بڑھتے قدم بہروز کے بستر نے روک دیئے تو امہ نے اپنی آنکھیں زور سے بھینچ لیں۔

وہ اس کی سانسوں کی حدت اپنے رخسار پہ محسوس کر سکتی تھی۔

بہروز نے اس کے کانپتے ہاتھوں میں موجود سامان اپنی مضبوط گرفت میں لیا اور اس کے کان میں سر گوشی کرنے لگا۔

جاؤ۔۔۔ قبل اس کے کہ میں اپنا ارادہ بدل لوں۔۔ وہ اس کے دور ہوتے ہی ایک جھٹکے سے مخالف سمت میں بھاگی۔

دروازہ بند ہو جانے کے کئی لمحات بعد تک بھی وہ وہیں کھڑا اسے کی اٹھتی اور گرتی پلکوں کے جال میں کھو یا رہا

******

"آغا۔۔۔ میں سوچ ہی رہا تھا کہ آپ سے کب ملاقات ہو گی۔" وہ ہینری کے ساتھ باغ میں آیا تو تھیوڈورا سے دیکھ کر مخاطب ہوا۔

"انتظار کروانے کے لئے معذرت۔۔۔۔" وہ عام سے لہجے میں کہتا اپنے اطراف کا جائزہ لینے لگا۔

باغ کے وسط میں ایک برہنہ بت تراشہ گیا تھا اسی طرز پہ مختلف بت محل کے ارد گرد بھی نصب تھے۔

ایک جانب سے آتی دو خواتین نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

وہ یقیناً ارل کے گھرانہ سے تعلق رکھتی تھیں ان کا لباس اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ وہ کوئی معمولی خاندان سے نہیں۔

بہروز کی نظر جیسے ہی امہ کی جانب گئی وہ اپنے اطراف میں موجود ہر چیز کو قدرے بھول گیا۔

ان دونوں کی تقلید میں آتی وہ اسے حور ہی تو لگی تھی۔

تھیوڈور نے اسے جب تیسری بار اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا تو وہ اپنے حواس میں لوٹا۔

"بہروز آغا۔۔۔ان سے ملئیے۔۔۔لیڈی آف داہاؤس۔۔۔میری بیوی ایولین۔۔۔اور یہ میری بیٹی، ہیلین۔۔۔"

"لیڈی ایولین۔۔۔ہیلین۔۔۔آپ سے ملنا میرے لئے باعث مسرت ہے۔۔۔"

"بہروز آغا۔۔۔اصل میں تو ہمارے لئے آپ کی مہمان نوازی قابل عزت ہے۔۔۔" لیڈی ایولین اسے ستائشی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"بہروز بے۔۔۔آپ کے بارے میں بہت سنا تھا لیکن آج مل کر احساس ہو رہا ہے کہ وہ سب آپ کو بیان کرنے کے لئے بہت کم تھا۔۔۔"

"میں امید کرتا ہوں کہ وہ سب اچھا ہو گا۔۔۔"
بہروز ابرو اچکا کر کہنے لگا تو وہ دونوں مسکرا دیں۔

"آپ کی امید سے کہیں زیادہ اچھا۔۔۔اس کا یقین میں آپ کو دلاتی ہوں۔۔۔"لیڈی ہیلین اسے اپنی جانب متوجہ کرتے ہوئے کہنے لگی۔
سرخ و سفید چہرے پہ بھورے رنگ کے نشانات پھیلے ہوئے تھے۔پیلے بالوں کو روایتی انداز سے سر کے اوپر باندھ رکھا تھا۔وہ اس کے تحفہ میں لایا ہوا لباس پہنے ہوئے تھی۔

"لیڈی ہیلین میں نے بھی جتنا سنا تھا آپ کو اس سے کہیں زیادہ خوبصورت پایا۔۔۔"بہروز کے کہنے پہ جہاں اس کا سفید رنگ سرخ مائل ہونے لگا وہیں بہروز کی نگاہیں اس کے پیچھے کھڑی امہ پہ ٹکی تھیں۔

"بہروز بے۔۔۔اگر آپ اجازت دیں تو میں اب اپنے کمرے میں جانا چاہوں گی لیڈی ہیلین آپ کا ساتھ دیں گی۔"

ایولین اپنی بات مکمل کرتے ہی وہاں سے چلی گئی جبکہ ہیلین مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ کو ہمارا محل کیسا لگا۔۔۔" وہ دونوں چہل قدمی کرنے لگے جبکہ امہ کچھ فاصلہ پہ ان کی باتیں سننے کی کوشش کرتی تقلید میں چلنے لگی۔

"خوبصورت ہے لیکن یہاں کی خوبصورتی استنبول سے بہت الگ ہے۔" وہ خفیف سا بولنے لگا تو ہیلین مزید مسکرا دی۔

"جانتے ہیں مجھے ہمیشہ سے استنبول دیکھنے کی چاہت رہی ہے۔۔۔ وہاں کا ذکر اتنا سنا ہے اور پھر کتابوں میں بھی پڑھا ہے۔۔۔ وہ کوئی جادوئی جگہ لگتی ہے جہاں ہر سہولت میسر ہو۔"

"اگر آپ کبھی بھی استنبول آئیں تو میرے لئے باعث خوشی ہوگا آپ کی مہمان نوازی کا شرف حاصل کرنا۔"

"اوہ۔۔۔ بہروزبے میں یہ بات کبھی نہیں بھولوں گی۔۔۔" وہ اپنے لباس پہ نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگی۔

"آپ کے لائے ہوئے تحفے بہت خوبصورت ہیں ان کے لئے شکریہ۔" بہروز رک کر اس کی جانب پلٹا اور اس سے کچھ فاصلہ پہ موجود امہ کو ڈھونڈنے لگا جو اب کہیں بھی نظر نہیں آرہی تھی۔

"آپ سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی لیکن مجھے کچھ یاد آیا جو کہ بہت ضروری ہے۔۔۔ پھر ملاقات ہوگی۔" وہ دلکشی سے مسکراتا ہوا وہاں سے چل دیا جبکہ ہیلین کی پیشانی پہ موجود سلوٹیں اس بات کی گواہی تھیں کہ اسے یہ ضروری کام بلکل پسند نہیں آیا تھا۔

****

بہروز باغ میں امہ کو ڈھونڈنے لگا لیکن اسے وہ کہیں بھی دکھائی نا دی۔ آخر کار واپس محل جانے کا فیصلہ کیا جب اس کی نظر ایک جانب کھڑی اس خوبصورت لڑکی پہ جا ٹھہری۔ وہ مسکراتا ہوا امہ کی جانب بڑھنے لگا۔ جو بہروز کو قریب آتے دیکھ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"لیڈی ہیلین خوبصورت ہیں۔۔۔ لیکن ان کا دل کالا ہے تو آپ کو احتیاط برتنی چاہیئے۔۔۔" جیسے ہی وہ اس کے قریب گیا امہ کی بات پہ ابرو اچکا گیا۔ اس کے تاثرات دیکھ کر امہ پھر گویا ہوئی۔

"وہ آپ سے اتنا اچھا سلوک اس لئے کر رہی ہیں کیونکہ ان کی عمر بڑھتی جا رہی ہے۔۔۔ تیسری بار بھی ان کو کسی نے پسند نہیں کیا اور اب مشکل ہے کہ ان کی شادی کسی سے ہو۔۔۔"

بہروز اس کے انداز اور حسد پہ بے خودی سے مسکرا دیا۔امہ نے اسے مسکراتا دیکھا تو پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہونے لگیں۔

وہ وہاں سے جانے کے لئے پلٹی جب بہروز نے اس کی بازو کو تھاما اور ایک جانب چلنے لگا۔

"بہروز بے۔۔۔یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔"وہ اسے درختوں کی اوٹ میں لے آیا جہاں انہیں دیکھنا اتنا آسان نہیں تھا۔

"کیا تم لیڈی ہیلین سے حسد محسوس کر رہی ہو۔۔۔؟"وہ متبسم سا پوچھنے لگا تو امہ اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگی بہروز کا دل کیا وہ اپنے انگوٹھے کی مدد سے اسے ایسا کرنے سے روک دے لیکن پھر اپنی نظروں کا زاویہ بدل دیا۔

"میں۔۔۔میں ان سے حسد محسوس کیوں کروں گی۔۔۔؟"وہ اب پکڑے جانے پہ پھر سے بوکھلا اٹھی تھی اور وہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرنے لگی۔بہروز نے اس کے سامنے آکر اس کوشش کو ناکام بنایا تھا۔

"سوچوا گر تھیوڈور کو معلوم ہوا کہ تم ہماری باتیں سن رہی تھی تو وہ تمہیں کیا سزا دے گا۔۔۔؟" وہ اسے ڈرانے کی کوشش کرنے لگا لیکن اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پہ چھانے والے تاثرات دیکھ کر افسوس کرنے لگا۔

"امہ۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔؟" وہ ایک دم اس کی جانب بڑھا اور اس کے رخسار پہ اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔ آپ۔۔۔ انہیں مت بتانا۔۔۔ مم۔۔۔ میں گزارش کرتی۔۔۔"

"ششش۔۔۔ امہ کوئی کچھ نہیں بتائے گا۔۔۔" وہ کانپنے لگی تو بہروز کو تھیوڈور پہ اور خود پہ بے تحاشہ غصہ آنے لگا۔

"تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا امہ۔۔۔" وہ ڈبڈبائی ہوئی نظروں سے اسے دیکھنے لگی پھر جیسے ہی اس کی قربت کا احساس ہوا اس سے دور ہونے لگی۔ اس کی پشت پہ موجود درخت نے امہ کو ایسا کرنے سے روکا تو اپنی پیٹھ تنے سے ٹکا کر کھڑی ہو گئی۔ بہروز نے اس کے گرد اپنے بازو حمائل کئے تھے۔

"آغا۔۔۔م۔۔۔مجھے جانے دیں۔۔۔" وہ نظریں جھکائے اس سے منمناتے ہوئے کہنے لگی جبکہ بہروز اس کے نقوش میں کھونے لگا تھا۔

جب وہ کچھ وقت کے لئے خاموش رہا تو امہ اس کی نظروں کی حدت خود پہ محسوس کرتی کپکپانے لگی۔سانسیں بکھرنے لگی تھیں اور ایک نیا احساس تھا جس نے اسے جکڑ لیا تھا۔ وہ پلکوں کی جھالر اٹھا کر اس کی نام کی سرگوشی کرنے لگی۔وہ خود سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ اسے خود سے دور کرنا چاہتی تھی یا قریب۔۔۔احساسات سوچ پہ حاوی ہونے لگے تھے۔

بہروز اس کی آنکھوں میں کھویا فاصلہ مزید کم کرنے لگا حتی کہ وہ اس کی سانسوں کی گرمائش اپنے چہرے پہ محسوس کرنے لگی۔

نظریں پھر سے جھکی تھیں۔شاید بہروز یہ فاصلہ بھی تہہ کر جاتا لیکن کرسٹوف کی بر وقت آمد نے ایسا کرنے سے روک دیا۔

"بہروز بے۔۔۔لیزا۔۔۔" وہ امہ کو پیشانی پہ سلوٹیں سجا کر دیکھتا ہوا کہنے لگا۔

"آپ کو اس وقت یہاں نہیں ہونا چاہیے۔۔۔اگر کسی ملازم نے یوں دیکھ لیا تو سب کے لئے پریشانی کا باعث ہو گا۔۔۔اور اس سب کی وجہ محض یہ لڑکی ہو گی جو آپ بلکل نہیں چاہیں گے۔"

"میں ابھی اس کی خبر لیتا ہوں۔۔۔" وہ سختی سے کہتا ہوا امہ کے قریب آیا اور اس کا بازو پکڑ کر وہاں سے کھینچنا چاہا لیکن بہروز نے کرسٹوف کا بڑھتا ہوا ہاتھ پکڑ کر اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔اس کی پکڑ میں موجود سختی سے کرسٹوف کے چہرے کے زاویے بدلے تھے جسے وہ چھپانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

"امہ۔۔ تم ابھی کے لئے جاؤ۔۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔" وہ براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتا کہنے لگا تو وہ اثبات میں سر ہلانے لگی۔
کتنی شدت تھی اس کی نظروں میں کہ امہ فوراً اس پہ یقین کر گئی۔وہ اپنا لباس دونوں ہاتھوں سے تھام کر درختوں کے بیچ سے بھاگتی واپس محل کی جانب بڑھی۔

"بہروز بے۔۔۔ لورڈ تھیوڈور۔۔۔" کرسٹوف کچھ کہنے کو تھا جب بہروز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے اسے کچھ بھی کہنے سے روک دیا۔

"تھیوڈور سے میں خود بات کر لوں گا اور تمہیں اس کے لئے خاتون کو پریشان کرنے کی ضرورت نہیں۔" وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن پھر بہروز کے تاثرات دیکھ زبان دانتوں تلے چبا گیا۔
وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن پھر اس کے تاثرات دیکھ کر خاموش ہو گیا۔

New Era Magazine

"جیسا آپ چاہیں۔۔۔" وہ ہلکا سا جھکتے ہوئے وہاں سے چلا گیا جب کہ بہروز گھنے درختوں میں چھائی اس غیر معمولی خاموشی کو محسوس کرتا رہا۔

******

تھیوڈور نے ایک اور دستاویز کرسٹوف کو پکڑائی تو وہ اسے بھی باقی دستاویزات کے ساتھ سنبھال کر رکھنے لگا۔

"کیا مصروفیت چل رہی ہے ہمارے مہمان کی۔۔۔؟ کیا وہ مطمئن ہے۔۔۔؟"

"جی وہ بلکل مطمئن ہیں مائی لارڈ۔۔۔" مشعال میں جلتی آگ اور میز پہ موجود موم بتی کمرے میں روشنی بکھیر رہی تھی جہاں تھیوڈور دستاویزات کے متعلق کام کرتا تھا۔

"کوئی خاص بات جس کا مجھے معلوم ہونا چاہیئے۔۔۔" وہ اپنی کرسی سے ٹیک لگا کر ٹھوڑی کو ناخن سے چھوتا ہوا پوچھنے لگا۔

"کچھ خاص نہیں لیکن ایک کنیز میں وہ کافی دلچسپی لے رہے ہیں۔۔۔"

New Era Magazine

"کنیز۔۔۔" وہ اپنی پتلی بھنویں سکیڑ کر پوچھنے لگا۔

"ایسی کونسی کنیز ہے جو کہ اسے پورے استنبول میں میسر نہیں۔۔۔"

"لیزا۔۔۔کچھ ملازمین نے انہیں لیزا سے اکثر باتیں کرتے دیکھا ہے۔"

"ہمم۔۔۔لیڈی ہیلین کو چھوڑ کر وہ اس مصری عورت پہ عنایت کر رہا ہے۔"

"اگر آپ چاہیں تو میں لیزا کا ابھی بندوبست کر دیتا ہوں۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ابھی نہیں۔۔۔اس کے احساسات بڑھنے دو۔۔۔ہم وقت آنے پہ اس کا خوب فائدہ اٹھائیں گے۔۔۔" وہ چہرے پہ مکروہ مسکراہٹ سجاتا ہوا کہنے لگا۔

******

"لیڈی ہیلین مجھے نہیں لگتا کہ آپ کو اس شخص سے ملنے جانا چاہیئے۔۔۔" میڈیلان ہیلین کی خاص کنیز سونے اور سچے موتیوں کی بنی اس خوبصورت پن کو لگاتی ہوئی کہنے لگی۔

"میں کچھ ہی وقت میں واپس آجاؤں گی۔ تمہیں بس یہ احتیاط کرنی ہے کہ کسی کو میری غیر موجودگی کا علم نہیں ہو۔" وہ اسے تنبیہہ کرنے لگی جس پہ اس بوڑھی عورت نے سر ہلا دیا۔ وہ

بچپن سے،ہیلین کے ساتھ تھی اور اس کی ماں سے زیادہ وقت اور چاہت اس نے،ہیلین کو دی تھی۔

لیکن میڈیلائن کہاں جانتی تھی کہ وہ چھوٹی سی بچی جوان ہو کر اس قدر سخت دل نکلے گی۔"

"آپ کو اس بچے کا کچھ کرنا ہو گا اب صرف کچھ عرصے کی بات ہے لوگوں کو محسوس ہونے لگے گا۔"وہ سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگی جس پہ،ہیلین کی پیشانی پہ دو لکیریں ابھری تھیں۔

"اوہ میڈیلائن کبھی کوئی اچھی بات بھی کر لیا کرو۔۔۔"وہ غصہ میں اس سے دور ہوئی اور اپنے آپ کو آخری بار آئینے میں دیکھنے لگی۔

"اگر وہ کسی باوقار خاندان یا بہروزبے کی طرح مالدار ہوتا تو کب کی شادی کر چکی ہوتی لیکن وہ ان میں سے کچھ بھی نہیں۔"ہیلین حقارت سے کہنے لگی۔

"یہ میرا آخری موقع تھا اور اب میرے لئے شوہر ملنا مشکل ہو گیا ہے مجھے امید ہے کہ بہروزبے کو اسی لئے یہاں دعوت دی گئی ہے۔۔۔وہ ہمارے کام آ سکتا ہے۔۔۔اس کی کئی مشہور اور کامیاب شخصیات سے واقفیت ہے۔اور اگر وہ میرے لئے کوئی مناسب رشتہ کا انتظام نہیں کر

پایا تو مجھے کچھ ایسا کرنا ہو گا کہ اسے اس بچے کو اپنا نام دینا پڑے۔" وہ خود سے مطمئن ہو کر پلٹی اور تمسخرانہ مسکراتی اپنی ملازمہ کو دیکھنے لگی۔

"جلدی چلو مجھے روشنی ہونے سے پہلے واپس بھی آنا ہو گا۔" میڈلائن اس کا حکم سنتے ہی ایک جانب رکھے لالٹین کی جانب بڑھی اور وہ دونوں آرام گاہ سے باہر نکل آئیں۔

قدیم محل کی دیواروں میں موجود خفیہ راستے کا استعمال کرتی وہ محل کے باہر آچکی تھی۔ جہاں پہلے سے ہی ایک گھوڑا اس کا منتظر تھا۔
میڈلائن اسے گھوڑے کی جانب بڑھتا دیکھ واپس لوٹ آئی۔ لیڈی ہیلین کا یہ سلسلہ تب سے جاری تھا جب اس نے ایک مقامی میلے میں اس خوش شکل انسان کو دیکھا تھا۔ وہ ایک عام کسان کا بیٹا تھا لیکن وہ لیڈی ہیلین کی وارفتگیوں کو نہ روک سکا۔

کافی عرصے کی ملاقاتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب وہ امید سے تھی۔ اسے جلد از جلد ایک شوہر کی تلاش تھی لیکن اپنے باپ لارڈ تھیوڈور کے مقروض ہونے اور خود بھی ایک عام شکل کے ساتھ پیدا ہونے کی وجہ سے یہ ناممکن ہو گیا تھا۔ اب وہ کسی بھی ایسے شخص سے شادی کے لئے تیار تھی جو کہ اسے آرائش سے بھری زندگی دے سکے۔

"بہروز بے۔۔۔آیئے آیئے۔۔۔"وہ تھیوڈور کو دیکھ کر اس سے کچھ بات کرنے آیا تھا۔

بہروز اس کے سامنے نشست سنبھال کر بیٹھ گیا۔

"آج ہی بندرگاہ سے خبر موصول ہوئی ہے۔۔۔میں جلد ہی واپسی کے لئے روانہ ہوں گا۔"

"لیکن اتنی بھی کیا جلدی ہے۔"تھیوڈور اس کے جملہ پہ سیدھا ہو بیٹھا۔

"آپ کی میزبانی کا شکر گزار ہوں لیکن مجھے اپنے غلاموں کا بھی خیال رکھنا ہوگا۔میں چند دن ہی یہاں مزید رک سکتا ہوں۔"

"بلکل بلکل۔۔۔"وہ ہاتھ مسلتا ہوا کہنے لگا۔

"کل شام آپ کی شان میں ایک تقریب منعقد کی گئی ہے۔آپ کی شرکت میرے لئے باعث عزت ہوگی۔شاہی خاندان کے لوگ بھی شامل ہوں گے۔"

بہروز کو ایسی محفلوں سے کوئی لگاؤ نہیں تھا لیکن تھیوڈور کی وجہ سے وہ اسے انکار بھی نہیں کر سکتا تھا۔

"میں اس تقریب کا بے صبری انتظار کروں گا۔"اس کی بات سنتے ہی تھیوڈور کے چہرے پہ خوشی پھیل گئی تھی۔

"میں اب جائزہ لینے کے لئے بندرگاہ جانا چاہوں گا۔اگر آپ کو مسئلہ نا ہو تو میں اپنی مدد کے لئے ساتھ ملازمین بھی لے جانا چاہوں گا۔" بہروز کی بات پہ تھیوڈور کے تاثرات بدلے تھے جنہیں وہ فوراً چھپا گیا۔

"جیسا آپ چاہیں آغا۔۔۔" تھیوڈور کے گھنٹی بجاتے ہی کرسٹوف کمرے میں حاضر ہوا۔

"کرسٹوف بہروز آغا کے لئے گھوڑے تیار کرواور ان کے ساتھ بہترین ملازمین کو روانہ کرو۔" وہ اسے حکم دینے لگا کرسٹوف کے جانے کے بعد وہ اس سے وہاں کی معیشت پہ گفتگو کرنے لگا اور پھر روانگی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔اس نے اپنے ساتھ جانے کے لئے ہینری کو منتخب کیا۔ہینری نے اس کے لئے سواری کا دروازہ کھولا تو وہ اس میں سوار ہو گیا۔ہینری کوچوان کے ساتھ سوار ہوا تو وہ بندرگاہ کی جانب بڑھنے لگے۔بندرگاہ پہنچ کر اس نے حالات کا جائزہ لیا اور مریمار سے گفتگو کی۔

"آغا۔۔۔کیا استنبول بہت خوبصورت جگہ ہے۔۔۔"
ہینری نے اس سے دو قدم کے فاصلہ پہ چلتا ہوا سوال کرنے لگا۔

"ہاں۔۔۔شاید دنیا میں سب سے خوبصورت۔۔۔"

بہروز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

"میری خواہش ہے کہ میں اپنی زندگی میں استنبول کو ضرور دیکھو۔۔۔ایک دن میں بہترین مصور بنو گا۔۔اور میرے کام کو ساری دنیا میں جانا جائے گا۔۔"ہینری نے آسمان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔۔۔اگر ایسا ہوا تو مجھے بھول مت جانا ہینری۔۔۔"بہروز کی بات پہ وہ شرمندہ ہوتے ہوئے اپنے پاؤں دیکھنے لگا۔

"تم اچھے انسان ہو ہینری اور میں تمہارے اچھے مستقبل کا خواہش مند ہوں۔۔۔"وہ اس کا کندھا تھپتھپاتا ہوا کہنے لگا۔

"آپ بہت مہربان ہیں آغا۔۔۔"اندھیرا چھاتے ہی وہ واپسی کے لئے روانہ ہو گئے۔وہ جتنے روز یہاں رک سکتا تھا رک چکا تھا اب اسے واپسی کی تیاری کرنی تھی۔

رات کے کھانے میں تھیوڈور کے ساتھ لیڈی ہیلین اور اس کی والدہ بھی مدعو تھیں۔

لیڈی ہیلین خاص طور پہ بہروز پہ توجہ دیتی پائی گئیں جبکہ اس کی نظریں لگاتار نامہ کو تلاش کرتی رہیں لیکن آج اسے وہ کہیں بھی دکھائی نا دی۔

"بہروز آغا۔۔۔ کل ایک دعوت کا انتظام کیا گیا ہے۔۔۔۔ بہت خاص لوگ مدعو کئے گئے ہیں۔۔۔ مجھے امید ہے آپ بھی اس میں شریک ہوں گے۔۔۔۔ آخر یہ خاص طور پہ آپ کے لئے منعقد کی گئی ہے۔۔۔" تھیوڈور نے اسے ایک بار پھر اس دعوت کی یاددہانی کروائی تھی۔

"مجھے یاد ہے۔۔۔۔ اور آپ پر سکون رہیں۔"

تھیوڈور سے بات کرتے ہوئے، ہیلین کی نظریں اسی پہ گڑھی تھیں جسے وہ لگاتار نظرانداز کر رہا تھا۔

"اب اگر آپ اجازت دیں تو میں خوابگاہ میں جانا چاہوں گا۔"

"بلکل۔۔۔ بلکل۔۔۔۔ کل ملاقات ہو گی۔۔۔۔۔"

وہ محل میں ادھر سے ادھر بھٹکتا امہ کو ڈھونڈتا رہا لیکن پھر احساس ہوا کہ شاید وہ اس وقت اپنی رہائش میں چلی گئی ہو۔ وہ گہرہ سانس لیتا ہوا اپنے آرام گاہ کی جانب چل دیا۔

کل تقریب کے بعد وہ تھیوڈور سے امہ کے متعلق بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

تقریب میں زیادہ تر لوگ اس کے لئے انجان تھے۔

کچھ اعلی عہدے داروں کے ساتھ اس کے تجارتی تعلقات تھے جن کے باعث وہ انہیں جانتا تھا۔

خواتین اور مرد سب مشروبات سے محظوظ ہوتے دکھائی دیتے۔امہ بھی باقی ملازمین کی طرح ارل کے مہمانوں کی میز بانی کرنے میں مصروف تھی۔

ایک خوبصورت آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تو وہ اس جانب متوجہ ہوا۔اس کی آواز میں جتنا جادو تھا دکھنے میں وہ اس سے بھی زیادہ سحر انگیز۔

یہ خوبصورتی تو سلطان کے حرم میں تعلق رکھتی تھی۔۔۔۔بے اختیار اس کے ذہن میں آیا تھا۔

اس دوشیزہ نے اپنی نظروں کا زاویہ بدل اس کی جانب دیکھا تھا۔خوبصورت شربتی آنکھیں اس کی گہری انکھوں سے ٹکرائیں تو بہروز کو لگا کہ وہ اس کی روح تک جھانک رہی ہو۔

چہرے پہ مسکراہٹ سجاتے ہوئے اس نے اپنا ستار قریب کھینچا اور اس کی تاروں سے کھیلنے لگی۔

بہروز کی طرح وہاں موجود ہر شخص ہی اس کی جانب متوجہ ہوا تھا خواہ وہ کوئی بھی ہو۔اپنی شیریں آواز میں اس نے گنگنانا شروع کیا ہر آواز خاموش ہوگئی گویا وہ آواز انہیں اپنے سحر میں جکڑ رہی ہو۔

اس نے شروعات وہاں کے علاقائی گیت سے کی۔

"یہ یہاں کی بہترین گلوکارہ ہے۔۔۔۔"تھیوڈور نے اسے اس لڑکی کے سحر میں گم ہوتے دیکھا تو تکبر سے کہنے لگا۔بہروز نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اس گلوکارہ کی جانب متوجہ ہو گیا۔

جیسے ہی اس نے اپنے گیت ختم کیے وہ جگہ تالیوں کی آواز سے گونج اٹھی۔

بہروز کو کسی نے اپنی جانب متوجہ کیا تو وہ اس شخص سے بات کرنے لگا۔

تھیوڈور کی طرح وہ اس سے تجارتی تعلقات رکھتا تھا۔اچانک امہ پہ نظر گئی تو وہ اس سے معذرت کرتا امہ کے تعاقب میں چل دیا۔ایک دم کسی سے ٹکرانے پہ وہ رکا۔۔۔اسے سمجھ نہیں آیا کہ اچانک وہ لڑکی اس کے سامنے کیسے آئی۔

ابھی کچھ لمحات پہلے ہی تو وہ اس سے مخالف سمت میں کافی دور کھڑی تھی اور اب اس کے سامنے تھی۔

"مجھے معاف کیجیئے گا۔۔۔" وہ تعز یما ہلکا سا جھک کر نظریں اسی پہ گڑائے ہوئے بولی۔ جبکہ اس کی بے باک نظریں کچھ اور ہی پیغام دیتی تھیں۔بہروز نے ایک بار پھر خود کو اس کی جانب کھنچتا ہوا پایا جیسے کوئی مقناطیسی طاقت اسے اپنی جانب کھینچ رہی ہو۔اس کی نگاہیں اسی گلوکارہ پہ مرکوز تھیں جب اسے لگا کہ ان آنکھوں کی رنگت تبدیل ہوئی ہو۔

بہروز نے اپنی آنکھیں بند کر کے پھر سے واکی تو انہیں اسی شربتی رنگ میں پایا۔

"میں نے آپ کو کسی اہم کام سے روکا تو نہیں۔۔۔"

"ایک معمولی گلوکارہ ہونے کے باوجود آپ کافی ہمت رکھتی ہیں۔۔۔" اس کے جملے پہ وہ تمسخرانہ مسکرا دی۔

"کس نے کہامیں معمولی ہوں۔۔۔" وہ اس کے سامنے سے گزرتی ہوئی بہروز کے گرد چکر لگاتی اب اس کی مخالف سمت میں کھڑی تھی۔

چہرے پہ ایک عجیب مسکراہٹ سجی تھی۔

"آپ سے پھر ملاقات کرناچاہوں گی۔۔۔ابھی کے لئے اجازت دیجیئے۔۔۔" وہ ہلکاسا ہنستی ہوئی کسی شہزادی کی طرح قدم اٹھاتے ہوئے وہاں سے چل دی جب بہروز اس کے سحر سے باہر نکلا۔اسے یاد بھی ناتھا کہ وہ یہاں کیوں کھڑا تھا۔۔۔اور وہ کہاں جارہا تھا جب اس لڑکی سے ٹکرا گیا۔اپنے ذہن پہ زور دے کر بھی جب اسے یاد ناآیا تو وہ جھنجھلایاہوااپنی آرام گاہ کی جانب بڑھنے لگا۔

"کیاوہ لڑکی اتنی خوبصورت تھی۔۔۔؟" ایک نسوانی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تو مسکراتے ہوئے پلٹا تھا۔

"کوئی شخص جو کہ خود کو خواتین کے اثر سے دور رکھنے کے لئے جاناجاتاہو اس کے لئے تو یہ کافی تشویش ناک حالت ہے۔" امہ اس سے فاصلہ پہ دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی شکایتی انداز میں بولی۔

"کیا تم میرا پیچھا کر رہی تھی خاتون۔۔۔۔؟" وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور اس کا چہرہ ٹھوڑی سے تھام کر بلند کیا۔

"نہیں۔۔۔میں آپ کا پیچھا کیوں کروں گی۔۔۔۔"

کچھ لمحات پہلے کا غصہ اب جھاگ کی مانند بیٹھنے لگا تھا اور وہ خود کو اس کے حصار میں پا کر گھبرانے لگی تھی۔اس کی نظروں کا محور کسی اور کو دیکھ کر امہ کے دل میں ایک آگ بھڑک اٹھی تھی۔ کتنا سمجھایا تھا اس نے خود کو کہ وہ ان جذبات کو نہیں پال سکتی خاص طور پہ ایسے شخص کے لئے جس کی منزل اس سے بہت دور تھی۔وہ اسے اس آگ میں جلنے کے لئے اکیلا چھوڑ جاتا۔

"دن بہ دن تمہارا ایک نیا پہلو دیکھ رہا ہوں میں۔۔۔احتیاط سے ورنہ کوئی سوچے گا کہ تمہیں بھی مجھ سے۔۔۔محبت ہو گئی ہے۔۔۔"آخری الفاظ اس نے امہ پہ جھکتے ہوئے ادا کئے تو وہ اس قربت سے خوفزدہ ہو کر آنکھیں موندھ گئی۔

جب کچھ لمحات بعد نہیں وا کیا تو وہ وہاں کہیں بھی موجود نہیں تھا۔۔۔ہاں لیکن اس کی مہک ابھی بھی امہ کو اپنے حصار میں جکڑے ہوئے تھی۔۔۔۔

جب وہ بیدار ہوا تو گزشتہ رات کے کچھ اہم لمحات ہی اسے یاد تھے۔خواب میں وہ ان سرد شربتی آنکھوں کو دیکھتا رہا تھا۔۔۔ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے وہ آنکھیں اسے دیکھ رہی ہوں۔۔۔اسے اپنا سر کچھ گھومتا ہوا محسوس ہوا تو وہ بستر سے اٹھتا ہوا پانی کے برتن کے پاس گیا اور اس سے اپنے چہرے کو دھونے لگا۔

وہیں موجود آئینہ میں وہ خود کا دھندلا عکس دیکھ سکتا تھا۔ایک دم اس نے اپنی انگلیوں سے گردن کو چھوا جہاں دو چھوٹے چھوٹے نشان آئینہ میں دکھائی دے رہے تھے۔وہ ان کا معائنہ کرنے کے لئے آئینہ کے مزید قریب ہوا۔۔ گردن پہ دو چھوٹے زخم موجود تھے جب اس کے ارد گرد سے جلد سرخ رنگ کی ہو چکی تھی۔یوں محسوس ہوتا تھا جیسے سوتے ہوئے کوئی کیڑا اسے اپنی خوراک بناتا رہا ہو۔اپنا چہرہ خشک کر کے وہ گھنٹی کی جانب بڑھا اور اسے بجا کر اپنا کافتان اٹھانے لگا۔کچھ ہی دیر میں ہینری اس کی آرام گاہ میں موجود تھا وہ آگے بڑھا اور اس کی مدد کرنے لگا۔

"تھیوڈور اس وقت کہاں ہے۔۔۔؟"وہ اپنا لباس درست کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔آنکھوں کے سامنے دھندلا پن چھایا تو اس نے دیوار کا سہارہ لے کر خود کو گرنے سے بچایا۔

"آغا۔۔کیا آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟"ہینری فکر مندی سے پوچھنے لگا جس کے جواب میں وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔

"سر۔۔لورڈ تھیوڈور اس وقت آرام کر رہے ہیں۔۔۔اگر آپ خواہش کریں تو آپ کے لئے ناشتہ کا انتظام کر دیا جائے۔"بہروز نے محسوس کیا کہ اسے کچھ کھانے کی کافی طلب ہو رہی ہے۔۔۔اس لئے ہینری کے ساتھ باہر چل دیا۔

"اجازت ہے۔۔۔"دروازے پہ دستک ہوئی تو بہروز نے مطالعہ روک کر جواب دیا۔۔۔ہینری دروازہ ہلکا سا کھول کر اندر داخل ہوا۔

"لورڈ تھیوڈور اس وقت مطالعہ گاہ میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"وہ کافی دیر سے تھیوڈور کے بیدار ہونے کا انتظار کر رہا تھا اب وہ فارغ تھا تو بہروز ایک بھی لمحہ مزید ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔

مطالعہ گاہ میں مدہم سی روشنی میں وہ کوئی دستاویزات پڑھ رہا تھا۔

"بہروزبے۔۔۔میرے خیال سے آپ کوئی اہم معاملے پہ بات کرناچاہتے ہیں۔۔۔"وہ اپنی تیز نظروں سے اس کی بے چینی بھانپتے ہوئے کہنے لگا۔

"جیساکہ آپ جانتے ہیں میں اور میرے جہاز کاعملہ اب واپسی کی تیاری میں ہے۔۔۔"اس نے گفتگو کا آغاز کیا تو تھیوڈور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر اسے دیکھنے لگا۔

"آپ یہاں مزید رکتے تو مجھے خوشی ہوتی۔۔۔"

"مجھے بھی۔۔۔لیکن مزید رکنا اب ناگوار ہے۔۔۔"

"ہمم۔۔۔ صحیح کہا آپ نے۔۔۔لیکن مجھے لگتا ہے کہ آپ صرف یہی کہنے نہیں آئے۔"

"آپ نے صحیح سمجھا۔۔۔میں امہ کو اپنے ساتھ استنبول لیجاناچاہتاہوں۔۔۔"وہ براہ راست تھیوڈور کی آنکھوں میں دیکھتا سنجیدگی سے گویاہوا۔تھیوڈور کی پیشانی پہ بل نمودار ہوئے تھے۔

"امہ۔۔۔؟"

"جی۔۔۔آپ اسے لیزا کے نام سے جانتے ہیں۔۔۔"

"آہ۔۔۔لیزا۔۔۔سچ آ بیوٹی شی از۔۔۔"وہ مکروہ مسکراہٹ چہرے پہ سجائے کہنے لگا جس پہ بہروز کی آنکھیں سکڑی تھیں۔

"ہمم۔۔۔تو آپ اسے اپنے ساتھ لیجانا چاہتے ہیں۔۔۔۔لیکن آپ ایک تاجر ہیں۔۔۔۔ظاہر ہے آپ کو۔۔۔"

"آپ اس کے عوض جو بھی چاہیں گے میں دینے کو تیار ہوں۔۔۔"اس کے جملے پہ تھیوڈور لالچ سے اپنے ہونٹوں پہ زبان پھیرنے لگا۔۔۔بہروز کو اس وقت وہ کسی ایسے جانور کی طرح لگا جو اپنی استطاعت سے زیادہ کی خواہش میں اپنی ہی جان کا دشمن بن جائے۔

"زیادہ کچھ نہیں۔۔۔لیکن میں آپ سے آئندہ پچاس سال تک بنا کسی ادائیگی کے تجارت کرنا چاہوں گا۔"

"ناممکن۔۔۔۔"اس کی خواہش پہ بہروز کے جسم میں تناؤ پھیلا تھا۔

"آہ۔۔۔۔مجھے تو لگا کہ وہ لڑکی آپ کے لئے کافی اہم ہے لیکن آپ نے تو مجھے مایوس کر دیا۔۔۔۔"وہ اپنی مونچھوں کو بل دیتے ہوئے کہنے لگا۔

"اس کے عوض آپ کو ایک ہزار سونے کے سکے دینے کو تیار ہوں۔۔۔۔"

"لیکن مجھے تو سکے نہیں چاہئیں۔۔۔۔۔"اس کی ہٹ دھرمی پہ وہ محض دانت پیس کر رہ گیا۔۔۔"پچاس سال بنا کسی ادائیگی کے تجارت۔۔۔۔"ایسے میں تھیوڈور اس سے جو مطالبہ کرتا وہ اس کو پورا کرنے کا پابند ٹھہرتا۔
وہ شیطانیت سے مسکرایا اور اپنی نشست سے کھڑا ہو گیا۔

"اگر آپ میرا مطالبہ پورا نہیں کر سکتے تو لیزا یہیں رہے گی۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔۔مجھے آپ کا مطالبہ منظور ہے۔۔۔"چاہے جو بھی تھا۔۔۔۔لیکن وہ کسی بھی صورت میں لیزا کو یہاں نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔اس کے جملہ پہ تھیوڈور کی آنکھیں پھیلی تھیں۔۔۔۔آنکھوں میں چمک در آئی تھی۔

"مجھے کاغذات بنوانے میں کم از کم ایک دن کا وقت درکار ہو گا۔۔۔۔"
"میں انتظار کروں گا۔۔۔۔"وہ درشتی سے کہتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔بہروز نے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بند کر رکھی تھیں۔ محل سے باہر نکلتے ہوئے لیڈی ہیلین اچانک اس کے روبرو آئی تھی۔

"بہروز بے۔۔۔میں ابھی آپ کو ہی میرے ساتھ باغیچہ میں تفریح کا پیغام بھجوانے کے لئے سوچ رہی تھیں۔" وہ اپنی پلکیں ایک ادا سے گرا کر پھر انہیں اٹھاتے ہوئے بہروز کو دیکھتے ہوئی بولی جب کہ وہ اس وقت کسی غیر مرئی نقطہ کو یوں دیکھ رہا جیسے اپنی نظروں سے خاکستر کر دے گا۔

"بہروز بے۔۔۔" وہ اس کے شانے کو چھوتی ہوئی کہنے لگی جس سے وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"کیوں ناہم۔۔۔"

"آپ سے پھر ملاقات ہو گی۔۔۔" وہ اسے پہ ایک لمحہ بھی ضائع کئے بنا آگے بڑھ گیا جبکہ لیڈی ہیلین اپنی اس ناقدری پہ شعلہ بار آنکھوں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

محل سے کچھ دور آ کر وہ اب پہلے سے کافی بہتر محسوس کر رہا تھا۔ تھیوڈور اچھے سے سمجھ چکا تھا کہ وہ اس کے لئے کتنی خاص ہے۔۔۔اور اس نے اس جذبہ کا بہت اچھے سے فائدہ اٹھایا تھا۔ لیکن سوال یہ تھا کہ کیا امہ کے لئے وہ واقعی اتنی بڑی قیمت ادا کرنے کو تیار تھا۔

"ہاں۔۔۔اگر اس کے لئے مجھے شیطان سے بھی سودا کرنا پڑا تو میں اس میں بھی نہیں جھجھکوں گا۔۔۔" وہ ہم کلام ہوا تھا۔

****

سورج غروب ہو چکا تھا اور وہ ایک عجیب بے سکونی کے عالم میں تھا۔یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کچھ بہت برا ہونے والا ہے۔اپنی گھبراہٹ کو ختم کرے کے لئے وہ تھیوڈور کے محل سے باہر نکلتا درختوں کی جانب چل پڑا۔

اس سے چند قدم کے فاصلے پہ گھنا جنگل شروع ہوتا تھا۔۔۔بہروز نے غور کیا تو اس جگہ کے بارے میں ایک عجیب بات محسوس کی۔۔۔

وہاں کسی بھی چرند پرند کا نام و نشاں نہ تھا۔

نہ کوئی حشرات دکھائی دیتے تھے اور نہ کسی جانور کی آواز سنائی دی۔۔۔یہاں تک کہ کسی پتے کے سرسرانے کی آواز بھی نہیں۔۔۔

سورج کو غروب ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی اور اب چودھویں کے چاند کی مدھم روشنی ہی تھی جو اس جگہ کو روشن کئے ہوئے تھی۔

اسے خود پہ کسی کی نظریں محسوس ہوئیں تو وہ پلٹ کر اسی جانب دیکھنے لگا جہاں سے وہ کچھ دیر پہلے آیا تھا۔یکدم اسے محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے کان میں سرگوشی کی ہو لیکن وہ الفاظ سمجھ نہیں پایا۔۔۔

وہ اچانک پلٹا لیکن وہاں کوئی بھی موجود نا تھا۔۔۔یوں لگتا تھا جیسے ہوا اور درخت آپس میں سرگوشی کرنے لگے ہوں۔ایک جانب کچھ ٹہنیوں میں حرکت ہوئی تو وہ اسی جانب تکنے لگا۔

"بہروز بے۔۔۔آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔؟"
ہینری کی آواز پہ چونک اس کی جانب پلٹا۔۔۔وہ اپنی بلند ہوتی دھڑکن کو سن سکتا تھا۔اس نے اپنا حلق تر کیا اور اپنے اطراف کا پھر سے معائنہ کرنے لگا۔

"کیا آپ کسی کو ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔؟"وہ پریشانی سے پوچھنے لگا جس پہ اس نے سر انکار میں ہلا دیا۔۔۔اسے اپنا خواب یاد آیا بیدار ہونے کے بعد اس کے کچھ ایسے ہی احساسات تھے۔

لگتا تھا جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہے اس کے بے حد قریب ہے لیکن وہ اسے دیکھ نہیں پا رہا۔
اچانک ہوا کی رفتار تیز ہونے لگی تو ہینری بدلتے موسم کو دیکھ کر گویا ہوا

New Era Magazine

"ہمیں واپس چلنا چاہئیے۔۔۔"

"ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔۔۔۔ویسے بھی اب اس جگہ مزید نہیں رکنا چاہتا تھا۔"

"اصتبل میں کام کرنے والے ملازم نے بتایا کہ اس نے آپ کو اس سمت آتے ہوئے دیکھا۔۔۔یہ جگہ رات کو خطرناک ہو جاتی ہے۔۔۔۔اس لئے آپ کو اکیلے یہاں نہیں آنا چاہئیے۔۔۔"وہ اس کی باتوں کو نظر انداز کرتا یہ سوچنے لگا کہ ابھی کچھ دیر پہلے اس نے کیا محسوس کیا تھا۔

"وہ کنیز۔۔۔۔۔اسے ایک گہرے رنگ کی کنیز میں دلچسپی ہے۔۔۔۔"ہیلین نے غصہ میں اپنی خواب گاہ میں موجود ہر چیز کو بکھیر دیا تھا۔

"مائی لیڈی۔۔۔۔صبر کریں۔۔۔وہ ایک نادان شخص ہے۔۔۔اس کی وجہ سے خود کو پریشان مت کریں۔۔"میڈلائن نے اسے سمجھانا چاہا لیکن وہ اشتعال میں کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔

"کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ مجھے کیسے نظر انداز کرتا ہے۔۔۔۔مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوتا۔۔۔۔جس چیز کو میں چاہوں وہ کسی اور کی کیسے ہو سکتی ہے میڈلائن کیسے۔۔۔۔"

"مائی لیڈی پلیز۔۔۔"

"فادر کہاں ہیں۔۔۔" وہ اس کے قریب آئی تو ہیلین اسے ہاتھ کے اشارے سے روکتی ہوئی گویا ہوئی۔

"لورڈ تھیوڈور اس وقت مطالعہ گاہ میں اپنے مشیر سے ملاقات کر رہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں انتظار کر لوں گی۔۔۔" وہ دروازے کو زور سے پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

تھیوڈور نے اس کی سوچ سے بھی زیادہ جلدی دستاویزات کا انتظام کیا تھا۔ وہ دیوار سے ٹیک لگائے امہ کو یک ٹک دیکھے جا رہا تھا جبکہ وہ اپنے کام میں مصروف تھی۔ وہ کام کرتی ہوئی یکدم پلٹی تو بہروز کو کچھ فاصلہ پہ کھڑا دیکھ چونک گئی۔ ہاتھ میں پکڑا پانی کا برتن چھوٹتے ہوئے بال بال بچا تھا۔ وہ اسے سنبھالتے ہوئے خود گرنے لگی جب بہروز نے آگے بڑھ کر اسے تھام لیا۔

"امہ۔۔۔" ہمیشہ کی طرح وہ اس کے نام کو یوں ادا کرنے لگا جیسے اس سے بہترین ذکر کوئی نا ہو۔"

"آپ کو یہاں نہیں ہونا چاہئیے۔۔۔"اس کی آنکھیں پھیلیں تھیں لیکن وہ اسے نظر انداز کرتا اس پہ جھکا اور اپنی پیشانی کو اس کی پیشانی سے ٹکا دیا۔

امہ نے ایک گہری سانس بھرتے ہوئے اپنی آنکھیں موندھی تھیں۔اس کی جھالر سی پلکیں رخسار کو چھونے لگیں تھیں۔ جبکہ بہروز کی نظریں اس کے خوبصورت چہرے پہ ٹکی تھیں۔

"آپ۔۔۔آپ۔۔۔"وہ اپنے الفاظ کی ادائیگی بھولتی اس کی مخصوص مہک میں کھونے لگی تھی۔

"مجھے یقین نہیں آتا کہ میں نے تمہیں پالیا ہے۔۔۔۔"وہ اسی انداز میں کھڑا امہ کے آوارہ بال اپنی انگلی کے گرد لپیٹتا کہنے لگا۔

وہ اس کی باتیں سمجھ تو نہیں پا رہی تھی لیکن اس سے سوال پوچھ کر اس لمحے کو کھونا بھی نہیں چاہتی تھی۔ بہروز اپنے چہرے کا رخ بدلتا اس کی مہک کو اپنے اندر اتارنے لگا پھر اس کی پیشانی پہ بوسہ دیا تو اس کے لب وا ہوئے تھے۔
وہ مسکراتے ہوئے اس سے دور ہوا تو امہ کو اپنا رکا ہوا سانس بحال ہوتا محسوس ہوا۔

"بہروز آغا۔۔۔یہ۔۔۔یہ مناسب نہیں۔۔۔"وہ نظریں جھکا کر اسے سمجھانے لگی۔۔۔ وہ اس کی زوجہ نا تھی اور نا ہی اس کی ملکیت میں تھی۔۔۔بہروز کی قربت پہ وہ رخسار سرخ ہو چکے تھے جبکہ اس کا چہرہ دہکنے لگا تھا۔

امہ کے جملے پہ وہ متبسم سا ہوا تھا۔۔۔

"اور اگر میں کہوں کہ تم اب میری تو کیا کہ پھر بھی مناسب نا ہو گا۔۔۔"امہ نے ایک ادا سے اپنی جھکی پلکیں اٹھائی تھیں۔حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات لئے وہ اسے دیکھنے لگی۔

"میں کل استنبول روانہ ہو رہا ہوں۔۔۔اور انگلیوں کی پوروں سے اس کے نچلے لب کو چھوتا ہوا کہنے لگا۔"

"اور تم بھی میرے ساتھ روانہ ہو رہی ہو۔۔۔"

چہرے پہ مسکراہٹ سجائے وہ اسے گھورتا ہوا گویا ہوا جس پہ امہ کی آنکھیں مزید پھیلی تھیں۔ حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات لئے اس کی نظریں بہروز پہ مرکوز تھیں جب وہ مسکراتا ہوا اس سے دور ہونے لگا اور اسے اپنے ان احساسات کو سنبھالنے کے لئے چھوڑ گیا۔

کیاایساہو سکتا تھا۔۔۔۔کیاوہ واقعی اس کے ساتھ جا رہی تھی۔۔۔۔۔خوشی اس کے چہرے پہ عیاں تھی۔وہ خواہش جو خوف کی وجہ سے اس کے لبوں تک نا آئی تھی وہ بنا کہے سن لی گئی تھی۔اس کا دل جھومنے لگا تھا۔۔۔وہ خود کو آسمان کی سی اونچائی پہ محسوس کرنے لگی۔۔۔۔خوشی کی شدت سے وہ وہاں اکیلے میں کھلکھلا کر ہنسنے لگی تھی۔

"مائی لیڈی۔۔۔مائی لیڈی۔۔۔۔"میری ہیلین کو پکارتے ہوئے اس کے پاس آئی جو کہ اس وقت ایک خوبصورت کپڑے پر کڑھائی کرنے میں مصروف تھی۔

"اونہہ۔۔۔۔کیا بات ہے جو اس طرح سے چلا رہی ہو۔۔۔۔"

"مائی لیڈی۔۔۔میں ابھی رسوئی میں گئی تھی اور آپ یقین نہیں کریں گے کہ میں نے وہاں کیا دیکھا۔۔۔"وہ جس پر جوش انداز میں بات کر رہی تھی،ہیلین کو اب تجسس ہونے لگا تھا۔

"لیزا اور آغا وہاں تشویشناک حالت میں پائے گئے اور صرف یہی نہیں۔۔۔۔۔۔بلکہ وہ اسے اپنے ساتھ استنبول لیجانے کا ذکر بھی کر رہے تھے۔۔۔۔"وہ بنا رکے ایک ہی سانس میں سب کچھ بتا گئی تھی۔ہیلین کی آنکھوں میں غصہ ابھرا تھا اور ایک دم کھڑی ہوتی وہاں سے چل دی۔میڈ یلائن نے میری کو گھور کر دیکھا تو اس نے وہاں سے جانے میں ہی عافیت جانی۔

"فادر۔۔۔فادر۔۔۔۔"وہ تھیوڈور کو دیکھتے ہی گویا ہوئی۔

"آپ لیزا کو اس کے ساتھ کیسے بھیج سکتے ہیں۔۔۔"تھیوڈور نے اپنے بیٹی کو جھنجھلا کر دیکھا تھا۔

"اس کے عوض اس شخص نے مجھ سے پچاس سال تک کا وعدہ۔۔۔"

"آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔وہ آپ کو دھوکہ دے گا جیسے اس نے مجھے دھوکہ دیا کے۔۔۔۔"

تھیوڈور چائے کا کپ ایک سمت رکھ کر اب مکمل طور پہ اس کی جانب متوجہ تھے۔۔۔۔جب کہ وہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لئے اس کے قدموں میں بیٹھ گئی۔

"اوہ فادر۔۔۔مجھے معاف کر دیں۔۔۔میں نے بہت بڑی بیو قوفی کی لیکن بہروزبے نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کا حل تلاش کریں گے۔۔۔۔لیکن اس نے مجھے دھوکہ دیا۔۔۔"

ہیلین کے حسد نے اسے اندھا کر دیا تھا جبکہ تھیوڈور کو اس کی بیٹی کی محبت نے۔

وہ بے حد احتیاط سے گرم پانی لے کر ہیلین کی آرام گاہ میں داخل ہوئی۔جب وہ اس کے کپڑے لے کر وہاں آئی تو اس نے غسل کی خواہش ظاہر کی تھی۔میری ایک سمت کھڑی متنفر سی اسے دیکھنے لگی جسے امہ نے قدرے نظرانداز کر دیا۔وہ پلٹی تو ہیلین اس کے راستے میں حائل ہوئی۔

"کیا یہ سچ ہے کہ تم اب بہروزبے کی کنیز ہو۔۔۔؟"اس کے سوال پہ امہ چونکی تھی۔۔۔

"مائی لیڈی۔۔۔مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں۔۔۔"ہیلین نے ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پہ رسید کیا۔۔۔

"تمہاری اتنی ہمت کہ تم مجھ سے غلط بیانی کرو گی۔۔۔۔"وہ نم آنکھوں سے خوف کے زیر اثر اسے دیکھنے لگی تو ہیلین نے اس کے کالی رات سے بالوں کو پکڑ کر اپنی جانب کھینچا جس سے وہ چلا اٹھی۔

"لیڈی۔۔۔"وہ مزید کچھ بولتی اس سے قبل اس نے امہ کا ہاتھ گرم پانی میں ڈبو دیا۔

New Era Magazine

"یہ تمہاری غلط فہمی ہے کہ تم کسی فحاشہ سے بہتر ہو۔۔۔تمہاری یہ ادائیں بہروز جیسے شخص کو زیادہ دیر اسیر نہیں رکھ سکتیں۔" وہ تکلیف سے تڑپنے لگی لیکن ہیلین کو اس کی کیا پرواہ تھی۔۔۔دروازے پہ دستک ہوئی تو اس نے امہ کو آزاد کیا۔

وہ اپنا ہاتھ سینے سے لگا کر رینگتی ہوئی اس سے دور ہوئی۔۔۔

"کیا چاہتے ہو تم ہینری۔۔۔" وہ نا گوار سی سنہرے بالوں والے ہینری کی جانب پلٹی۔۔۔جو زرد رنگ لئے امہ کو دیکھ رہا تھا۔

"مائی لیڈی۔۔۔لورڈ تھیوڈور نے لیزا کو طلب کیا ہے۔۔۔" ہیلین تمسخرانہ مسکراتے ہوئے ہینری کو اسے لیجانے کا اشارہ کرنے لگی۔ وہ اپنے تاثرات معمول پہ لاتا تیزی سے امہ کی جانب بڑھا اور اس کے ساتھ وہاں سے چل دیا۔ وہ تکلیف سے بری طرح سسکی تو ہینری ترس بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"ہینری لورڈ تھیوڈور نے مجھے کیوں بلایا ہے۔۔۔" وہ آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے مدہم آواز میں بولی جس پہ اس نے انکار میں سر ہلا دیا۔

New Era Magazine

"میں نے جھوٹ بولا۔۔۔ تمہاری چیخوں نے مجھے متوجہ کیا۔۔۔"

"تمہارا شکریہ۔۔۔"

"شکریہ بعد میں ادا کرنا لیزا۔۔۔ ابھی تمہیں یہاں سے جانا ہوگا۔۔۔" وہ اپنی رفتار تیز کرتے ہوئے کہنے لگا جس پہ امہ کی پیشانی پہ لکیریں ابھری تھیں۔

"جانا ہوگا۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔"

"تمہاری جان خطرہ میں ہے۔۔۔۔" وہ دھیمی آواز میں رازدرانہ انداز میں کہتا ہوا مزید تیز چلنے لگا۔۔۔

"رکو ہینری۔۔۔ تم کیا کہنا چاہ رہے ہو۔۔۔" وہ بھاگتے ہوئے اس سے قدم ملانے لگی لیکن ہینری اسے نظر انداز کر گیا۔

"یہیں رکو۔۔۔ میں ابھی آتا ہوں۔۔۔" وہ اسے محل کے تہہ خانے کے پاس ایک سمت کھڑا کرتا کہنے لگا۔

"تم کہاں جا رہے ہو ہینری۔۔۔"

"بہروز بے کو ڈھونڈنے۔۔۔"کچھ دیر بعد وہ بہروز کے ساتھ وہاں آتا دکھائی دیا تو امہ تیزی سے اس کی جانب بڑھی۔

ہینزی کی باتوں نے اس کی تکلیف بھی بھلا دی تھی۔۔۔بہروز کے چہرے پہ بھی پریشانی کے تاثرات واضح تھے۔اس نے امہ کو وہاں دیکھا تو تیوریاں لئے ہینزی کو دیکھنے لگا۔

"ہینزی تم کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔"

"بہروز بے۔۔۔لیزا۔۔۔اپ کو فوری طور پہ یہاں سے جانا ہو گا۔۔۔"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو صاف گوئی سے کام لو ہینزی۔۔۔"بہروز سپاٹ لہجہ اختیار کئے اس سے استفسار کرنے لگا تو ہینزی گہرہ سانس بھر کر رہ گیا۔

"میرے خیال سے جب تک آپ مکمل بات نہیں جان لیتے تب تک مجھ پہ یقین نہیں کریں گے۔۔۔"
اب کی بار اس نے خاموشی سے کام لیا تو ہینزی سر ہلانے لگا۔

"سر۔۔۔میں نے لورڈ تھیوڈور کو کرسٹوف سے بات کرتے ہوئے سنا۔۔۔وہ آج رات آپ دونوں کی جان لینے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔۔۔"

"وہ ایسا کیوں کرے گا۔۔۔کیا اسے خوف نہیں کہ ایسا کرنے سے اس کے ساتھ کیا ہو گا۔۔۔۔"

"سر لورڈ ایک لالچی شخص ہیں وہ آپ کی مہر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔۔۔اور انہوں نے لیڈی ہیلین کا بھی ذکر کیا تھا لیکن میں سمجھ نہیں پایا۔۔ان کے کچھ لوگ بندرگاہ جا چکے ہیں۔۔۔وہ آپ کے جہازوں کو سمندر میں غرق کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور الزام سمندری لٹیروں پہ ڈال دیا جائے گا۔۔۔۔"

"میں تم پہ یقین کیوں کروں۔۔۔؟"بہروز ہر چیز پہ غور کر رہا تھا۔۔۔تھیوڈور کا رویہ تب سے عجیب تھا جب سے اس نے امہ کو ساتھ لیجانے کی خواہش کی تھی۔

"مجھے ہینزی پہ یقین ہے۔۔۔۔وہ۔۔۔وہ کسی کے ساتھ کچھ غلط نہیں کر سکتا۔۔۔"امہ نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔۔۔وہ اس کے چہرے کے نقوش غور سے دیکھنے لگا۔

"آپ کو جلد یہاں سے جانا ہو گا۔۔۔اگر زیادہ دیر کی تو تھیوڈور شک میں مبتلا ہو سکتا ہے۔۔۔"

"م۔۔۔میں یہیں رکوں گی۔۔۔آپ یہاں سے چلے جائیں۔۔۔اس طرح آپ کو محفوظ مقام پہ پہنچنے مدد مل جائے گی۔۔۔"امہ کی آنکھوں میں اس سے جدائی کے خیال سے آنسو تیرنے لگے تھے۔۔۔۔لیکن اس کی جان اس کئی گنا اہم تھی۔

"ناممکن خاتون۔۔۔۔یہ ناممکن ہے۔۔۔۔تم ساتھ چلو گی۔۔۔۔"وہ تحکمانہ انداز میں کہتا اسے خاموش کروا گیا۔

"ہینری۔۔۔ محل سے باہر جانے کا راستہ دکھاؤ۔۔۔۔میں اب بندرگاہ نہیں جا سکتا۔۔۔۔ہمیں کہیں اور جانا ہو گا۔۔۔۔"

"میں نے آپ کے لئے گھوڑے کا انتظام کیا ہے۔۔۔ مشرق کی سمت سفر کریں خانقاہ پہ ایک شخص آپ کو محفوظ جگہ لے جائے گا۔۔۔لیکن اس کے بعد آپ کو عثمانیہ کے سفیر تک خود پہنچنا ہو گا۔۔۔"

New Era Magazine

"بہت بہتر۔۔۔اگر ایسا ہے تو ہم فوراً نکلیں گے۔۔۔۔" بہروز نے اسی لمحے فیصلہ کیا تھا۔

ہینری بنا دیر کئے اسے تہہ خانے میں بنے خفیہ راستے کی جانب لے گیا۔ وہ محل کے دائیں جانب درختوں میں چھپا ہوا ایک راستہ تھا۔ پرانے بوسیدہ دروازے سے باہر نکلتے ہینری نے ان دونوں کو الوداع کہا تھا جب بہروز نے اسے روک لیا۔

اپنے انگوٹھے سے ایک انگوٹھی اتار کر اس کی جانب بڑھائی جو قیمتی پتھر سے جڑی تھی۔

"یہ مریمار تک پہنچاؤ اور اسے ان واقعات سے آگاہ کر دینا۔"

"تمہارا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولوں گا۔" ہینری نے اپنے سر کو تعظیماً ہلکا سا خم دیا۔

"زندگی رہی تو میں اس کا بدلہ ضرور چکاؤں گا

آپ کا سفر اچھا گزرے۔" ہینری واپس پلٹا تو بہروز سہمی سی امہ کو دیکھنے لگا۔ خوف کے باعث اس کی آنکھیں پھیل چکی تھیں۔۔۔دل تیزی سے دھڑک رہا ہو جیسے کسی بری خبر کی نوید سنا رہا ہو۔

بہروز ایک لمحہ ضائع کئے بنا اسے لے کر مطلوبہ جگہ پہنچا جہاں ہینری کے وعدے کے عین مطابق ایک اعلیٰ نسل کے گھوڑے کی لگام درخت سے باندھ رکھی تھی۔امہ تھیوڈور کے قلعہ کی پشت کو یک ٹک دیکھنے لگی۔اس نے لاشعوری طور پہ ایک قدم اس کی جانب بڑھایا تھا۔

"امہ۔۔۔کیا بات ہے۔۔۔" وہ لگام ہاتھ میں تھامے پریشانی سے اس سے استفسار کرنے لگا۔

"مجھے واپس جانا چاہیئے۔۔۔میں آپ کی رفتار کو کم کر دوں گی۔۔۔اور میرا یوں غائب ہونا تھیوڈور کو مزید بھڑکا دے گا۔۔۔" وہ اپنی پلکوں کو بار بار جھپکتی آنسو جذب کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔اگر اس کی وجہ سے بہروز کو کسی بھی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا تو کیا وہ اس غم کے ساتھ رہ پاتی؟ وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا اور امہ کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے تھام کر اپنے قریب کیا۔

"نہیں اب کوئی واپسی نہیں۔۔۔کوئی تھیوڈور نہیں۔۔۔کوئی ماضی نہیں۔۔۔ایک بات سمجھ لو امہ۔۔۔اب صرف ہمارا مستقبل ہو گا۔۔۔تم۔۔۔اور۔۔۔میں۔۔۔" وہ اس کی آنکھوں میں براہ راست دیکھتا ہوا حاکمانہ انداز میں گویا ہوا۔

امہ کا سانس اٹکنے لگا تو بہروز کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی تھی۔۔۔وہ اس پہ جھکنے لگا اور اس کی پیشانی پہ اپنے لب رکھ دیئے۔

امہ کو اپنا وجود لہراتا ہوا محسوس ہوا تو بہروز نے اس کے گرد بازو حمائل کرتے ہوئے سہارا دیا۔ وہ تیزی سے ہوا خود میں کھینچتی اپنا توازن قائم کرنے لگی تو بہروز نے اسے دھیرے سے خود سے جدا کیا۔

وہ ایک رکاب سے دوسری رکاب پہ قدم رکھتا گھوڑے پہ سوار تھا اور پھر امہ کے گرد بازو حمائل کرتے اسے بھی اپنے آگے بٹھا لیا۔ جیسے ہی اس کے پاؤں ہوا میں بلند ہوئے وہ بوکھلا گئی لیکن بہروز نے اسے باآسانی اس پہ سوار کیا۔
اگلے ہی لمحے ان کا گھوڑا تیزی سے سفر طے کرنے لگا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔کہاں چلا گیا وہ۔۔۔ڈھونڈو اسے۔۔۔۔۔"تھیوڈور ہذیانی انداز میں اپنے ملازمین پہ چلاتا ہوا بولا۔۔۔۔

"مائی لارڈ۔۔۔میں نے ہر جگہ دیکھ لیا لیکن وہ اور امہ کہیں نہیں ملے۔۔۔"کرسٹوف نے خوف کے زیراثر اسے آگاہ کیا تو وہ سرخ چہرہ لئے اس کی جانب بڑھا۔۔۔غصہ کی شدت سے ناک سے دھواں نکلنے لگا۔

"وہ اور ایک کنیز ہماری ناک کے نیچے سے محل سے فرار ہو گئے اور تم میں سے کسی کو معلوم نا ہوا۔۔۔"وہ آنکھوں میں انگارے لئے چیخنے لگا تو کرسٹوف ایک دم کپکپا اٹھا۔جبکہ ہنیری اور دوسرے ملازمین نظریں جھکائے اپنے مالک کے اگلے حکم کے انتظار میں تھا۔

"پتا کرو کہ وہ کہاں گئے ہیں۔۔۔مجھے وہ دونوں ہر حالت میں چاہئیے۔۔۔"

مریمار کندھے پہ سامان لادے بحری جہاز کی جانب بڑھنے لگا۔انہیں کچھ ہی دیر میں واپسی کا سفر کرنا تھا اور اس کے لئے انہیں مختلف اشیاء کی ضرورت تھی۔اس کے علاوہ جہاز پہ بارہ غلام موجود تھے۔وہ بندرگاہ کے قریب پہنچا تو وہاں ایک عجب منظر دیکھنے کو ملا۔

کچھ انجان لوگ اس جہاز کو لنگرانداز کرنے کی تیاری میں تھے جبکہ اس کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی وہاں موجود نا تھا۔حیرانگی کی باعث کندھے پہ لدا اناج زمین بوس ہوا تو وہ لباس میں چھپایا خنجر نکال کر ان کی جانب بڑھا۔اس کی موجودگی میں کوئی بھی ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

اچانک کوئی اس کے راہ میں حائل ہوا تھا۔۔۔اس نے خون خوار نظریں اس شخص کی جانب موڑیں۔۔۔خود کو مکمل طور پہ ڈھکے ہوئے ہینری اس کے سامنے کھڑا تھا۔

امہ کی مدد سے وہ ایک طویل سفر تہہ کرتا آخر خانقاہ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ان کا گھوڑا اور امہ دونوں ہی اب تھک چکے تھے۔گھوڑے کو روکتے ہوئے وہ ایک پل میں اس سے نیچے اترا اور خانقاہ کا جائزہ لینے لگا۔آس پاس کے کئی گاؤں تھیوڈور کے علاقے میں سماتے تھے اور ایسے میں وہ قطعی طور پہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔وہ خانقاہ میں داخل ہوا تو کسی نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔بہروز تیزی سے پلٹا اور اس کا خنجر اس شخص کی گردن پہ تھا۔

"مم۔۔۔مجھے ہینری نے بھیجا ہے آغا۔۔۔"اس اچانک حملہ کے پیش نظر وہ شخص آنکھیں پھیلاتا گویا ہوا۔ان کے اطراف میں کوئی موجود نا تھا۔۔۔۔بہروز نے وہ خنجر واپس رکھا تو اس شخص کو چین کا سانس آیا۔

"مجھے معاف کیجیئے گا اگر میں نے آپ کو چونکا دیا۔۔۔ہینری نے مجھے آپ کو یہاں سے لیجانے کا کہا تھا۔" وہ تیزی سے خانقاہ کی مخالف سمت میں بڑھتا کہنے لگا۔سورج غروب ہو چکا تھا۔۔۔

"کچھ ہی لمحات میں ہر سمت گہرا اندھیرا چھا جاتا۔اندھیرے میں سفر کرنا محفوظ تو نہیں لیکن سفر زیادہ دور نہیں ہے۔۔۔ہمیں یہاں قریب ہی ایک گاوں میں جانا ہے۔۔۔"
درختوں میں دو تازہ دم گھوڑے ان کا انتظار کر رہے تھے۔وہ پانی کا مشکیزہ اور ایک روٹی اس کی جانب بڑھانے لگا۔

"مجھے لگا آپ کو اس کی ضرورت ہو گی۔۔۔"
"تمہارا نام کیا ہے؟"بہروز کے سوال پہ وہ اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"میں ایک معمولی کسان ہوں آپ کو میرا نام یاد بھی نہیں رہے گا۔"

"مجھے ان کا نام کبھی نہیں بھول سکتا جن کا میری جان پہ کوئی احسان ہو۔۔۔"وہ اپنی بھاری آواز میں گویا ہوا تو مقابل سر ہلا گیا۔

"میرا نام بینجامن ہے آغا۔۔۔"

"تمہارا بہت شکریہ بینجامن۔۔۔۔"

"کیا آپ اکیلے ہیں۔۔۔۔"

"کیونکہ ہمیں فوراً نکلنا ہو گا۔۔ ہر جگہ لورڈ تھیوڈور کے لوگ موجود ہیں۔۔۔"

"تم یہیں رکو میں ابھی آیا۔۔۔" بہروز تیزی سے اس سمت بڑھنے لگا جہاں کچھ فاصلہ پہ امہ موجود تھی۔ وہ ڈر کے باعث ایک درخت سے ٹیک لگا کر کھڑی تھی۔

"امہ۔۔۔" بہروز نے اس کے قریب آکر سرگوشی کرتے ہوئے کہا لیکن وہ چیخ اٹھی۔ بہروز نے فوراً اس کے لبوں پہ مضبوطی سے ہاتھ رکھا۔

"یہ میں ہوں۔۔۔" وہ پھٹی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھتی سر اثبات میں ہلانے لگی۔

"م۔۔۔ میں ڈر گئی تھی۔۔۔" اس کے ہاتھ ہٹاتے ہی وہ بہروز کی پناہ میں آتے ہوئے بولی۔ نجانے اب کیا ہونے والا تھا۔۔۔ یہ سوچ کر ہی اس کی آنکھیں بھیگ گئی۔ وہ کچھ لمحے اسے

خود میں سماتا اس کی کمر سہلاتا رہا۔امہ نے خود کو اس کے حصار میں محفوظ پایا تو وہ دھیرے سے اس سے جدا ہونے لگی۔وہ اس کے چہرے پہ پھیلے بال ہٹاتا متبسم سا مسکرا دیا۔

"ہمیں چلنا ہو گا۔۔۔۔"وہ روٹی اور پانی کا مشکیزہ اسے تھما کر واپس چلنے لگا تو امہ اس کی تقلید میں چل دی۔وہ دونوں صبح سے بھوکے تھے۔۔۔اور وہ جانتا تھا کہ امہ کو اتنے طویل سفر کی عادت نا تھی۔پانی ملتے ہی وہ مشکیزہ سے پانی پینے لگی تو وہ اسے دیکھ کر مسکرانے لگا۔
بینجامن نے جب اسے امہ کے ساتھ آتے دیکھا تو گھوڑوں کو آزاد کرنے لگا۔۔۔تھیوڈور کے آدمی سب سے پہلے مسافر خانے ہی چیک کرتے۔

"آغا۔۔۔آپ یہ اوڑھ لیں۔۔۔آپ کا قیمتی لباس مصیبتوں کو اپنی جانب مدعو کر سکتا ہے۔۔۔"
بہروز نے بنجامن کی دی چادر خود پر اوڑھ لی اور پھر امہ کی کمر کو دونوں ہاتھوں سے تھامتا اسے گھوڑے پہ سوار کرنے لگا۔اب کی بار وہ بنا کسی خوف کے گھوڑے پہ سوار ہوئی کیونکہ بہروز کی طاقت کو وہ پہلے ہی محسوس کر چکی تھی۔

وہ خود بھی اس کے پیچھے سوار ہوا تو امہ نے اپنی کمر اس کے سینے کے مزید قریب کر لی۔

New Era Magazine

وہ دونوں گھوڑے دھیرے سے بنا آواز کے خانقاہ سے دور سفر تہہ کرنے لگے۔ جب انہیں یقین ہو گیا کی ان کے گھوڑوں کی چاپ اب انہیں سنائی نہیں دے گی تو وہ رفتار بڑھانے لگے۔

امہ اس کی جانب روٹی کا ٹکڑا اور پانی بڑھانے لگی جس پہ وہ مسکراتے ہوئے محض پانی کے چند گھونٹ خود میں انڈیل کر پھر سے گھوڑا دوڑانے لگا۔

سورج کی پہلی کرن سے پہلے وہ اپنی منزل پہ موجود تھے۔ بینجامن گھوڑے باندھتا اسے اپنے ساتھ اس خستہ حال گھر میں لے آیا۔ گزشتہ بارشوں کی وجہ سے زمین اتنی نم تھی کہ پاؤں اس میں دھنستے جاتے۔ وہ دونوں اطراف میں نظر رکھے اس چھوٹی سی جگہ میں داخل ہوئے۔ اس کی طرح باقی کسان بھی اب جاگ چکے تھے۔۔۔ اسے خوف تھا کہ اگر تھیوڈور کے آدمی یہاں تک پہنچ گئے تو کوئی ان کی مخبری کر سکتا ہے۔

وہ جیسے ہی بینجامن کے ساتھ اندر داخل ہوا ایک بوڑھی عورت انگیٹھی کے قریب سے اٹھ کر ان کی جانب بڑھی۔ وہ اپنے علاقائی لہجے میں بینجامن سے بات کرنے لگی جو بہروز کے لئے سمجھنا ناممکن تھا۔

امہ خود کو بہروز کے پیچھے چھپانے لگی جس پہ اس نے امہ کا ہاتھ اپنی گرفت میں لے لیا۔

بینجامن نے بھی اسی تیزی سے جواب دیااور پھر ان دونوں کو اشارہ کرتا ایک سمت لے گیا۔ زمین پہ گھاس کے تنکوں سے بستر بنایا گیا تھااور سوراخ سے بھرا ایک دروازہ اسے الگ کررہا تھا۔

"آپ یہاں آرام کریں۔۔۔ میں آپ کے لئے کچھ کھانے کاانتظام کرتا ہوں۔" بہروز نے جوابا محض سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

وہ امہ کو اس گھاس کے بنے بستر کی جانب لے آیا جب دوسری سمت سے آوازیں بلند ہونے لگیں۔۔۔اس کے لئے ان کی باتیں سمجھنا مشکل تھا لیکن ان کے لہجہ سے ظاہر تھا کہ وہ کس بارے میں بحث کررہے ہیں۔

کچھ ہی دیر میں ایک آدمی کی آواز بلند ہونے لگی جو بینجامن کی نہیں تھی۔امہ خوف سے خود میں سمٹنے لگی تو وہ اسے دیکھتا خفیف سا مسکرادیا لیکن وہ خوف ابھی بھی اس کی آنکھوں میں قائم تھا۔وہ اپنے خنجر کو نکال کر دروازے کے ساتھ کھڑا کسی بھی حملہ کے جواب میں کاروائی کرنے کے لئے تیار تھا۔کچھ دیر بعد اسی بوڑھی عورت کی آواز بلند ہوئی اور باقی سب خاموش ہو گئے۔ بہروز نے جسم میں تناؤ کچھ کم ہوا تو امہ نے بھی چین کا سانس لیا۔وہ اس کی جانب بڑھتا ہوا اس کے قریب بیٹھ گیا۔

"مجھے وہیں رک جانا چاہیئے تھا۔۔۔"

"تاکہ تم ان کے ظلم سہتی رہتی۔۔۔۔"وہ اس کا جلا ہوا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نرمی سے لیتا ہوا کہنے لگا۔

"مجھے درد نہیں ہو رہا۔۔۔"وہ اس کی چوڑی پیشانی پہ بل نمودار ہوتے دیکھ کہنے لگی تو وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا جو ایک بار پھر اس کی پلکوں کی جھالر کے نیچے چھپا لی گئیں۔

"تمہیں جھوٹ نہیں بولنا چاہیئے۔۔۔مجھے امید ہے بینجامن کے پاس یقیناً اس کے لئے کوئی مرہم ہو گا۔۔۔"اگر اس کے بس میں ہوتا تو اس لڑکی کا ہر دکھ اور تکلیف اپنے حصہ میں لکھوا لیتا۔

"تمہیں آرام کرنا چاہیئے۔۔۔"تھکن سے چور اس کے سراپے کو دیکھ وہ پریشانی سے کہنے لگا۔

"آپ ایک غلام کے ساتھ بہت زیادہ مہربان ہیں۔۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوئی تو بہروز مسرور سا اسے تکنے لگا۔

اچانک بینجامن کی آواز پہ وہ امہ سے دور ہوا تھا۔

بہروز کی اجازت پہ وہ اندر داخل ہوا۔۔۔۔احاطہ کے دوسری جانب کوئی ان کی جانب تنفر بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔اسے یوں دیکھ بہروز کی آنکھیں سکڑی تھیں۔

"وہ میرا بھائی ہے۔۔۔آپ کو یہاں لانے پہ ناراض ہے لیکن فکر کی کوئی بات نہیں۔۔۔"

"وہ ہماری موجودگی کو ناپسند کر رہا ہے۔۔۔۔"

:بہت کم لوگ پسند کرتے آغا۔۔۔آپ کا یہاں ہونا خطرہ کی گھنٹی کے مترادف ہیں۔۔۔۔"

"تو تم ہماری مدد کیوں کر رہے ہو۔۔۔۔؟"

"آپ کی نہیں۔۔۔۔میں ہینزی کے لئے یہ سب کر رہا ہوں۔۔۔۔اس نے قحط میں میرے گھر والوں کا بہت خیال رکھا۔۔۔اب احسان چکانے کی میری باری ہے۔۔۔"

"یہ کھا لیجیئے۔۔۔میری والدہ نے بنایا ہے۔۔۔آپ کو اندھیرا ہونے تک یہیں رہنا ہو گا۔۔ اگلا کھانا اب رات کو ہی ملے گا۔"وہ بات مکمل کرتے ہوئے پلٹ گیا اور بہروز خود سے چادر ہٹا کر شوربے کا وہ پیالہ اور روٹی تھامے امہ کی جانب بڑھا۔

"لو یہ کھاؤ۔۔۔اور پھر آرام کر لو۔۔۔۔میں یہیں ہوں۔۔۔اور ہم یہاں محفوظ ہیں۔۔۔" وہ اسے تسلی دیتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔ٹوٹی ہوئی چھت سے روشنی اس جگہ کو نیم روشن کیئے ہوئے تھی۔

امہ احتیاط سے کھسکتی ہوئی اس کی جانب بڑھی اور پھر ایک نوالہ شوربے میں ڈبو کر بہروز کی جانب بڑھایا۔۔۔

"آپ کو بھی کچھ کھا لینا چاہیئے آغا۔۔۔۔"
بہروز نے مسکراتے ہوئے اپنے لب اس کی انگلیوں کے قریب کیئے تھے۔

اسے مریمار یا اس کی جانب سے کسی بھی قسم کی اطلاع کا انتظار تھا۔

وہ شدت سے جاننا چاہتا تھا کہ اس کے جہاز اور غلام کس حالت میں ہیں۔۔۔اور اگر مریمار زندہ نا ہوتا تو بھی اسے امید تھی کہ ہینری اس تک خبر پہنچا دے گا۔

آج شب اور اگلا روز وہ یہیں گزارتے اگر اس دوران میں بھی کوئی اطلاع نہیں آتی تو وہ عثمانیہ سے سفیر کی جانب سفر طے کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

اس کے پاس سفر طے کرنے کے لئے کافی اشرفیاں تھی۔۔۔وہ ان میں سے چند اشرفیاں بینجا من کو دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

عام حالات میں بہروز کے لئے تو یہ معمولی بات ہوتی لیکن بینجا من اس مال سے کافی فائدہ حاصل کر سکتا تھا۔

اندھیرا مکمل طور پہ چھا چکا تو وہ اس خستہ حال گھر سے باہر تازہ فضاء میں نکل آیا۔

چاند خوبصورتی سے بادلوں کے درمیان چمک رہا تھا۔
کبھی کوئی گھنا بادل آتا اور اسے ڈھک جاتا۔۔۔لیکن کچھ لمحات میں ہی وہ دوسری سمت سے اسی طرح جگمگاتا ہوا دکھائی دیتا۔

گیلی مٹی کی خوشبو۔۔۔۔دور سے آتی جانوروں کی آوازیں اور ٹھنڈی ہوا۔۔۔۔ہر چیز میں ایک عجب خوبصورتی تھی۔

وہ کتنی ہی دیر وہاں کھڑا چاند کو دیکھنے لگا۔۔۔آہستہ آہستہ ہر سمت سناٹا چھانے لگا۔

یوں محسوس ہونے لگا جیسے چاند بھی کسی سے چھپ رہا ہو۔۔۔وہ بادلوں کی اوٹ میں مکمل طور پہ چھپ گیا تو تاریکی مزید گہری ہو گئی۔

اسے اپنے کان کے قریب سرگوشی کی بھنبھناہٹ محسوس ہوئی تو وہ یکدم پلٹا۔۔۔۔کسی کی نظریں خود پہ گڑھی ہوئی محسوس ہونے لگی تو وہ چند قدم آگے کی جانب بڑھتا اپنے اطراف کا جائزہ لینے لگا۔

خود پہ موجود نظروں کی احساس بڑھنے لگا تو وہ اس تاریکی میں کسی کو ڈھونڈنے کی تلاش کرنے لگا۔

"آغا۔۔۔۔"امہ کی اواز پہ وہ پلٹا۔۔۔۔وہ اس سے کچھ فاصلہ پہ کھڑی بہت انہماک سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا کوئی پریشانی ہے۔۔۔۔۔" بادل ہٹنے لگے تو ماہتاب اپنی چاندنی پھر سے بکھیرنے لگا۔
وہ اپنے اطراف کا آخری بار بغور جائزہ لینے لگا۔

"نہیں۔۔۔۔مجھے لگا کہ شاید یہاں کوئی ہے۔۔۔۔"
اسے ابھی بھی خود پہ کسی کی نظریں محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔لیکن وہ نظریں امہ کی نہیں تھیں۔

"شاید کوئی جانور ہو۔۔۔"امہ کو پریشان ہوتا دیکھ اس نے اپنے خیالات کو جھٹکا تھا۔وہ اس کی جانب بڑھنے لگا تو امہ اپنی نظریں جھکانے لگی۔

"کیا یہ کنیز آپ کے لئے کچھ کر سکتی ہے۔۔۔۔"
بہروز نے اس کے رخسار کو نرمی سے چھوا تو وہ گہرا سانس لیتی اس کی جانب دیکھنے لگی۔

"کنیز نہیں۔۔۔۔منظور نظر ہو تم میری۔۔۔۔"
امہ کی دھڑکن ایک بار پھر سے بکھری تھی۔۔۔۔اسے ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ اس کے لئے اتنی خاص کب بن گئی۔

New Era Magazine

"اور استنبول لوٹتے ہی تمہیں اپنی بیوی بنانے کی چاہ بھی رکھتا ہوں۔۔۔" وہ اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھامتا ہوا اپنے قریب کرنے لگا۔امہ اپنے چہرے پہ اس کی سانسوں کی حدت محسوس کرنے لگی تو اس کی قربت سے لرز اٹھی۔ان احساسات کی شدت کو برداشت کرنا اس کے لئے مشکل ہو رہا تھا۔وہ اس کی پکڑ میں جھولنے لگی تو بہروز نے ایک بازو اس کی کمر کے گرد حمائل کیا۔

"آغا۔۔۔" وہ اس کی بڑھتی وارفتگیوں سے پہلے صرف اتنا ہی کہہ پائی۔

وہ اس کے کندھے پہ سر رکھے سینے پہ انگلی سے دائرے بنا رہی تھی۔بہروز اس کی متواتر چلتی سانسوں کی حدت محسوس کر سکتا تھا۔

"کچھ اپنے بارے میں بتائیں آغا۔۔۔استنبول میں رہنا کیسا ہے۔۔۔" اس کے سوال پہ وہ خفیف سا مسکرا دیا۔

"یہاں سے بہت الگ۔۔۔استنبول ایک ترقی یافتہ شہر ہے۔۔۔اس کے علاوہ دنیا بھر سے تاجر وہاں اپنی تجارت کرتے ہیں۔۔۔ہر قسم کی آسائش بھی میسر ہے لیکن سب سے بڑھ کر وہاں انصاف ہر صورت مہیا کیا جاتا ہے۔۔۔"

"میں نے سنا ہے کہ سلطان سلیم ایک جابر سلطان ہے۔۔۔"

"وہ ہمارا خلیفہ ہے اور ان کی عزت ہم پہ فرض ہے۔۔۔"بہروز نے گہرہ سانس بھرتے ہوئے اس کے بالوں سے کھیلتے ہوئے کہا۔

"سلطان کے پاس بہت سی کنیزیں ہوں گی۔۔کیا آپ کے پاس بھی وہاں بہت کنیزیں ہیں۔۔۔"

وہ اس کے سینے سے بلند ہوتی اس کی جانب دیکھتی معصومیت سے پوچھنے لگی۔

"ہاں بہت ساری۔۔۔"بہروز کے جواب پہ اس کے چہرے پہ افسردگی چھائی تھی۔

"لیکن منظور نظر صرف تم ہی ہو۔۔"وہ اس کے ناک کو محبت سے چھوتا ہوا گویا ہوا تو امہ مطمئن ہوتی پھر سے اس کی دھڑکن سننے لگی۔

New Era Magazine

"تم مجھے اپنے بچپن کے بارے میں کچھ بتاؤ۔۔۔"

وہ لگاتار اسے کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔

:مجھے زیادہ کچھ یاد نہیں۔۔۔۔ہمارا تعلق ایک خانہ بدوش قبیلے سے تھا۔۔۔۔تاتاری اکثر ہم پہ حملہ کرتے اور سب لوٹ کر لے جاتے۔۔۔۔"

"پھر بھی کچھ تو یاد ہو گا۔۔۔"

"مجھے اپنے والدین کے چہرے بھی یاد نہیں۔۔۔لیکن جب میں ایسی رات میں آسمان کی جانب دیکھتی ہوں تو سوچتی وہ بلکل اس چمکتے چاند کی مانند ہوں گے۔۔۔۔"

امہ کھوئے ہوئے انداز میں بتانے لگی اور بہروز خاموشی سے اسے سننے لگا مبادا کہیں کوئی خلل نا آجائے۔

"مجھے یاد ہے وہ روزانہ مجھے گیت سنایا کرتی تھی۔۔۔۔میں اکثر ان سے کہانیاں بھی سنتی تھی۔۔۔خاص طور پہ جو میری پسندیدہ تھی۔"

وہ کافی دیر خاموش رہی بہروز نے خاموشی کو توڑا۔۔۔

New Era Magazine

"مجھے بھی سناؤ۔۔۔"

"سرخ آنکھوں والا جلاد۔۔۔مجھے اس کی کہانی سننا بہت پسند تھا۔"

"کہتے ہیں کہ اس نے شیطان سے سودا کیا اور بدلے میں تاحیات تڑپنا اس کی قسمت بن گیا۔وہ انسان کے خون پہ زندہ رہتا۔۔۔سورج کی روشنی اس پہ حرام ہو گئی۔۔۔ایک طاقت ور لیکن بد قسمت وجود۔۔۔"وہ افسردگی سے بولی۔

"تمہیں افسردہ ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔یہ محض ایک کہانی ہے۔۔۔"

"شاید اور شاید نہیں۔۔۔میں نے ایک بار ہمارے قبیلے کے بزرگ کو بات کرتے ہوئے سنا کہ ان کے والد نے ایک بار ایسے سرخ آنکھوں والے شخص کو دیکھا تھا۔وہ اس کی جانب بڑھتے اس سے قبل وہ رات کی تاریکی میں غائب ہو گیا۔۔۔"

امہ بہروز کا چہرہ دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔

"تو پھر تو ان کے والد بہت ہی خوش قسمت انسان تھے جو ایک خونخوار جلاد کی خوراک بننے سے بچ گئے۔۔۔"بہروز کے جملے پہ وہ مسکرادی تو بہروز اس کی پیشانی پہ بوسہ لینے لگا۔

رات کا تیسرا پہر شروع ہو چکا تھا جب کسی احساس کے تحت اس کی آنکھ کھلی۔ایک عجیب بے چینی تھی جو اس کی بیداری کا باعث بنی۔گھاس پہ سوئی امہ کو وہیں چھوڑ کر وہ اندھیرے میں اپنی پوشاک پہننے لگا۔پتوں سے بنائی گئی چھت سے چاند کی مدھم روشنی کمرے میں تاریکی کو کم کر رہی تھی۔ایک تیز آواز کی وجہ سے وہ دروازے کی جانب بڑھا۔۔۔امہ بھی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اور اپنا لباس درست کرنے لگی۔بہروز نے اپنی لبوں پہ انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کی تلقین کی تھی۔وہ اپنا خنجر نکال کر دروازے کی جانب بڑھنے لگا جب بینجامن کی کسی پہ چلانے کی آواز سنائی دی۔

اگلے ہی لمحے وہ بنا اجازت یادستک کے اس کے سامنے کھڑا تھا۔اس کی آنکھیں خوف سے پھیلی ہوئی تھیں۔

"تم غلطی کر رہے ہو۔۔۔ہم اسے ان کے حوالے کریں گے تو تھیوڈور ہمیں مالا مال کر دے گا۔۔۔"

بینجامن کے عقب میں کھڑا اس کا بھائی چلایا تھا۔امہ بھاگتے ہوئے بہروز کی اوٹ میں جا چھپی۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے بینجامن۔۔۔؟"بہروز نے اپنی بھاری آواز میں استفسار کیا تھا۔

"آغا۔۔۔مجھے معاف کیجیئے گا۔۔۔ لیکن آپ کو فوراً یہاں سے نکلنا ہو گا۔۔۔ تھیوڈور اپنے آدمیوں کے ساتھ گاؤں پہنچ چکا ہے۔۔۔کچھ ہی وقت میں وہ یہاں پہنچ جائیں گے۔۔۔"

"میری بیوی آپ کو گاؤں سے باہر تک لے جائے گی۔۔۔اس کے بعد میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔۔۔"اس نے کچھ سامان اس کے حوالے کرتے ہوئے ایک ہی سانس میں صورتحال بتائی تھی۔

"اگر ایسا ہے تو ہمیں فوراً یہاں سے چلنا چاہیئے۔۔۔ میں ہر چیز کے لئے تمہارا شکر گزار ہوں۔"وہ انکھیں سکیڑ تا امہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھامتا ہوا کہنے لگا۔اس نے چند قدم ہی لئے تھے جب مخالف سمت میں کھڑا نوجوان خنجر لے کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"میں تمہیں یہاں سے نہیں جانے دوں گا۔۔۔ تھیوڈور کے آدمی نے تمہارے عوض ایک خطیر رقم دینے کا وعدہ کیا ہے۔"

"وہ ایک لالچی آدمی ہے۔۔۔ تمہیں اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔۔" بہروز اپنا خنجر اسے دکھاتے ہوئے کہنے لگا۔ وہ استنبول میں جانثاروں کے ساتھ جوان ہوا تھا۔۔ سامنے کھڑا وہ کسان کسی صورت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

لیکن جس جگہ اسے پناہ ملی وہ وہاں کسی کو تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔

"بس بہت ہو گیا۔۔ ہم جان کا سودا نہیں کرتے۔۔۔" وہی بوڑھی عورت وہاں داخل ہوتے ہوئے مخاطب ہوئی۔۔۔ جو شاید ان دونوں کی ماں تھی۔

"لیکن۔۔۔" بہروز نے اشرفیوں سے بھری تھیلی اس کے سامنے زمین پہ پھینکی تو سکے نیم اندھیرے میں چمکنے لگے۔

"اگر تمہیں صرف اسی کی چاہ ہے تو یہ سب تمہارے ہیں۔۔۔" وہاں موجود ہر شخص کی آنکھیں کچھ لمحوں کے لئے چندھیا گئی تھیں۔

"یہی چاہتے تھے ناں اب تم جانے دو نہیں۔۔۔"

بیجامن اپنے بھائی کو دیکھتے ہوئے تنفر سے گویا ہوا۔وہ اپنا ارادہ بدلتا اس سے پہلے بہروز نے امہ کے ہاتھ پہ اپنے پکڑ سخت کی اور اسے کھینچتا ہوا وہاں سے چل دیا۔بینجامن کی نے اپنی بیوی کو اشارہ کیا تو وہ انہیں راستہ دکھانے لگی۔

وہ دونوں تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے اس کے تعاقب میں چلنے لگے۔

"یہاں سے آگے آپ کو خود جانا ہوگا۔۔۔"وہ گودڑی میں چھپے بہروز اور امہ کو کہنے لگی۔

"آپ کا بہت شکریہ۔۔۔"وہ سر کو ہلکا سا خم دیتا ہوا گویا ہوا جب ان تینوں کی نظر بھڑکتی ہوئی آگ کی جانب اٹھی۔وہ جس سمت سے آئے تھے وہ جگہ اب مکمل طور پہ شعلوں کی لپیٹ میں تھی۔

"میرا گھر۔۔۔"بینجامن کی بیوی بلند آواز میں چلاتی ہوئی اسی جانب بھاگنے لگی جب بہروز اسی جانب بڑھنے لگا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔۔مت جائیں۔۔۔"وہ خوف سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔امہ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کی بازو کو جکڑ رکھا تھا۔

وہ ایک نظر امہ پہ وقف کرتا پھر سے اسی سمت دیکھنے لگا جہاں سے اب لوگوں کی چیخوں کی آواز بلند ہونے لگی تھی۔ بہروز نے اپنا جبڑہ سختی سے بھینچا اور پھر امہ کی جانب پلٹا۔

اپنے گلے میں موجود خاندانی ہار اور مہر اسے ہاتھ میں تھمائی۔

"یہاں سے چلی جاؤ۔۔۔ عثمانیہ کے سفیر کو یہ دکھانا وہ تمہیں باحفاظت استنبول پہنچا دے گا۔۔" وہ اسے اداسی سے دیکھتا آخری بار پیشانی پہ بوسہ لیتا ہوا اس جانب بڑھ گیا جبکہ امہ اس کا نام بار بار چلاتی رہی۔

"ہم نہیں جانتے کہ آپ کس کی بات کر رہے ہیں۔۔۔ یہاں صرف میں اور میرا خاندان ہے۔۔۔"

بینجامن تھیوڈور کے سامنے اپنی اور ان سب کی جان کی بھیک مانگ رہا تھا۔ تھیوڈور کے آدمی نے اس کے بھائی کو تھام رکھا تھا۔۔۔ اس کی گردن کو تلوار کو رکھا تو وہ فوراً چلانے لگا۔

"نہیں وہ ابھی یہاں سے بھاگے ہیں مجھے چھوڑ دو۔۔۔" بینجامن اپنی بھائی کی جان بچانے کے لئے ان لوگوں سے لڑنے لگا جبکہ اس کی ماں اور بیوی دو چھوٹے بچوں کے ساتھ ایک سمت کھڑی خوف سے سب دیکھ رہی تھیں۔ قریب رہنے والے لوگوں کو بھی تفتیش کے لئے اکٹھا

New Era Magazine

کیا گیا تھا۔۔اگر کوئی بھی جواب نادیتا توان کا بھی یہی حال ہوا۔ان کے عقب میں وہ خستہ گھر اب مکمل طور پہ جل چکا تھا۔

بہروز سے جب یہ سب مزید نادیکھا گیا تو درختوں کی اوٹ سے نکل کر اس نے تھیوڈور کے آدمی پہ حملہ کر ڈالا۔اپنا خنجر جیسے ہی اس کے سینے میں اتارا اس کے ہاتھ سے تلوار اچھوٹتی زمین بوس ہو گئی۔

اسے دیکھتے ہی وہاں ایک ہنگامہ برپا ہوا تھا۔۔۔تھیوڈور کے لوگ اس کی جانب لپکے تو وہ اس تلوار کو اٹھا کر ان سے لڑنے لگا۔

تلوار بازی میں وہ مہارت رکھتا تھا لیکن تھیوڈور کے لوگ تعداد میں اس سے کافی زیادہ تھے۔ عقب سے ایک شخص نے اس کے کندھے پہ وار کیا تو اس کے لبوں سے تکلیف کے باعث ایک چیخ نکلی تھی۔

لیکن وہ تلوار دوسرے ہاتھ میں تھام کر اس نے لڑنے لگا جب کسی نے اس پیچھے سے دھکا دیا جبکہ سامنے سے کسی نے اس کے گھٹنے پہ حملہ کیا۔

New Era Magazine

وہ اپنا توازن کھو کر گھٹنوں کے بل گرا تو تھیوڈور کے تمام لوگ ایک ساتھ اس پہ حملہ آور ہوئے۔

ان میں سے دو لوگوں نے اسے پشت پہ قابو کیا جبکہ ایک شخص اس کی ٹانگوں پہ پے در پے وار کرنے لگا۔ وہ اپنے لب بھینچ کر خود کو آزاد کروانے کی ناکام کوشش کرتا رہا۔
تلوار سے اس کے دائیں بازو پہ ضرب کی گئی تو تکلیف کی شدت سے ناچاہتے ہوئے بھی اس کے حلق سے ایک دل خراش چیخ ابھری تھی۔

اسے گھسیٹتے ہوئے تھیوڈور کے قریب لیجایا گیا جو اپنی چھوٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں میری بیٹی سے دور رہنا چاہیئے تھا۔۔۔"
اس کے جملہ پہ بہروزان کی پکڑ میں پھر سے سرزنش کرنے لگا۔۔۔ جسم کا کوئی حصہ ایسا نا تھا جس سے خون نا بہہ رہا ہو۔ جبکہ منہ اور ناک سے بے تحاشہ خون نکل رہا تھا۔

"بہروز آغا۔۔۔ تمہیں میں ایسی سزا دوں گا کہ تمہاری روح تک کانپ اٹھے گی اور دوبارہ کبھی کوئی میرے خلاف سر نا اٹھا سکے گا۔" وہ پھنکارتے ہوئے بولا اور اپنے آدمیوں کو اشارہ کرنے لگا۔

بینجامن اور اس کے اہل خانہ کو بھی ایک جانب باندھ رکھا تھا۔۔۔ جبکہ قریب رہائش پذیر کئی کسان بھی وہاں جمع ہو چکے تھے۔

وہ لوگ اسے کھینچتے ہوئے دھات کے بنے بیل کی جانب لیجانے لگے جس کے نیچے آگ جلا رکھی تھی۔

بہروز خود کو آزاد کرنے کی لگاتار کوشش میں تھا۔اس نے ایک ہاتھ میں مٹی لے کر اسے ان لوگوں کی جانب اچھالا۔۔۔ جیسے ہی ان میں سے ایک کی پکڑ کمزور ہوئی وہ اس کی تلوار چھین کر ان پہ حملہ آور کیا۔

کچھ لمحوں تک وہ اپنی زندگی اور امہ کے لئے تگ ودو کرتا رہا جب ان میں سے ایک جلاد نے اس کی کمر میں حملہ کیا۔۔۔ تلوار کچھ حصہ کمر کے اندر داخل ہو چکی تھی۔

اس کی پکڑ کمزور ہونے لگی اور وہ شخص اس کی گردن دھڑ سے جدا کرنے لگا جب امہ بھاگتے ہوئے اس سے لپٹ گئی۔وہ اپنا ہوش کھونے لگا تھا۔۔۔ لیکن امہ کو یوں خود سے لپٹا پا کر تب سے پہلی بار اس کی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے۔

New Era Magazine

"میں نے تمہیں یہاں سے جانے کو کہا تھا۔۔" بمشکل اس کے لب ہل پائے تھے۔وہ روتے ہوئے اس کا چہرہ اور جسم چھو رہی تھی۔۔۔۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔۔آ۔۔۔آغا۔۔۔یہ کیا ہوا آپ کے ساتھ۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔اہسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔"
اس کی حالت دیکھ کر وہ سسکیاں بھرنے لگی جب تھیوڈور نے اس کے لمبے بالوں سے تھام کر اسے کھینچا۔۔۔

بہروز امہ کو یوں چلاتا دیکھ زمین سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن اب وہ فانی جسم اس کا ساتھ چھوڑ چکا دیا۔

"اسے جانے دو۔۔۔۔ تمہیں جو کرنا ہے میں حاضر ہوں۔۔۔"وہ منت طلب نظروں سے تھیوڈور کو دیکھتا ہوا گویا ہوا۔جبکہ امہ چیختے ہوئے ہذیانی انداز میں اپنے ہاتھ پاؤں چلا رہی تھی۔ اس وقت اسے صرف بہروز کا زخمی جسم ہی دکھائی دے رہا تھا۔

"نہیں آغا۔۔۔میرے پاس اس سے بھی بہتر منصوبہ ہے۔۔۔۔"

"لے جاؤ اسے۔۔۔" امہ کے گلے میں پہنی بہروز کی دی ہوئی مالا کو تھیوڈور نے ایک جھٹکے سے اس سے جدا کیا اور پھر اسے اپنے جلادوں کی جانب دھکیل دیا۔ وہ اسے اس دھاتی بیل کی جانب کھینچنے لگے تو بہروز کی آنکھیں پھیلنے لگی۔

"تم اپنی محبوبہ کی آخری چیخ تک زندہ رہو گے بہروز بے۔۔۔ اور یہی میرا بدلہ ہو گا۔۔۔"

دو لوگ اسے کندھوں سے کھینچ کر گھٹنوں کے بل بٹھانے لگے جب کہ وہ امہ کے لئے بری طرح تڑپنے لگا۔

وہیں امہ اس کا نام بار بار چلاتی رہی لیکن ان لوگوں نے اس دھات کے بنے بیل میں پھینکا اور پھر اس کا دروازہ بند کر دیا۔

اسے اس بیل میں قید ہوتے دیکھ بہروز چیخنے لگا تھا۔۔۔۔ اس کی آواز اس قدر بلند تھی کہ شاید ہی وہ اب دوبارہ بول پاتا۔ بیل کے اندر امہ کا جسم جھلسنے لگا تو وہ ہاتھ اور پاؤں مارتی اور چلانے لگی۔۔۔ باہر موجود لوگوں کو وہ آواز کسی بیل کی آواز کی مانند ہی سنائی دیتی۔

"نہیں۔۔۔نکالو اسے۔۔۔۔تھیوڈور۔۔۔۔"وہ آخری طاقت کا مظاہرہ کرتا چلانے لگا جبکہ اس کے الفاظ آواز کی وجہ سے سمجھنے سے قاصر تھے۔وہاں موجود کسان خوف کے باعث کچھ بھی کرنے سے قاصر تھے۔آگ کو مزید بھڑکایا گیا۔۔۔بہروز اور امہ لگاتار چیختے رہے۔۔۔وہ وہاں موجود سب سے رحم کی التجا کرتا رہا۔

فضاء میں چمڑی کے پگھلنے کی بدبو پھیلنے لگی۔۔۔اس کی چیخیں اب معدوم ہونے لگیں جبکہ بہروز کی آنکھیں مکمل طور پہ دھندلا گئیں۔

تھیوڈور فاصلہ پہ کھڑا اطمینان سے یہ سب دیکھتا رہا۔

بیل میں موجود سوراخوں سے امہ کی چمڑی پگھل کر باہر نکلنے لگی تھی اور اس کے ساتھ بہروز کو اپنی سانسیں ہمیشہ کے لئے بند ہوتی محسوس ہوئیں۔

اس نے اپنی محبت ہی نہیں بلکہ انسانیت بھی کھو دی۔کافی دیر اس تماشہ کے بعد آگ کو بجھایا گیا۔۔۔بیل کو گرا ایک میں سے امہ کا بے جان وجود نکالا گیا۔

ایک تیز بدبو فوراً ہوا میں پھیلی بہروز نے اپنی آنکھیں فوراً بند کی تھیں۔وہ اسے اس حالت میں کسی صورت نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔ گھنی پلکوں اور سورج کی کرنوں کی مسکراہٹ سی اس کی امہ اب پہچانی نہیں جاسکتی تھی۔

اس کے آخری حکم کے مطابق بہروز کے جسم کو ڈھلان سے نیچے پھینک دیا گیا۔اس دنیا میں نہیں تو شاید وہ اس دنیا میں ایک ہو پاتے۔۔۔۔۔

اس کا جسم ایک مضبوط تنے نے مزید نیچے گرنے سے روکا جبکہ تھیوڈور کے لوگ اب مطمئن ہو کر وہاں سے جاچکے تھے۔

آنکھوں کے سامنے اب مکمل طور پہ اندھیرا چھاچکا تھا۔۔۔دل کی دھڑکن سست تھی۔۔۔سانس ساکن جب اس نے اپنے چہرے پہ ایک ٹھنڈا لمس محسوس کیا۔

"تم ٹھیک ہو جاؤ گے بہروز۔۔۔۔" اتنی سی سرد آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔اس زندگی کو خیر باد کہنے سے قبل اس نے اپنے لبوں پہ ایک تپش کو محسوس کیا تھا۔

****

Oh, won't you tell me? Please just tell me

Explain how this should work

Well now who could it be, that lives inside of me?
I'm broken, lying helpless, shattered
Surrounded by the world

And yet, your smiling bright
Completely blind to life

My ruptured lungs; they were left this way
For once, I'm out of breath
The truth I seek, never felt so bleak but
I maintain my depth

Freeze

New Era Magazine

I'm breakable;

Unbreakable

I'm shaking yet

Unshakable

Until the day that you find me

I'll stand here

Existing and feeling wretched existence

Consuming life-force 'til I grow distant

Don't bother searching for somebody like me

A fading no one

I don't want to hurt you, it's not my nature

A monster born from dusk to dawn can't be your saviour

Remember the 'me', the way I used to be

As who I still should be

The isolation spreads and tears
Those happy /days, pierce into me
The lonely memories cease to care
They spread throughout my history

I'll never move
I'll never lose
I'll never move
I'll never lose
I'll never move
I'll never lose you
Unraveling the world

At once, I start changing
Yet everything's remaining
These lives I felt would join as one

New Era Magazine

They fade away before they've begun

I'm breakable; unbreakable

I'm shaking yet; unshakable

Until these hands "contaminate you

I'll stand here existing and feeling wretched existence

Consuming life-force 'til I grow distant

Don't bother searching for somebody like me

A fading no one

This lonely space, held into place by someone crazy

Shall melt away like dawn to day as things get hazy

So please think of me, the way I used to be

New Era Magazine

As who I really should be

So don't forget me

You can't forget me

You won't forget me

Please don't forget me

With changing inside I'm completely paralyzed

Remaining corrupt as I wish for paradise

Remember the 'me', the way I used to be

Oh, won't you tell? Oh, please just tell...

Well now who could it be, that lives inside of me?

****

حال۔۔۔نیدرلینڈ۔۔(2018)

New Era Magazine

اس نے اپنے بائیں پیر کو گھوڑے سے ٹکرایا تو اس کا گھوڑا بو قت اپنا رخ تبدیل کر گیا۔۔۔وہ اس پہ جھکتی ہوئی اپنی رفتار مزید بڑھانے لگے۔۔۔اس کی نظریں سامنے گھڑ سوار پہ جمی ہوئی تھیں۔

اس کا اعلی نسل گھوڑا تیزی سے سرسبز میدان کو پار کرتا ہوا اپنے حریف کے مد مقابل تھا۔ عنزہ نے اپنے چابک کو تیزی سے گھمایا اور پورا نشانہ لے کر وہ چابک اپنے حریف کی کمر پہ دے مارا۔

چابک کی زوردار ضرب لگتے ہی وہ شخص چلا اٹھا۔وہ دوسری بار اس سے بچ پاتا اس سے قبل عنزہ نے ہنستے ہوئے اس کی پیٹھ پہ ایک اور ضرب لگائی۔

"میں ہار مانتا ہوں۔۔۔میں ہار مانتا ہوں۔۔۔۔۔"

اس کا دوست بلند آواز میں چلانے لگا تو عنزہ اپنے گھوڑے کی رفتار کم کرنے لگی۔۔۔حتی کہ وہ ایک جگہ پہ رک گیا۔ تیز ہوا میں اس کی ہنسی مندر کی گھنٹیوں کی مانند سنائی دیتی۔

"شٹ۔۔۔یار تم نے میری کمر سرخ کر دی۔۔۔"

جیمی اپنے گھوڑے سے اتر کر اپنی شرٹ اتارتا اسے سرخ ابھرے ہوئے نشان دکھانے لگا۔ ان کی ویڈیو بناتی ہوئی سنڈی ایک دم ہنس دی جبکہ عنزہ کی آنکھوں سے زیادہ ہسنے کی وجہ سے پانی بہنے لگا۔

"تم ہی نے تو ضد کی تھی میرے ساتھ گیم کھیلنے کی۔۔۔" عنزہ جیمی کو یاد کرواتے ہوئے گویا ہوئی۔

"لیکن اتنی زور سے مارنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔" وہ پھر سے اپنی کمر کی جانب اشارہ کرتا ہوا چیخ اٹھا۔

"میں نے تو تمہیں ہیڈ سٹارٹ دیا تھا۔۔۔اب تم گھوڑے پہ بھی کچھوے کی رفتار سے چل رہے تھے تو میں کیا کر سکتی ہوں۔۔۔" وہ شان بے نیازی سے کندھے اچکا کر کہنے لگی۔

"میں نے سوچا تمہارے پاکستان جانے سے پہلے ایک گیم ہو جائے لیکن تم تو مجھے مار ک ہی کر گئی ہو۔۔۔اف۔۔۔یار۔۔۔اف۔۔۔" جیمی درد اور جلن کی وجہ سے عجیب انداز میں کھڑا ہوتا گویا ہوا۔

New Era Magazine

"آہ۔۔۔میرا پیارا بھائی۔۔۔بہت زیادہ درد ہو رہا ہے کیا۔۔۔"سنڈی جیمی کی کمر کو دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔جبکہ چہرے پہ فکر مندی کا کوئی آثار نہ تھا۔

"گھبراؤ نہیں ایک ماہ میں ٹھیک ہو جاؤ گے۔۔۔"
عنزہ ایک آنکھ دباتی واپس اپنے گھوڑے پہ سوار ہوتے ہوئے گویا ہوئی۔

"اب واپس چلنا چاہیئے۔۔۔زیادہ دیر ہوئی تو موم پریشان ہوں گی۔۔۔"سڈنی ہینڈی کیم اپنے بیگ میں رکھتی ہوئی اپنے گھوڑے پہ سوار ہوتے ہوئے گویا ہوئی۔آخر جیمی بھی بمشکل ہی سہی لیکن گھوڑے پہ سوار ہو گیا۔

واپسی کا راستہ انہوں نے اپنے اطراف سے لطف اندوز ہوتے ہوئے کیا۔

"عنزہ۔۔۔کیا تمہارا کل پاکستان جانا لازمی ہے۔۔۔ہم یہاں کتنے خوش ہیں۔۔۔تمہیں وہاں جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔"سنڈی اس کی برابری میں آتے ہوئے کہنے لگی۔

"اور تمہیں وہاں کوئی اپنی کمر پیٹنے بھی نہیں دے گا۔۔۔"جیمی اس کے عقب سے مخاطب ہوا تو وہ مسکرا دی۔

دو سال قبل ایک لمبے عرصے تک کینسر سے جو جھنے کے بعد اس کی ماں کی وفات ہوئی تھی۔
اس کے بعد سے وہ اپنی خالہ کے ساتھ رہائش پذیر تھی۔ جیمی اور سنڈی اس کے دوست ہونے
کے ساتھ ساتھ کزن بھی تھے۔۔۔ بچپن سے اس نے یہی سنا تھا کہ اس کا باپ اس کی
پیدائش سے قبل ہی اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

لیکن اب محض ایک ماہ قبل اس کی خالہ نے غلطی سے اس بات سے پردہ ہٹایا تھا کہ اس کا باپ
صرف زندہ ہی نہیں بلکہ پاکستان کا ایک نامی گرامی تاجر بھی ہے۔اپنی خالہ سے لمبی ناراضگی اور
جھگڑے کے بعد آخرکار وہ اسے سب تفصیل سے بتانے پہ مجبور ہو ہی گئیں۔

کبیر شاہ اور اس کی ماں کی ملاقات نیدرلینڈ کے ایک مشہور عجائب گھر میں ہوئی تھی۔پہلی نظر
میں ہی دونوں ایک دوسرے کی جانب متوجہ ہوئے تھے اور اس کے بعد محبت و وفا کے عہد
کیئے گئے۔جب کبیر شاہ کے والدین نے اس کی ماں اینا کو اپنی بہو بنانے سے انکار کر دیا وجہ یہ
تھی کہ وہ عیسائیت کے مذہب سے تعلق رکھتی تھیں۔آخر انہوں نے خفیہ شادی کر لی۔
کبیر شاہ کا ماننا تھا کہ شادی کے بعد ان کے والدین مجبوراً ہی سہی لیکن انہیں اپنا لیں گے۔

New Era Magazine

جب وہ دونوں اس امید کے ساتھ پاکستان پہنچے تو حیرانگی کا سامنا نہیں تب ہوا جب ان کے والدین نے اینا کو فوراطلاق دینے کا مطالبہ کیا۔

انکار کرنے پہ کبیر شاہ کے والد نے انہیں عاق کرنے کی دھمکی دی۔۔۔اور ان سے ہر تعلق توڑنے کا کہا تو آخر کا بیوی کی محبت پہ والدین کی محبت سبقت لے گئی۔ محبت سے کی گئی شادی محض چند ماہ تک رہی اور اینا محبت کا روگ لئے واپس نیدرلینڈ آ گئی۔ کبیر شاہ کو دکھ تو بہت تھا لیکن وہ باقی مردوں کی طرح کمزور نکلا۔

اینا اس وقت امید سے تھی لیکن اسے کبیر شاہ نے اتنا دکھی کیا تھا کہ وہ یہ خبر بھی اسے نا دے سکی۔۔۔یوں ان کی محبت اپنے انجام کو پہنچی۔اینا نے دوبارہ کبھی شادی نہیں کی۔۔۔اور عنزہ کو یہی بتایا گیا کہ وہ یتیم ہے۔
اب جب اپنی ماں کو کھو جانے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ اس کا باپ زندہ ہے تو عنزہ نے فورا اس کی پہچان کا مطالبہ کیا۔ جیمی کی مدد کے ساتھ آخر وہ انہیں ڈھونڈنے میں کامیاب ہو ہی گئی۔

جب اس نے ان سے رابطہ کیا تو پہلے تو وہ یہ جان کر بے حد حیران ہوئے کہ اینا اور ان کی کوئی اولاد بھی تھی۔اگلی ہی فلائٹ سے وہ نیدرلینڈ میں موجود تھے۔۔۔۔اس سے اور اس کی خالہ

سے ملاقات کی اور عزنہ کو ان کے ساتھ بھیجنے کا مطالبہ کیا۔ لیکن وہ اپنی بہن کی آخری نشانی کسی صورت ان کے حوالے کرنے کو تیار نا تھیں۔

"آپ سمجھ نہیں رہیں آنٹ ہسٹوریا۔۔۔ وہ میرے والد ہیں۔۔۔ مجھ میں ان کا خون دوڑتا ہے۔۔۔ میں حق رکھتی ہوں اس شخص کو جاننے کا جس نے مجھے پیدا کیا۔"

"وہ آستین کا سانپ ہے عزنہ۔۔۔ اس نے تمہاری ماں کو ٹھکرایا تھا تمہیں بھی ٹھکرا دے گا۔۔۔"

"پلیز آنٹ۔۔۔ موم کے ساتھ جو ہوا وہ میرے اور ان کے ریلیشن کو ڈیفائن نہیں کرتا۔۔۔ پلیز۔۔۔ میں انہیں ایک موقع دینا چاہتی ہوں۔۔۔ آپ سمجھیں میرے جذبات کو۔۔۔ میں ساری زندگی یہ سوچتی رہی کہ اگر میرے والد زندہ ہوتے تو میری زندگی میں کیا تبدیلی آتی۔"

"پلیز آنٹ۔۔۔ مجھ سے یہ موقع مت چھینیں۔۔۔" پانچ سے چھ گھنٹے کی لگاتار بحث کے بعد آخر کار ہسٹوریا نے ہار مان لی۔ لیکن وہ فوراً کبیر شاہ کے ساتھ نہیں جا سکتی تھی اس لئے آج

دو ماہ۔۔۔آنٹ ہسٹور یا جیمی اور سنڈی کی لگاتار ناکام کوششوں کے بعد وہ کل پاکستان کے لئے روانہ ہو رہی تھی۔

کبیر شاہ سے ہوئی ملاقات میں وہ اسے کافی شرمندہ دکھائی دیئے۔۔۔ان کے مطابق انہوں نے اینا سے کئی بار رابطہ کی کوشش کی لیکن وہ انہیں کبھی ڈھونڈ نہیں پائے۔۔۔۔وہ اس لئے بھی شرمندہ تھے کہ عنزہ کے باپ ہونے کا فرض نہیں نبھا پائے۔اب انہیں موقع ملا تھا تو وہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ وہ اب پہلے جیسے شخص نہیں رہے۔۔۔۔

عنزہ کو یہ بھی بتایا کہ اس کی ایک بہن بھی ہے جو اس سے دو سال چھوٹی ہے۔۔۔۔ہر چیز کے باوجود وہ اپنے باپ کے گھر جانے اور اپنی سٹیلی بہن اور ماں سے ملنے کے لئے بے قرار تھی۔

"کیا ہم کچھ ایسا نہیں کر سکتے جس سے تمہارا ارادہ بدل جائے۔۔۔۔"جیمی کے جملے پہ وہ اپنے خیالات سے باہر نکلی نہیں۔

"نہیں تم ایسا کچھ نہیں کر سکتے جیمی۔۔۔۔اور تمہیں کرنا بھی نہیں چاہیئے۔۔۔ویسے بھی ہم روز بات کریں گے نا۔۔۔۔"وہ ان دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔

نیدر لینڈ کے کھلے میدان اور اپنے عزیز دوستوں سے دور جانے کے خیال پہ اس کا دل بھی جکڑ سا جاتا تھا لیکن یہ اس کی زندگی کا ایک اہم مرحلہ تھا۔اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ زندگی کے آخری حصوں میں اسے کسی پچھتاوے کا سامنا کرنا پڑے۔

"میں واپس آؤں گی ملنے۔۔۔۔اور تم لوگ بھی مجھے ملنے آ سکتے ہو۔۔۔۔ایم شور کے مسٹر کبیر کے پاس اتنا پیسہ تو ہو گا۔۔۔۔" وہ خیالی پلاؤ بناتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولی۔

ابھی ان کی محض ایک ملاقات ہی ہوئی تھی اور وہ انہیں اب تک نام سے ہی پکارتی تھی۔۔۔شاید وہ وقت ابھی دور تھا جب وہ انہیں مکمل طور پہ اپنے باپ کے عہدے کے فائض کرتی۔

"اوہ۔۔۔اور میں نے سنا ہے کہ وہ بہت خوبصورت جگہ ہے۔۔۔۔اسلام آباد۔۔۔گلگت۔۔۔سوات۔۔۔کاغان۔۔۔۔اور بھی نجانے کتنی جگہیں ہیں وہاں پہ جہاں ہم ویزٹ کر سکتے ہیں۔۔۔"سنڈی پرجوش ہو کر بولی۔۔۔۔

"بلکل۔۔۔اور شاید تم وہاں کے ساحل بھول گئی ہو۔۔۔۔"

"ہاں۔۔ لیکن بھولو مت پاکستان کے بارے میں کئی بری باتیں بھی تو پڑھی تھیں ہم نے۔۔۔" جیمی اسے یاددہانی کرواتے ہوئے گویا ہوا تو عزہ کچھ لمحات کے لئے خاموش ہو گئی۔ سنڈی نے جیمی کو گھورا لیکن وہ محض کندھے اچکا گیا۔

"اچھا یا برا۔۔۔ اس کا فیصلہ تو اب وہاں جا کر ہی ہو گا۔۔۔" وہ کھلا آسمان دیکھتے ہوئے گویا ہوئی جواب کالا ہونے لگا تھا۔

وہ بہت مشکل سے سب کو ایئرپورٹ پہ روتا ہوا چھوڑ کے آئی تھی۔ آدھا راستہ اپنے پیاروں سے بچھڑنے کا دکھ اور اپنے والد سے ملنے کی خوشی میں گزارہ جبکہ باقی کی آدھی فلائٹ اس نے سو کر گزاری تھی۔

اب جیسے ہی وہ اسلام آباد انٹرنیشنل ایئرپورٹ پہ اتری اپنے اطراف کا جائزہ لینے لگی۔ اس کی اردو کوئی خاص نا تھی۔۔۔ بمشکل ہی کسی کو سمجھ پاتی تھی۔ ایک گہرا سانس بھرتی وہ سائنز کو دیکھنے لگی۔

ایک ڈفل بیگ گردن میں لٹکائے جبکہ دوسرا ساتھ گھسیٹتے ہوئے وہ ایگزٹ کی جانب گامزن تھی۔

New Era Magazine

"عنزہ میری بچی۔۔۔" کبیر صاحب کا خوشی سے دمکتا چہرہ اس کے سامنے تھا۔ انہیں دیکھتے ہی وہ مسکرا دی۔

"امم۔۔۔ یا اٹس می۔۔۔ ہائے۔۔۔" وہ انہیں دیکھ کر خوش تو تھی لیکن سمجھ نہیں پائی کہ اس کا اظہار کیسے کر پائے۔

کبیر صاحب نے اس کی تمام بوکلاہٹ اور اجنبیت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے سینے سے لگا لیا تو اس کے وجود میں موجود تناؤ کم ہونے لگا۔

"میں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ پھر معلوم ہوا کہ فلائٹ لیٹ ہے۔۔۔ خیر چلو۔۔۔ گھر میں سب بے صبری سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔" وہ اسے کسی بچے کی مانند چہکتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔ انہیں اتنا خوش اور پرجوش دیکھ کر عنزہ کے ذہن سے کافی شکوک و شبہات دور ہونے لگے تھے۔ وہ مسکراتے ہوئے سر ہلانے لگی تو انہوں نے اس کا بیگ تھام لیا۔

"نہیں یہ میں سنبھال لوں گی۔۔۔"وہ انہیں روکتے ہوئے بولی لیکن وہ بھی بضد تھے آخر اسے سامان انہیں ہی سونپا پڑا۔ جیسے ہی ایئر پورٹ سے نکلے ڈرائیور ان کا منتظر تھا۔۔۔انہیں دیکھتے ہی ان کی جانب لپکا اور سامان پکڑ کر ڈکی میں رکھنے لگا۔

"پاکستان میں خوش آمدید۔۔۔"کبیر صاحب نرمی سے مسکراتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئے۔وہ ایک پچاس سالہ شخص تھے لیکن اپنی عمر سے کافی کم دکھائی دیتے تھے۔

تیکھے نقوش کے حامل اس شخص نے پہلی ہی نظر میں اس کی ماں کے دل میں اپنی جگہ بنالی تھی۔ یہ سوچ آتے ہی گہرہ سانس لے اٹھی۔

امید ہے کہ میں کوئی غلطی نہیں کر رہی موم۔۔۔وہ خود سے ہی مخاطب تھی۔زیادہ تر سفر انہوں نے خاموشی سے گزارا۔۔آدھے راستے میں گہرے بادلوں نے آسمان کو ڈھانپ دیا۔۔دن کے وقت بھی رات کا سماء محسوس ہوتا تھا۔وہ اسلام آباد کے خوبصورت مناظر اپنے ذہن میں نقش کر رہی تھی۔

"نیدر لینڈ بے شک ایک بہت خوبصورت جگہ ہے۔۔۔لیکن ہمارا اسلام آباد بھی کم نہیں۔۔۔"کبیر صاحب نے فخر سے بتایا تو وہ مسکرادی۔

اچانک تیز بارش شروع ہونے لگی۔۔۔کبیر صاحب کا عالیشان بنگلہ دو کنال رقبہ پہ پھیلا ہوا تھا۔

شہر سے الگ یہ جگہ ہر کسی آسائش کو مد نظر رکھ کر بنائی گئی تھی۔

کار بیرونی گیٹ سے اندر داخل ہوئی اور ایک وسیع احاطے کو پار کرتی ہوئی بنگلے کے گیٹ کے سامنے آرکی۔

بارش کی وجہ سے وہ زیادہ تو کچھ نہیں دیکھ پائی اور زیادہ تر علاقے کو درختوں نے گھیر رکھا تھا۔

گیٹ کیپر ان کی جانب چھتری لے کر بڑھا اور وہ دونوں باپ بیٹی تیز بارش سے بچتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

احتیاط کے باوجود بارش کے چند قطرے اس کے چہرے سے ٹکرائے تو وہ ہنسنے لگی۔۔۔اسے یوں کھلکھلاتے دیکھ کبیر صاحب بھی مسکرا دیے۔

وہ اسے اس کی والدہ کی یاد دلاتی تھی۔

"کبیر صاحب آگئے آپ۔۔۔"ایک نسوانی آواز نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔

ایک نفیس عورت اپنی ساڑھی کا پلو سیٹ کرتی ہوئی ان کی جانب بڑھی۔ان کی عقب میں ایک لڑکی بھی موجود تھی۔وہ ان دونوں سے کچھ فاصلہ پہ کھڑی عنزہ کی جانب دیکھنے لگیں۔

"ہیلو میم۔۔۔" عنزہ چہرہ پہ ہلکی سے مسکراہٹ پھیلائے بولی۔۔۔وہ یقیناً اس کبیر صاحب کی بیوی تھی۔

وہ شدت سے چاہتی تھی کہ ان کے ساتھ ساتھ کبیر صاحب کے گھر والے بھی اسے پسند کریں۔

ان کی بیگم بشریٰ زبردستی مسکراتے ہوئے سر کو ہلکا سا جنبش دیتی سلام کرنے لگیں۔

"بشریٰ۔۔۔یہ عنزہ ہے میری بیٹی۔۔۔" وہ عنزہ کے کندھے پہ تھپکی دیتے ہوئے گویا ہوئے۔

"جی میں سمجھ گئی تھی۔۔۔" بظاہر تو وہ کچھ نہیں کہہ رہی تھیں لیکن صاف ظاہر تھا کہ وہ اس کی موجودگی سے خوش نا تھیں۔

"پاپا۔۔۔آپ نے کتنی دیر کر دی۔۔۔" پینٹ شرٹ میں ملبوس وہ لڑکی کبیر صاحب کے گلے لگے ہوئے شکوہ کرنے لگی۔

New Era Magazine

"اور میں صلیحہ ہوں۔۔۔ان کی بیٹی۔۔۔" وہ کبیر صاحب کے گال کو چومتی مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

اس محبت کے والہانہ اظہار پہ کبیر صاحب کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا۔ جبکہ عزہ کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ اسے کچھ جتانے کی کوشش کر رہی ہو۔

"ویسے اب تو ہم بھی سسٹرز ہیں۔۔۔" وہ اس کی جانب ہاتھ بڑھاتی ہوئی گویا ہوئی۔

"سوتیلی بہن۔۔۔" بشریٰ بیگم نے اپنی نشست سے جواب دیا۔

"ایک باپ کی اولاد کب سے سوتیلی ہونے لگی۔۔۔اور ویسے بھی یہی دو تو ہیں میری کل کائنات۔۔۔" وہ ایک بازو عزہ کے گرد حمائل کرتے اس بھی اپنی جانب کھینچتے ہوئے بولی۔ باری باری ان دونوں کی پیشانی کا بوسہ لیا اور پھر پرجوش انداز میں بولے۔

"مجھے تو بہت بھوک لگی ہے۔۔۔"

"میں ابھی کھانا لگواتی ہوں۔۔۔" ان کی بیگم شاید کچن کی جانب بڑھ گئی۔

"عنزہ بیٹا تم کچھ کھاؤ گی یا آرام کرو گی۔۔۔"

"نہیں میں فی الحال تو آرام کرنا چاہوں گی۔۔۔ کافی تھک گئی ہوں۔۔۔" وہ ان سے معذرت کرتے ہوئے بولی۔۔۔ ویسے بھی پاکستان اور نیدرلینڈ کے وقت میں فرق تھا اور اس کا دماغ ابھی ٹھیک سے کام نہیں کر رہا تھا۔

"ہاں۔۔۔ بلکل تم جاؤ آرام کرو۔۔۔۔"

"چلو میں تمہیں تمہارا کمرہ دکھا دوں۔۔۔" صلیحہ پرجوش سی اس کی جانب بڑھی اور اس کی بازو میں اپنا بازو ڈالے ایک جانب کھینچنے لگی۔
کبیر صاحب کے چہرے پہ ان دونوں کو یوں دیکھ اطمینان پھیل گیا۔

وہ کمرے سے اوپر پہنچی تو اس کی سجاوٹ دیکھ کر عنزہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔
وہ کسی جگہ کی شہزادی کا کمرہ لگ رہا تھا۔
وسیع کمرے کے وسط میں جہازی سائز بیڈ موجود تھا جس پہ پرپل کلر کی بیڈ شیٹ بچھی تھی۔
قالین ایسا کہ پاؤں اس میں دھنستے جاتے۔۔۔۔ ایک جانب قد آور آئینہ جو کہ ڈریسنگ روم کے دروازے کی طرح کام بھی کرتا تھا۔

سامنے دیوار کے ساتھ خوبصورت دیوان رکھا گیا تھا۔۔۔جبکہ ایک دیوار کی جگہ کھڑکی تھی جو شاید گیلری میں کھلتی تھی۔

چھت پہ فانوس لٹک رہا تھا۔بیڈ کی مخالف سمت پہ ایل۔ای۔ڈی چسپاں تھی۔

"تمہیں دیکھ کر لگتا ہے کہ اتنی آسائش بھری زندگی کی عادت نہیں۔۔۔"صلیحہ بیڈ پہ بیٹھی اس کی جانب بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔بلکل بھی نہیں۔۔۔۔"وہ ابھی بھی اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں کر پا رہی تھی۔

"اس کمرے کی ہر چیز امپورٹڈ ہے۔۔۔۔جیسے ہی پاپا کو تمہارے آنے کا معلوم ہوا انہوں نے ہر ایک چیز خود پسند کی اور اس کمرے میں لا کر سجا دی۔۔۔"وہ مخملی چادر پہ ہاتھ پھیرتی ہوئی عنزہ کو بتا رہی تھی۔جبکہ عنزہ کو اس کی آواز میں حسد کی جھلک محسوس ہوئی۔

"میں یہاں کسی کے لئے مسئلہ کھڑا نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔"

"تم نہیں کر سکتی۔۔۔کیونکہ تم یہاں آج آئی ہو اور شاید کل یہاں نا ہو لیکن ہم ہمیشہ سے یہاں ہیں اور یہیں رہیں گے۔۔۔" وہ اسے مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

"شاید میری آمد تمہیں اچھی نہیں لگی۔۔" وہ سینے پہ بازو باندھتے براہ راست اس کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی بولی۔

"نہیں ایسا بلکل بھی نہیں ہے۔۔۔تم میری بہن ہو۔۔۔اور مجھے امید ہے جیسے ہی ہم ایک دوسرے کو جاننے لگیں گے ایک دوسرے کو پسند بھی کرنے لگیں گے۔۔۔" وہ اب پھر سے پہلے کی طرح پر جوش دکھائی دیتی تھی۔

"اوہ۔۔۔میں تمہارے آرام میں حائل ہو رہی ہوں مجھے معاف کرنا۔۔۔تمہارا سامان ضرور وارڈروب میں ہو گا۔۔۔میں اب چلتی ہوں۔۔۔ڈنر پہ ملیں گے۔۔۔" وہ ہاتھ ہلاتی ہوئی اس کے کمرے سے غائب ہو چکی تھی جبکہ عنزہ یہی سوچتی رہی کہ اس کا کونسا پہلو حقیقت پہ مبنی تھا۔

وہ ناشتے کی ٹیبل پہ سیریلک کے ڈبے سے اپنے پیالے میں سیریل ڈال رہی تھی جب کبیر صاحب تیار ہو کر اس کی جانب بڑھے۔

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اتنی جلدی جاگنے کی عادی ہو۔۔۔" وہ اس کے سر پہ شفقت بھرا ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

"میں ہمیشہ جلدی ہی جاگتی ہوں۔۔۔۔اور پھر اکثر فارم پہ آنٹ اور سنڈی کی مدد کرتی تھی۔"

"ہاں تمہاری آنٹ۔۔۔۔" ان کے لہجے میں ایک تناؤ سا در آیا تھا جو عنزہ کو معیوب گزرا۔۔۔

"آپ کو ان کا نام سن کر اچھا نہیں لگا۔۔۔" وہ اپنا ہاتھ وہیں روک کر استفسار کرتی رہیں۔

"کیا کہا جا سکتا ہے۔۔۔اس نے مجھے تم سے دور کرنا چاہا۔۔۔" وہ کرسی کھینچ کر اس پہ بیٹھتے ہوئے کہنے لگے۔

"شاید اگر آپ موم کا ساتھ دیتے تو ایسا نہیں ہوتا۔۔۔۔" سلائیس پہ بٹر لگاتے ان کے ہاتھ وہیں تھم گئے اور وہ عنزہ کا چہرہ تکنے لگے۔

"اگر تمہیں میری بات سے دکھ پہنچا تو میرا مقصد تمہیں ہرٹ کرنا نہیں تھا۔" عنزہ بظاہری طور پہ لاپرواہی سے کندھے اچکا گئی اور پھر سے اپنے ناشتے کی جانب متوجہ ہو گئی۔

کبیر صاحب بھی بھی نظریں بچا کر اسے دیکھتے ہوئے ناشتہ کرنے لگے۔

"کبیر صاحب۔۔۔آپ نے مجھے پھر نہیں جگایا۔۔"بشری بیگم بھی کرسی کھینچ کر براجمان ہوتی ہوئی بولیں۔

"بیگم صاحبہ آپ کیا لیں گی۔۔"ملازمہ انہیں دیکھتے ہی ان کی جانب لپکی۔

"بھئی میں نے کیا لینا ہے بس فریش جوس لے آؤ اور دو بوائل انڈے بس۔۔"بشری بیگم مغروریت سے بولیں تو عنزہ سر جھٹک کر رہ گئی۔

کتنے ناشکرے تھے وہ لوگ۔۔۔اور اتنے ملازمین رکھنے کا مقصد وہ ابھی تک سمجھ نہیں پائی تھی جبکہ وہ جہاں سے تھی وہاں ہر شخص اپنا کام خود کرنے کو ترجیح دیتا تھا۔۔۔اور یہاں ناشتہ کے لئے بھی سب دوسروں کے محتاج تھے۔

"اچھا سنو۔۔۔مجھے ناشتہ دے کر صلیحہ کو بھی جگا دینا۔۔آج رات کی بھی تیاریاں کرنی ہیں۔۔اسے جو پہننا ہے جا کر لے آئے بعد میں تنگ کرے گی۔"

"جی بیگم صاحبہ۔۔۔" ملازمہ تابعداری سے سر ہلاتی ہوئی روانہ ہو گئی۔

"امم۔۔۔اچھا ہوا یاد کروا دیا۔۔۔ عنزہ آج شب کافی بڑی پارٹی ہے ہمارے ہاں۔۔۔ کچھ برنس سے ریلیٹڈ لوگ بھی ہوں گے لیکن اصل میں یہ تمہاری ویلکم پارٹی ہے۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں سب میں ملواؤں۔۔۔" عنزہ کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی تھی۔ اگر وہ انہیں سوسائیٹی کے سامنے لانا چاہتے تھے تو مطلب صاف تھا کہ وہ واقعی اسے اپنانا چاہتے ہیں۔

"ڈیٹ از نائس۔۔۔"

"اور یہ لو۔۔۔ صلیحہ کے ساتھ چلے جانا اور جو پسند آئے وہ لی لینا۔۔۔" وہ کریڈٹ کارڈ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے بولے۔

"نہیں مجھے اس کی ضرورت نہیں۔۔۔۔"

"ہر چیز پہ بحث نہیں کیا کرو۔۔۔ اگر وہ دے رہے ہیں تو خاموشی سے لینے میں کیا قباحت ہے۔۔۔"

بشریٰ بیگم زچ ہوتے ہوئے بولیں تو عنزہ نے لب بھینچ کر کریڈٹ کارڈ تھام لیا۔

"تھینکس۔۔۔"

وہ دونوں کانوں میں ہینڈ فری لگائے کبیر صاحب کی ملکیت کا جائزہ لینے لگی۔ بارش کی وجہ سے کچی زمین نم ہو چکی تھی۔

وہ اپنے نشان چھوڑتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔

عنزہ کی خوبصورت شہد رنگ کی آنکھیں تجسس کی وجہ سے پھیلتی جاتیں۔ جب وہ ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے آ کر رکی۔

درختوں کی اوٹ میں چھپی ہوئی اس عمارت میں داخل ہوئی تو وہاں پانچ گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔

وہ یقیناً اصطبل تھا۔۔۔ گھوڑوں کو دیکھ کر اس کے چہرے پہ بے تحاشہ خوشی پھیلی۔

ہینڈ فری کان سے نکالتی ہوئی ایک گھوڑے کے قریب پہنچی تو وہ ہنہنانے لگا۔

"کون ہے جو سب سے خوبصورت ہے۔۔۔ بے شک تم ہو۔۔۔" وہ اپنے ہاتھ میں تھاما سیب اس کی جانب بڑھاتے ہوئے بولی جو وہ خود کھانے کی نیت سے لے کر آئی تھی۔ گھوڑے نے

تیزی سے اس سیب کو اپنے دانتوں میں لیا اور اسے چبانا شروع کیا تو عنزہ اس کے منہ پہ ہاتھ پھیرنے لگی۔

"کیا ہی عالیشان جانور ہو تم۔۔۔کیا تمہیں بھوک لگی ہے۔۔۔؟" وہ چارے کی جانب بڑھی اور اس میں سے کچھ چارا اس گھوڑے کے سامنے رکھ دیا۔۔اسی طرح باقی کے گھوڑوں کو بھی چارا ڈالنے لگی۔

گھوڑے اس کی کمزوری تھے۔۔۔وہ بچپن سے ان کے ساتھ پلی بڑی تھی۔۔۔اور اس اصتبل کو دیکھ اس کے چہرہ پہ خوشی پھیل گئی تھی۔

"بی بی جی آپ کو بیگم صاحبہ نے بلایا ہے۔۔۔"
ایک ملازم وہاں مخل ہوا تو عنزہ اپنے دونوں ہاتھ صاف کرنے لگی۔۔۔اس الفاظ کی تو زیادہ سمجھ نہیں آئی کیونکہ اس شخص کا لہجہ بہت عجیب تھا لیکن اس کا اشارہ سمجھتی ہوئی سر ہلانے لگی۔

"میں پھر ملنے آؤں گی۔۔۔۔"
وہ گھوڑے کی ناک پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہتی پہلے سے قدرے پر جوش انداز میں واپس جانے لگی۔

وہ اس وقت پانچویں دوکان میں داخل ہوئی اور عنزہ جھنجھلائی ہوئی اس کی تقلید کرتی وہاں آئی۔

"تم کتنی شاپنگ کروگی۔۔۔ایک پارٹی کے لئے اتنا کچھ۔۔۔"وہ اس کے ہاتھ میں تھامے ہوئے شاپنگ بیگز دیکھ کر بولی۔۔۔

"اوہ یہ تو میں نے ویسے ہی لئے ہیں۔۔۔پارٹی کے لئے تو ابھی کچھ پسند نہیں آیا۔۔۔"صلیحہ لاپرواہی سے بولی تو عنزہ کا دماغ الٹنے لگا۔آخر ایک شخص کتنا فضول خرچ ہو سکتا تھا۔

"تم بھی اپنے لئے کچھ پسند کرلو۔۔۔۔آخر یہ سپیشل تمہارے لئے ہے۔۔۔"وہ کندھا اچکا کر بولی۔

"میں سمجھ نہیں پارہی کہ یہ کس قسم کی پارٹی ہے۔۔۔۔مطلب میں نے کافی پارٹیز اٹینڈ کی ہیں لیکن پاکستان میں یہ پہلی بار ہے اور وہ بھی خاص میرے لئے۔۔۔اس لئے میں نہیں جانتی کہ مجھے کیا پہننا چاہیئے۔۔۔"

"ہمم۔۔۔تم ٹھیک کہ رہی ہو۔۔۔میرے خیال سے میں اپنے لئے بعد میں لے لوں گی پہلے تمہارے لئے کچھ پسند کرنا چاہئیے۔۔۔"وہ عنزہ کی جانب بڑھتی اسے ایک بوتیک میں لے کر چل دی۔

"سب جانتے ہی ہوں گے کہ تمہارا تعلق کہاں سے ہے۔۔۔اور پاپا آج ایک بہت بڑے بزنس ٹائیکون سے ملنے والے ہیں۔اگر ان کی ڈیل ہو گئی تو ہمیں آسمان کی اونچائی چھونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔"

"پھر تو یقیناساتویں آسمان کو ہی چھونا رہ گیا ہے۔۔۔عنزہ بڑبڑا کر رہ گئی۔"

"تو اگر تم اسے امپریس کر پاؤ تو کیا ہی کمال ہو گا۔۔۔اس لئے میرے خیال سے تمہیں اسی حساب سے تیار ہونا چاہئیے کیونکہ سب کی نظریں تم پر ہوں گی۔۔۔"وہ اپنے ذہن میں کچھ سوچتی ہوئی اس سے مخلصانہ لہجے میں بولی۔

"تو ٹھیک ہے۔۔۔تمہارے خیال سے کیا اچھا رہے گا۔۔۔؟"

"نہیں یہ نہیں۔۔۔یہ بھی نہیں۔۔۔"صلیحہ ایک کے بعد ایک ڈریس کو ریجیکٹ کرتی ہوئی بولی۔وہ دونوں کسی اور بوتیک میں داخل ہوئے جب عنزہ کی نظر ایک ڈریس پہ گئی جو کہ مینیکوئین کو اوڑھا رکھی تھی۔

روئیل بلیو رنگ کی وہ ڈریس ہالٹر نیک کے ساتھ بے حد خوبصورتی سے بنائی گئی تھی۔سلور رنگ کا ہلکا سا کام گردن سے شروع ہوتا اور سینے پہ اکر رک جاتا۔

"واؤ۔۔۔۔۔"اس کے لبوں سے بے اختیار نکلا تو صلیحہ بھی اس جانب متوجہ ہوئی۔
بس اس میں ایک کمی تھی اگر وہ یہ پہنتی تو اس کی کمر مکمل طور پہ برہنہ ہوتی۔

"یہ پرفیکٹ ہے۔۔۔"صلیحہ مسکراتے ہوئے اس ڈریس کی جانب بڑھی تو عنزہ کی پیشانی پہ بل نمودار ہونے لگے۔

"مجھے نہیں لگتا کہ یہ ٹھیک رہے گی۔۔۔"
"کیا تم نے نیدرلینڈ میں کبھی ایسی ڈریسنگ نہیں کی۔۔۔"صلیحہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔۔۔

"اور اگر تم یہ پہنو گی تو پاپا ضرور اس ٹائیکون کو منانے میں کامیاب ہوں گے۔۔۔اور تمہارا بہت ہی اچھا امپریشن آئے گا۔۔۔"

نیدر لینڈ میں وہ پارٹیز بھی کرتی تھی اور کلبنگ بھی لیکن اس کی خالہ ایک مذہبی عورت تھی۔۔۔ہر ہفتہ وہ سب چرچ جاتے۔۔۔اور پھر کبیر صاحب سے اس کے تعلق کی وجہ سے تھوڑی بہت تو اسلام میں تعلیم بھی کی گئی تھی۔

"ایسا نہیں ہے کہ میں نے ایسی ڈریسنگ اس سے قبل نہیں کی۔۔۔لیکن کیا یہ کچھ زیادہ نہیں ہو جائے گا۔۔۔۔اور دیکھو تو کتنی مہنگی ہے۔۔۔"

"تم اس کی پرواہ مت کرو۔۔۔" وہ پرائز ٹیگ دیکھتی عنزہ کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولی۔

"اور تم بہت خوبصورت لگو گی اس میں۔۔۔" وہ وہاں موجود سیلز گرل کو اپنی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

وہ اس وقت صلیحہ کے کمرے میں تھی۔۔۔اس نے اصرار کیا تھا کہ وہ اس کی مدد کرنا چاہتی ہے۔۔۔

بشریٰ بیگم سے اس کا سامنا ناہونے کے برابر ہی ہوا تھا۔اور کسی حد تک وہ اس بات کی شکر گزار بھی تھی۔

"یوں لگتا ہے جیسے یہ ڈریس تمہارے لئے ہی بنا ہو۔۔۔"وہ عزہ کو دیکھتے ہوئے گویا ہوئی جو کہ کسی یورپی شاہی خاندان کی شہزادی لگ رہی تھی۔

عزہ نے اپنے بال ہٹا کر ایئر رنگ پہننا شروع کئے اور اسے دیکھتے ہوئے مسکرا دی۔
صلیحہ خود ایک میکسی میں ملبوس تھی جس پہ بہت نفاست سے کام تھا۔اس کے نین نقش پہ وہ کافی بھا رہا تھا۔

لیکن جب وہ آئینہ میں عزہ کے برابر کھڑی ہوتی اپنا عکس دیکھتی تو خود کو اس کے قریب بھی نا پاتی۔
صلیحہ غصہ سے پلٹی اور بیڈ کی جانب بڑھ دی۔اس کا کمرہ بھی عزہ کے کمرے کی طرح ہی وسیع تھا لیکن صاف ظاہر ہوتا تھا کہ عزہ کا کمرہ بہت محنت سے سجایا گیا ہے۔

"صلیحہ جلدی کرو۔۔۔تمہارے پاپا تمہیں۔۔۔"بشری بیگم اندر داخل ہوتے ہوئے عنزہ کو دیکھ کر رکی تھیں۔

ان کی آنکھیں اسے دیکھ کر پھیلی تھیں جبکہ عنزہ وہیں کھڑی گردن گھما کر انہیں دیکھ رہی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ تم نے کیا پہن۔۔۔"

"بہت پیارا ڈریس ہے ناموم۔۔۔اور دیکھیں کتنا اچھا لگ رہا ہے عنزہ پر۔۔۔"صلیحہ نے اس کی بات کاٹی تھی اور انہیں آنکھوں کے اشارے سے خاموش رہنے کو کہا۔

"ہاں۔۔۔بہت پیاری ڈریس ہے۔۔۔"وہ اب خود کو قدرے سنبھالتی ہوئی بولتیں۔

"دیکھنا اس ڈریس میں سب کی نگاہیں تمہی پر ہوں گی۔۔۔"صلیحہ شیریں لہجہ میں بولی جبکہ عنزہ کو ان دونوں کی نظروں میں کچھ عجیب محسوس ہونے لگا تھا۔

"خیر جو بھی ہے۔۔۔چلو جلدی تمہیں کسی خاص سے ملوانا ہے۔۔۔۔"بشری بیگم پراسرار طریقے سے مسکراتے ہوئے بولیں۔

"عنزہ تم بھی چلو ساتھ۔۔۔"صلیحہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔

"میں بس آرہی ہو۔۔۔"وہ چہرے پہ خفیف سی مسکراہٹ سجائے ہوئے بولی تو صلیحہ کندھے اچکا کر چل دی۔

عنزہ نے آئینہ میں خود پہ ایک تنقیدی نگاہ ڈالی تھی۔اور پھر گردن میں اپنی ماں کا پسندیدہ پینڈنٹ پہننے لگی۔۔۔جو انہوں نے ایک نمائش سے خریدا تھا۔ عجیب سے ڈیزائیں والا وہ انٹیک پینڈنٹ اس کے سینے کے بیچ میں جا ٹھہرا وہ گہرہ سانس لیتے ہوئے آنکھیں بند کرنے لگی۔

میں یہ کر سکتی ہوں۔۔۔اوہ موم۔۔۔اگر آپ اس وقت مجھے دیکھ رہی ہیں تو میری مدد کریئے گا۔۔۔

وہ پینڈنٹ کو چھوتی ہوئی اپنی ماں سے مخاطب ہوئی دروازے کی جانب بڑھی۔ جیسے ہی اس نے شاہ ویال کی دہلیز پار کی تھی وہاں موجود ہر شخص اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔
اس کی پراسراریت۔۔۔وجاہت۔۔۔طاقت ہر چیز کسی کو بھی اپنے زیر اثر کر لیتی۔
اس کے ساتھ دو قدم کے فاصلہ پہ ایک سیاہ فام شخص داخل ہوا جو یقیناً اس کا باڈی گارڈ تھا۔ حالانکہ اس کو دیکھ کر محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کسی بھی مشکل کا مقابلہ اکیلے ہی کر سکتا ہو۔

اس وجیہہ شخص نے اپنی سرد نظروں سے وہاں کا جائزہ لیا جبکہ وہاں موجود ہر شخص کو یوں محسوس ہوا کہ وہ اس کی روح تک کو جھنجھوڑ گیا ہو۔

"کک۔۔۔کیسے ہیں آپ۔۔۔بہت خوشی ہوئی

کہ آپ نے میرا انویٹیشن قبول کیا۔" کبیر جیسے کامیاب انسان کی بھی زبان جیسے اس کے سامنے ساکت ہوتی محسوس ہوئی۔

"آپ جیسے قابل شخص سے ملنا ہمیشہ باعث خوشی کی وجہ بنتا ہے۔۔۔" وہ اپنی بھاری اور رعب دار آواز میں مخاطب ہوا۔۔۔کبیر صاحب کو اس کی آنکھیں کسی برفیلے پہاڑ سے بھی زیادہ سرد محسوس ہوئیں۔

"آیئے میں آپ کو کچھ خاص مہمانوں سے ملواتا ہوں۔۔۔"

"میں یہاں زیادہ دیر نہیں رک پاؤں گا۔۔۔آپ یہ ڈاکومنٹس پڑھ لیں تا کہ آپ کو شرائط کا علم ہو سکے۔" اس کے کہتے ہی عقب میں کھڑے اس

سیاہ فام شخص نے بریف کیس کبیر صاحب کی جانب بڑھایا۔

New Era Magazine

"جی جی ضرور۔۔۔لیکن آپ میری فیملی سے تو ضرور ملیں۔۔۔"توانکھ کے اشارے سے بشری بیگم اور صلیحہ کو بولتے ہوئے کہنے لگے۔صلیحہ کی نظریں تو جیسے اس پہ جم ہی گئی تھیں۔اس جیسا وجیہہ شخص تو اس نے آج تک نا دیکھا تھا۔۔۔

مضبوط جسم۔۔۔چوڑا سینہ۔۔۔خوبصورت نین نقش۔۔ہر طرح سے وہ شخص اس کے دل کی دھڑکن کو تیز کر گیا تھا۔وہ جیسے جیسے اس کے قریب آتی اس کی پتلیاں پھیلتی جاتیں۔

"یہ میری بیوی ہے۔۔۔اور یہ میری بیٹی۔"

"ہیلو کیسے ہیں آپ۔۔۔"صلیحہ نے فوراً اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھایا۔مقابل نے اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھایا اور صلیحہ کا نرم ہاتھ اپنی کشادہ ہتھیلی میں تھام لیا۔اس کی دھڑکن مزید تیز ہوئی تھی۔۔۔اس کا برف سا سرد لمس محسوس کرتے ہی اس نے اپنا ہاتھ واپس کھینچا تھا۔۔۔ایک لہر تھی جو اس کے جسم میں دوڑتی اسے لرزہ گئی تھی۔

اس کے لبوں پہ ایک تمسخرانہ مسکراہٹ ابھری تھی۔بشری بیگم تو ابھی بھی کچھ نا بول پائیں جب اس نے وہاں موجود لوگوں میں ایک بے چینی محسوس کی۔عنزہ سیڑھیاں اترتے ہوئے جیسے ہی ہال میں پہنچی وہاں موجود ہر شخص ہی اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

اپنے بال اس نے اکٹھے کر کے ایک کندھے پہ پھیلا رکھے تھے۔۔۔ سلیو لیس ہالٹر نیک رائل بلیو ڈریس اس کی خوبصورتی کو مزید نکھار رہی تھی۔ شہد سی آنکھیں اسے مزید منفرد کرتی تھیں۔۔۔ وہ چار انچ ہیل میں ایک کے بعد ایک سیڑھی اترتی ہوئی اپنے والد کی تلاش میں نظریں دوڑانے لگی۔ آخر کار اسے وہ اور بشریٰ بیگم کسی سے بات کرتے ہوئے دکھائی دیئے۔

چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ سجائے وہ ان کی جانب بڑھنے لگی۔ جیسے جیسے وہ ہجوم میں داخل ہوتی جاتی لوگوں کی سرگوشیاں اونچی
آوازوں میں بدل گئی۔ کچھ ہی لمحات میں اسے احساس ہوا تھا کہ وہ ہر کسی کی توجہ کا مرکز کیوں بنتی جا رہی تھی اسے صلیحہ کا اعتبار نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔۔ وہاں کسی نے بھی اتنا بے باک لباس نہیں پہنا تھا۔

کندھے پہ موجود اپنے بالوں کو اس نے ایک جھٹکے سے ہٹایا تو وہ اس کی برہنہ کمر پہ پھیل گئے۔ لیکن کٹنگ کی وجہ سے پھر بھی اس کا لباس معیوب محسوس ہوتا۔ اس کے والد اسے دیکھتے اور عنزہ کو مزید شرمندہ ہونا پڑتا اس سے قبل وہ
واپس جانے کا سوچنے لگی۔ ابھی پلٹنے ہی لگی تھی جب کبیر صاحب اس کی جانب متوجہ ہوئے۔
"عنزہ میری بچی۔۔۔ آؤ۔۔ تمہیں کسی خاص

سے ملوانا ہے۔۔۔" وہ چہرے پہ زبردستی مسکراہٹ سجائے انہیں دیکھنے لگی جب کبیر صاحب نے اسے دوبارہ اپنے قریب بلایا۔

مجبوراً اسے ان کی جانب ایک قدم بڑھانا پڑا۔۔۔وہ جس بھی شخص سے مخاطب تھے وہ تیزی سے اس کیجانب پلٹا تھا۔۔۔یا شاید اسے ہی ایسا محسوس ہوا تھا۔

اس شخص کی آنکھوں میں اسے دیکھتے ہی ایک ناقابل بیان تپش پیدا ہوئی اور پھر اس کی نظریں اس کے پینڈنٹ پہ جا ٹھہریں ان نظروں میں اب

اچانک برف سی ٹھنڈک چھا گئی۔

یا اس نے ہی ایسا گمان کیا۔۔۔یا واقعی ایک لمحے میں اس کی آنکھیں سرد ہوئی تھیں۔

وہ مکمل طور پہ اسی کی جانب متوجہ تھا خود کو اس کا مرکز نگاہ دیکھ عنزہ نے خود کو سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا محسوس کیا۔اس کی سانس رکنے لگی تھی۔۔۔جیسے پانی اس کے عمل تنفس میں کسی بندش کی طرح حائل ہو۔

کسی نے اسے اپنے جانب کھینچا تھا۔۔۔وہ بے خودی میں اس کی جانب کھنچتی چلی گئی۔۔۔کب اس کے سامنے آکھڑی ہوئی جان بھی نا پائی۔کبیر صاحب نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا تو جیسے اس پر سے سحر ٹوٹا ہو۔۔۔اس کا سانس جیسے ہی بحال ہوا عنزہ نے ایک گہرہ سانس لیا۔مقابل اب ایک غیر مرئی نقطہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔کیا ایسا ممکن تھا کہ وہ اس

New Era Magazine

غیر مرئی نقطہ سے حسد کر بیٹھے۔

اس نے اپنے ہونٹوں کو زبان سے تر کرنا چاہا تو مقابل نے پھر اسی تیزی سے اس کی جانب دیکھا۔

"عزہ کیا تم ٹھیک ہو۔۔۔" کبیر صاحب اس کی جانب بڑھتے ہوئے فکر مندی سے پوچھنے لگے۔

"مم۔۔۔میں۔۔۔" اسے سمجھ نہیں آرہا تھا یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔وہ اس پہ اس قدر اثر انداز کیوں
ہو رہا تھا۔ کبیر صاحب اس سے دو قدم دور رکے
تھے۔۔۔نظریں بچا کر ادھر ادھر دیکھتے اپنا کوٹ اتار کر فوراً اس کے شانوں پہ ڈال دیا

"یہ تم نے کیا پہن رکھا ہے عزہ۔۔۔" وہ دھیمی آواز میں بولے جس میں ناپسندیدگی کا عنصر نمایاں تھا۔

"جج۔۔۔جی میں ابھی تبدیل کر کے آئی۔۔۔" وہ تیزی سے لفظ ادا کرتی ہوئی اسی سمت بڑھ گئی جہاں سے کچھ لمحات قبل وہ آئی تھی۔

"مجھے معاف کر دیں۔۔۔وہ میری بڑی بیٹی ہے۔۔نیدر لینڈ سے آئی ہے۔۔۔میں کل تک آپ کے اسسٹنٹ کو یہ ڈاکومنٹس واپس کر دوں گا۔۔"

"کبیر صاحب۔۔۔"

"جی۔۔۔۔"

"آپ مجھے کچھ مہمانوں سے ملوانا چاہتے تھے۔۔۔میں سوچ رہا تھا کیوں نہ یہاں کچھ دیر اور رک لیا جائے۔۔۔" کبیر صاحب کی تو جیسے آنکھیں چمک اٹھی تھیں وہ پر جوش سے مسکرا دیے۔

"بلکل کیوں نہیں۔۔۔آیئے میں آپ کو کچھ اہم عہدیداروں سے بھی ملوانا چاہتا تھا۔

عنزہ اپنے آپ کو آئینہ میں دیکھ رہی تھی۔

New Era Magazine

گہرے سانس لیتے ہوئے اس نے خود کو نارمل کیا اور پھر اپنا لباس تھام کر واشروم کی جانب بڑھ گئی۔

جب وہ باہر آئی تو صلیحہ اس کے کمرے میں موجود تھی۔ عنزہ نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

"مجھے لگا کہ ہم ایک اچھی فیملی کی طرح رہ سکتے ہیں لیکن میں غلط تھی۔۔۔ تم نے جان بوجھ کر میرے لئے ایسی ڈریس پسند کی۔۔"
وہ اس مہنگی ڈریس کو فریش پہ پھینکتی ہوئی اس کی جانب بڑھی۔

"کام ڈاؤن۔۔۔ کام ڈاؤن۔۔۔ اب اس میں اتنی ناراضگی کی کیا بات۔۔۔ میں نے تو بس مشورہ دیا تھا کوئی زور زبردستی تھوڑی کی تھی جو اتنا بھڑک رہی ہو۔۔۔" صلیحہ تمسخرانی مسکراتی ہوئی کہنے لگی۔

"اور ایک فیملی کی طرح۔۔۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اس قدر بیوقوف ہو۔۔۔۔ تمہیں کیا لگا۔۔۔ ایک لڑکی اچانک آئے گی خود کو میری بہن کہے گی
اور میں اسے قبول کر لوں گی۔

نو۔۔۔نیور۔۔۔۔یہ سب میرا ہے۔۔۔تم میرے گھر میں کھڑی ہو۔۔"وہ آنکھیں پھیلائے اس کے سامنے آتی ایک ایک لفظ پہ زور دیتی کہنے لگی۔

"تمہیں یہاں سے کچھ بھی نہیں ملے گا۔۔۔ناہی یہ جائیداد اور ناہی میرے باپ کا پیار۔۔۔اس سب پہ صرف میرا حق ہے۔۔۔"اپنی بات مکمل کرتے کرتے وہ چلانے لگی تھی۔

"اوہ تو اچھا ہوا کہ تمہاری نیت میں جلد جان گئی۔۔۔تو ایک بات بھی غور سے سن اور سمجھ لو ڈیئر سٹیپ سسٹر۔۔۔۔اگر تمہیں لگا کہ میں ڈر کر بھاگ جاؤں گی تو یہ تمہاری سب سب بڑی

بھول ہے۔۔۔میں یہاں صرف اپنے فادر کے لئے ائی تھی لیکن ہاں اب تو مجھے ہر چیز میں حصہ چاہیئے جو کہ میں لے کر رہوں گی۔۔۔"وہ بھی اسے آنکھیں دکھاتی ہوئی دروازے کی جانب بڑھ گئی جاتے ہوئے اس نے اپنا کندھا صلیحہ کے

کندھے میں زور سے مارا جس سے وہ تڑپ کر رہ گئی۔

وہ جب واپس ہال میں پہنچی تو اپنے والد کو پھر سے کسی سے محو گفتگو پایا۔وہ کسی سے بات کرنے کی بجائے گزرتے ہوئے بیرے سے کول ڈرنک لے کر ایک دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

ایک شخص اس کی جاب بڑھا اور اس سے کچھ فاصلہ پہ کھڑا ہو گیا۔

"آپ کے جیسی خوبصورتی یہاں اکیلے کیوں کھڑی ہے۔۔۔کیا میں آپ کے لئے کچھ کر سکتا ہوں۔" وہ اسے سر تا پیر خباثت سے دیکھتے
ہوئے بولا۔۔۔عنزہ نے اسے ایک نظر دیکھ کر نظر انداز کر دیا اور اپنا رخ پلٹ کر کھڑی ہو گئی۔

اس کے انداز میں اس شخص کو یہاں سے دفع ہونے کا واضح پیغام تھا جو شاید اس شخص کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔وہ بھی اب دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوا جس سے عنزہ کا کندھا اس کے کندھے کو چھو گیا

"ہے۔۔۔کیا تم سمجھے نہیں کہ بات نہیں کرنی مجھے تم سے۔۔۔" وہ تیوریاں چڑھائے اسے کہنے لگی۔جس پہ مخالف ڈھٹائی سے مسکرا دیا۔

"ایک ناجائز اولاد کی حیثیت کے بر خالف تم میں تو کافی اکڑ ہے۔۔۔" وہ اب مکمل طور پہ اس کے نشیب و فراز کا جائزہ لیتے ہوئے بولا۔اس کی نظر اور اب الفاظ عنزہ کو مزید مشتعل کر گئے۔۔۔وہ خطرناک ارادے لئے اس کی جانب بڑھی۔

ایسے لوگوں سے نبٹنا وہ اچھے سے جانتی تھی۔

"خاتون سے دور رہو۔۔۔" ایک بارعب لیکن سرد آواز ان کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ان دونوں کی نظریں اس شخص کی جانب بڑھیں۔۔۔

سات فٹ سے تجاوز کرتا وہ شخص ان کی جانب بڑھا۔۔۔عنزہ کا حلق اسے دیکھتے ہی خشک ہونے لگا تھا۔وہ شخص جو کچھ دیر پہلے ہی اپنی غلیظ نظریں اس پہ جمائے ہوئے تھا اب آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہا تھا۔کچھ تھا اس شخص میں کہ اس کے اطراف میں موجود ہر کوئی اس کا اسیر ہونے لگتا تھا۔۔۔یا پھر اس سے
خوفزدہ۔۔۔اس کی سرد نظریں ابھی بھی اس
شخص پہ تھیں جواب خود کو اس کی نظروں کے تلے سمبھالنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"آپ جو بھی ہیں اس سب سے اپ کا کوئی واسطہ نہیں۔۔۔" وہ اپنی نظریں اس سے بچاتا ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔اس کے جسم میں اب واضح لرزش موجود تھی۔

مخالف نے اپنی آنکھیں سکیڑیں تو وہ وہاں سے جانے کے لئے پر تولنے لگا۔

"ایکسکیوزمی۔۔۔" وہ اپنا کالر کھینچتا ہوا وہاں سے چلتا بنا تو اب عزہ اس کی توجہ کا باعث تھی۔ وہ اپنی مٹھیاں بھینچتی خود کو قابو کرنے لگی۔

"تھینکس لیکن میں خود سمبھال سکتی تھی"
وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی بھی اسے کمزور یا کسی سے کم سمجھے۔ وہ جب سے وہاں آیا تھا پہلی بار مسکرایا تھا۔۔۔ عزہ کو لگا وہ یونانی
حسن کے دیوتا کو دیکھ رہی ہو۔

"مجھے یقین ہے۔۔۔ لیکن میں خود کو روک نہیں پایا۔۔۔۔" وہ متبسم سا اس سے مخاطب تھا۔ عزہ گہرے سانس لیتی خود کو نارمل ظاہر کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ کتنی گہرائی تھی اس کی آنکھوں میں۔۔۔۔ لیکن اگر کوئی اس گہرائی میں اترنے کی کوشش کرتا تو یقیناً مارا جاتا۔

New Era Magazine

"آہ۔۔۔کیا ہو گیا ہے میری مینرز کو۔۔۔آپ سے تعارف بھی نہیں کروایا۔۔۔میں بہروز عزیز بک۔۔۔۔"

اپنا تعارف کرواتے ہوئے اس کی آواز میں ایک مغروریت سی محسوس ہوئی تھی۔وہ اپنے کشادہ ہاتھ عنزہ کی جانب بڑھاتے ہوئے مخاطب ہوا۔وہ زبان سے اپنے ہونٹ تر کرنے لگی۔۔۔

"میرا نام عنزہ ہے۔۔۔عنزہ کبیر۔۔۔۔"عنزہ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا تو وہ اس کے ہاتھ کو اپنے لبوں کے قریب لے آیا۔

اسے اپنا سانس ایک دم اٹکتا ہوا محسوس ہوا۔

آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔وہ اس کی کالئی گھماتا اپنے سر کو ہلکا سا خم دے کر اس کے نبض کے اوپر بوسہ دینے لگا۔ نظریں ہنوز عنزہ پہ مرکوز تھیں۔۔۔وہ ایک دم لرز کر رہ گئی۔ اسے لگا جیسے اس کے لمس نے اسے جال دیا ہو۔۔۔وہ اپنے لب کھول کر گہرے سانس بھرنے لگی۔

مخالف اس کی حالت سے نا صرف آشنا تھا بلکہ خاصا محظوظ بھی ہو رہا تھا۔عنزہ نے اپنا ہاتھ اس سے آزاد کروانا چاہا تو بہروز نے اسے آزاد کر دیا۔

صلیحہ دور کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

عنزہ کو بہروز کے ساتھ دیکھ کر اسکے تن بدن میں آگ بھڑکنے لگی تھی۔وہ حقارت بھری نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی بہروز کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"مسٹر بہروز۔۔۔آپ کیوں ان جاہے لوگوں پہ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔۔۔"اس نے جب سے اس شخص کو دیکھا تب سے نجانے اسے لئے کیا کیا خواب بننے لگی تھی۔بہروز نے اپنی سرد نگاہوں کا زاویہ اس کی جانب کیا تو ایک لمحے کے لئے صلیحہ ساکت رہ گئی۔

عنزہ کبھی بھی اس کی ناپسندیدگی کی وجہ نہیں بننا چاہتی تھی۔وہ کچھ کہ پاتا اس سے پہلے کبیر صاحب کسی شخص کے ساتھ وہاں آئے تھے۔

وہ صلیحہ کو کوئی بھی جواب دیئے بنا ان کی جانب پلٹ گیا۔۔۔کبیر صاحب سے باتیں کرتا وہاں جب وہ وہاں سے چل دیا تو صلیحہ عنزہ کی جانب پلٹی۔
"اس سے دور رہو سمجھی۔۔۔۔"وہ اس کے کندھے پہ انگلی سے وار کرتی ہوئی اشتعال انگیز لہجے میں بولی اور وہاں سے چل دی۔جبکہ عنزہ آنکھیں پھیلائے اس کے اس رویے کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

کچھ دیر بعد کبیر صاحب اس کی جانب بڑھے تھے اسے اپنے ساتھ لے کر سب سے تعارف کروانے لگے۔آخر کار جب وہ مسکرا مسکرا کر تھک گئی تو کبیر صاحب سے تھکاوٹ کا بہانہ کرنے لگی۔انھوں نے بھی مسکراتے ہوئے اسے جانے کی اجازت دے دی لیکن وہ ان سے نظریں بچا کر کمرے میں جانے کی جگہ مرکزی دروازے سے باہر چلی گئی۔

اگلے ہی لمحے اس کا رخ اصتبل کی جانب تھا۔

"کیسے ہو تم سب۔۔۔؟"گھوڑوں کو دیکھتے ہی وہ خود کو پہلے سے پر سکون محسوس کرنے لگی تھی۔

"ہاں ہاں میں نے تم کو بہت مس کیا۔۔۔"وہ گھاس کھاتے ہوئے گھوڑے کی ناک پہ ہاتھ رکھ کر گویا ہوئی۔کچھ دیر تک وہ یونہی ان کے ساتھ
باتیں کرتی رہی جب اس اپنے رونگٹھے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔ہوا کا درجہ حرارت جیسے
ایک دم کم ہوا تھا وہ سردی سے ٹھٹھر کر رہ
گئی۔۔۔جیسے ہی اسے اپنی پشت پہ کسی
کی نگاہ محسوس ہوئیں وہ تیزی سے پلٹی تھی۔

اصتبل کے دروازے پر وہ کھڑا اسے نہایت دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

"آپ یہاں۔۔۔"اس کی انکھیں پھیلی تھیں۔۔وہ
اطمینان سے اس کی جانب بڑھنے لگا۔

"میں آپ سے بھی یہی سوال کر سکتا ہوں۔۔۔۔"
وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تو گھوڑا بے سکونی سے گردش کرنے لگا۔بہروز نے اپنا ہاتھ بڑھا کر
اسے چھوا تو وہ پھر پر سکون ہو گیا۔

"واہ۔۔۔لگتا ہے وہ آپ کو کافی پسند کرتا ہے۔۔۔"اس کے جواب میں وہ اسے متبسم سا
دیکھنے لگا۔

عنزہ اس کی نظروں کی تپش سے بچنے کے لئے پھر سے اسی گھوڑے کی جانب پلٹی اور اسے پیار
کرنے لگی۔

"آپ کو تو باقی سب کے ساتھ ہونا چاہئیے۔۔۔تو پھر یہاں کیوں۔۔۔"

"وہاں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جس کے ساتھ میں وقت گزارنا چاہوں۔۔۔۔" وہ اسی پہ نظریں جمائے ہوئے بولا تو عنزہ کی دھڑکن بے قابو ہونے لگی۔۔۔وہ اس سے ایسی باتیں کیوں کررہا تھا۔عنزہ نے نظریں بچا کر اسے دیکھا تو اس کی گہری آنکھیں اپنی جانب کھینچنے لگیں۔

"میں نیدرلینڈ میں اکثر گھڑ سواری کرتی تھی۔"

وہ خاموشی کو توڑنے کے لئے اسے بتانے لگی۔۔۔

"کرتی تھی۔۔۔"

"ہاں میں جب سے یہاں آئی ہوں اس کا موقع نہیں ملا۔۔۔" وہ اسے سرسری سا دیکھتی ہوئی بولی

اور پھر یکدم مسکرادی۔۔۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ یہ جان کر حیران ہیں کہ میں گھڑ سواری بھی کر سکتی ہوں۔۔۔"

New Era Magazine

"مجھے اب کچھ حیران نہیں کرتا۔۔"ایک عجیب سااحساس تھاجو اسے چھو کر گزرا لیکن عنزہ کے لئے سمجھنا مشکل تھا۔

"تو آپ ابھی سواری کیوں نہیں کرتیں۔۔میں دو خوبصورت جاندار ایک ساتھ دیکھنے کا موقع کیسے جانے دے سکتا ہوں۔۔۔"عنزہ کھلکھلا کر ہنس دی۔۔۔اس کا فلرٹ کرنا اسے اچھا لگ رہا تھا۔وہ اصتبل سے باہر کالے اسمان کو تکنے لگی جہاں پھر سے بجلی کڑک رہی تھی۔

"مجھے نہیں لگتا کہ اس موسم میں یہ کوئی اچھا آئیڈیا ہے۔۔۔یقینا جلد ہی پھر سے بارش شروع ہو جاتی اور وہ اس علاقے سے بھی انجان تھی۔

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ ایک معمولی موسم آپ کو اپنے ارادوں سے ہٹا سکتا ہے۔۔۔"

"اوہ۔۔۔آپ کو ایسا بلکل نہیں کہنا چاہیئے تھا۔۔۔"وہ اس کی چیلنج کو فورا قبول کرتی ہوئی گھوڑے کی لگام تھام کر اسے اصتبل سے باہر کھینچنے لگی۔

Lets go dazzle....time of some action...

وہ کمال مہارت سے اسے اصتبل سے باہر لے گئی تو بہروز بھی دوسرے گھوڑے کی جانب
بڑھا۔ عنزہ نے رکاب پہ پاؤں رکھا اور ڈیزل
پہ سوار ہو کر اپنا وجود اکڑاتی بہروز کو دیکھنے لگی۔ جبکہ وہ بنا ہاتھ کے استعمال کے گھوڑے پہ سوار
ہوا تو عنزہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"ہم گیٹ سے باہر نہیں جا سکتے۔۔۔ میرے ساتھ آؤ۔۔۔" بہروز کی حاکمانہ آواز نے
اسے حیرت
سے باہر نکاال تھا۔۔۔ وہ صرف دیکھنے میں ہی نہیں بلکہ ہر طرح ایک طاقتور مرد تھا۔ وہ ڈیزل
کی لگان تھامے اسے اپنے پیچھے کھینچ رہا تھا جبکہ عنزہ کی آنکھیں اس سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے
رہی تھی۔ اب جب وہ اس کی پر اسرار نظروں کا
مرکز نہیں تھی تو وہ اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔

وہ جتنا اسے دیکھتی اس کی دھڑکن اتنی ہی تیز ہوتی جاتی۔۔۔ بہروز درختوں کے درمیان رکا تو
عنزہ
اطراف میں دیکھنے لگی۔

"کیا تم اس باڑ کو پھالنگ سکتی ہو۔۔۔"وہ سامنے لگی رکاوٹ کی جانب اشارہ کرتا کہنے لگا۔

"باآسانی۔۔۔"یہ کہتے ہی عنزہ نے اپنا گھوڑا دوڑایا تھا اور وہ باڑ کی جانب دوڑنے لگا۔

ایک چھالنگ کے ساتھ ہی ڈیزل اور عنزہ نے اس رکاوٹ کو پار کیا تھا۔۔۔اپنے چہرے پہ ہوا محسوس کرتی ہوئی وہ ہنس دی۔

بہروز اس کے عقب سے آتا اسے ہنستا دیکھ مسکرا دیا اور عنزہ سے آگے نکل گیا۔جوابا عنزہ نے بھی اپنی ایڑی کی مدد سے رفتار تیز کی۔۔۔دونوں گھوڑے آگے پیچھے انجان راستوں پہ دوڑ رہے تھے۔
چاند کبھی بادلوں میں چھپتا تو کبھی پورے جوبن سے چمکنے لگتا۔

وہ ایک ڈھلان کے قریب رکا تو عنزہ بھی کچھ فاصلہ پہ رک گئی۔ابھی اس نے دوسری رکاب پہ پاؤں پی رکھا تھا جب بہروز اس کے سامنے تھا۔

وہ ایک دم چونکی اور پھر خود پہ پہ ہنس دی۔

اس کا ہاتھ نرمی سے تھام کر وہ اسے ڈھالن کے قریب ایک پتھر تک لے آیا۔ عنزہ پلکیں جھکائے اسے نظریں بچا کر دیکھنے لگی۔

اندھیرے میں وہ کچھ ٹھیک سے دیکھ نہیں پا رہی تھی لیکن جب بادل ہٹنے لگے تو چاند کی روشنی نے سامنے حسین منظر کو روشن کر دیا۔
وہ لب وا کئے سانس روکے اس حسین منظر کو یک ٹک دیکھنے لگی۔

بہروز عنزہ کے برابر میں بیٹھا تو وہ اس وجاہت کے شاہکار کو دیکھنے لگی۔ جس نے پہلے لمحے سے ہی اسے اپنے سحر میں جکڑ لیا تھا۔

"عنزہ۔۔۔ لگتا ہے آپ یہاں پہلی بار آئی ہیں۔۔۔"
وہ اپنی گہری نظروں سے اسے دیکھتا کہنے لگا۔

"جج۔۔۔ جی میں پہلی بار آئی ہوں اور آپ۔۔۔؟"
وہ خود کو اس کے سحر سے نکالتی پوچھنے لگی۔
بہروز پر اسرار انداز میں مسکرایا اور اپنا ہاتھ اس کے چہرے کی جانب بڑھایا۔

New Era Magazine

عنزہ نے اس کا لمس اپنے ہونٹوں پہ محسوس کیا تو وہ کانپ کر رہ گئی۔

"بہت بار۔۔۔۔اب تو یاد بھی نہیں کتنی بار۔۔۔۔"

وہ کھوئے ہوئے انداز میں کہنے لگا تو عنزہ کی سانسیں بھی تیز ہونے لگیں۔بہروز نے ان دونوں کے درمیان فاصلہ کو کم کیا تھا۔ہوا کے دوش پہ اس کے بال اٹھکلیاں کرتے ہوئے چہرے پہ پھیلے تو بہروز نے نرمی سے انہیں اپنی انگلیوں سے

ہٹادیا۔اور اس کی رخسار کو اپنے ہاتھ کے

پیالے میں تھام لیا۔

Boyle Bir Guzellik

وہ دھیمی لیکن جذبات سے چور لہجے میں بولا تو عنزہ کو سانس ٹوٹ ٹوٹ کر آنے لگا۔

وہ پلکیں گراتی کبھی اس کے نرم لبوں کو دیکھتی تو کبھی اس کی تپش دیتی آنکھوں کو۔

ان آنکھوں کی حدت سے وہ ایک بار پھر لرز اٹھی تو بہروز اس کی حالت پہ رحم کھاتا اس سے دور ہوا۔

Guzellik...

"اسکا۔۔۔اسکا کیا مطلب ہے جو آپ نے کہا۔۔۔؟"

وہ گہرے گہرے سانس لیتی پوچھنے لگی۔۔۔خون کی گردش بہت تیز ہو چکی تھی۔

بہروز کی نظر اس کی گردن پہ ٹھہری۔

Such a Beauty.

وہ اپنے اسی مخصوص انداز میں بولا۔۔۔تو عنزہ کا دل دھڑک اٹھا۔اچانک بادل بہت زور سے گرجا اور بجلی پھر سے کڑکنے لگی۔

"بارش ہونے والی ہے۔۔۔ہمیں جانا چاہئیے۔۔۔۔"

وہ خود سے اس کی نظریں ہٹانے کے لئے موضوع بدلنے لگی۔۔۔عنزہ کو لگ رہا تھا کہ اس کی نظریں اسے یہیں جھلسا دیں گی۔

New Era Magazine

"ضرور۔۔۔میری رہائش گاہ یہاں قریب ہی ہے۔۔اتنی جلدی ہم واپس نہیں جا پائیں گے۔۔۔" وہ اپنا فیصلہ سناتا اسے ڈیزل کی لگام

تھمانے لگا۔۔۔گھوڑے بھی اب اس قدر آواز سے بے سکون ہونے لگے تھے۔وہ کچھ کہ پاتی اس سے پہلے بہروز اپنے گھوڑے پہ شاہی انداز میں سوار ہوا اور ڈیزل بھی اس کی تقلید میں چلنے لگا۔

کچھ ہی لمحات گزرے تھے کہ ان پہ زور و شور سے بارش برسنے لگی۔دونوں مکمل طور پہ بھیگ چکے تھے۔۔۔وہ اپنی رفتار بڑھا چکے تھے۔خنک ہوا اس کے چہرے سے ٹکراتی اور رنگت کو سرخ کرتی جاتی۔

مسلسل بارشوں کی وجہ سے پہلے ہی مٹی نرم تھی ڈیزل کا پاؤں مٹی میں پھنسا اور وہ گرنے لگی لیکن اس سے قبل اس نے اپنی کمر کے گرد ایک مضبوط پکڑ محسوس کی تھی۔

بہروز نے اسے باآسانی اپنے گھوڑے پہ بٹھایا تو وہ بارش میں اس کے بھگتے وجود کو دیکھنے لگی۔ ڈیزل اب خود کو آزاد کر چکا تھا لیکن کسی صورت عنزہ کا بوجھ برداشت نا کر پاتا۔

وہ اس کی لگام کو اپنے گھوڑے سے باندھ کر اب آہستہ رفتار سے چلنے لگا۔

بہروز کا چوڑا سینہ اب بارش کو اسے تک پہنچنے سے روک رہا تھا لیکن فضا میں موجود خنکی سے
بچنے کے چہرہ اس کے سینے کے مزید قریب
ہوا۔۔۔اس کی قربت سے خوفزدہ وہ اپنی نظریں بھی نابلند کر سکیں۔

کچھ لمحات بعد گھوڑار کا تو اسے اپنے اطراف کا احساس ہوا۔۔۔وہ اب ایک عمارت کے سامنے
موجود تھے۔وہ اس کے گرد بازو حمائل کرتا گھوڑے سے اترا اور عنزہ کو کسی گڑیا کی طرح زمین
پہ کھڑا کیا۔وہ شرٹ اور پینٹ میں ملبوس
تھی۔۔۔لباس گیال ہونے کے سبب اسکے خدوخال واضح کر رہا تھا۔عنزہ سینے پہ بازو باندھے
کھڑی تھی۔

وہ اس کی بازو تھامتا ہوا اس عمارت کے اندر لیجانے لگا۔۔۔اس وقت وہ خود بھی اس بارش
سے دور ہونا چاہتی تھی

اس لئے وہاں موجود سناٹے پہ غور نہیں کیا۔جیسے ہی وہ دونوں اندر داخل ہوے روشنی اس کی
آنکھوں سے ٹکرائی تھی اور وہ آنکھیں بھینچنے پہ مجبور ہو گئ۔

New Era Magazine

جبکہ انہیں وا کیا تو وہی سیاہ فام شخص بہروز کا کا اوور کوٹ اتار رہا تھا۔

بنا کچھ کہے وہ اگلے ہی لمحے وہاں سے چلا گیا۔۔۔ وہ اس شخص کی پشت کو گھور رہی تھی جب بہروز نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

" چلیں۔۔۔ کہیں تمہیں سردی نا لگ جائے۔۔۔" وہ اسے پھر سے اسی طرح تھامے ایک کمرے کی جانب بڑھنے لگا۔

عنزہ نے تب سے پہلی بار اطراف کا جائزہ لیا۔۔۔ وہ جگہ باہر سے جتنی ویران محسوس ہوتی اندر سے اسے اتنی ہی زیادہ خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ دیواروں پہ مختلف پینٹنگز سجی تھیں اور مختلف مجسمہ اس کے ذوق کی
تائید کرتے دکھائی دیتے۔ وہ ابھی ان مجسموں کو ہی دیکھ رہی تھی جب بہروز کمرے میں داخل ہوا۔

اس جانب باتھروم ہے۔۔۔ تمہیں ضرورت کا سامان مل جائے گا۔۔۔ وہ اس سے ان مجسموں کے بارے میں پوچھنا چاہتی تھی لیکن پھر اپنی حالت کا احساس ہوا تو سر اثبات میں ہلاتی اس کی نشان شدہ جگہ کی جانب بڑھ گئی۔

باتھرو۔دیکھ کراس کی آنکھیں پھیلی تھیں۔۔۔یہ جگہ تواس کے باپ کے گھر سے بھی عالیشان تھی۔وہ دراز قامت آئینہ کو اپنی انگلیوں سے چھونے لگی۔۔۔۔پھر شیشہ کا دروازہ کھولا اور شاور کے نیچے آ کھڑی ہوئی۔اپنا لباس وہیں زمین پر پھینک کر فریش ہوئی اور باتھروم روب اوڑھ کر پھر سے آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی
جو کہ اب دھندھلا چکا تھا۔اپنے بال تولیہ سے صاف کر کے وہ آئینے کو روب کی بازو سے صاف کرنے لگی۔

اچانک اسے آئینہ میں اپنے عقب میں بہروز کا عکس دکھائی دیا تھا۔وہ دبی آواز میں چیختی ہوئی ہوئی پلٹی لیکن وہاں کوئی نا تھا۔وہ دوبارہ آئینہ میں دیکھتی اسے اچھے سے رگڑنے لگی لیکن وہاں بھی کچھ دکھائی نا دیا۔۔۔۔

شاید یہ اس کا وہم تھا۔۔۔۔وہ اپنی پیشانی
کو رگڑتی ہوئی آئینہ میں اپنا عکس دیکھنے لگی۔
بارش کی وجہ سے اس کا رنگ سفید سرخی مائل ہو چکا تھا۔ناک کان اور ہونٹ تو خاص طور پہ سرخ دکھائے دے رہے تھے۔۔۔۔اسے اپنے نقوش میں شہد رنگ کی آنکھیں بہت پسند تھی۔۔۔وہ اسے سب سے منفرد بناتی تھی خاص طور پہ ان میں ہر وقت پائی جانے والی

چمک۔۔۔اپنے بال سلجھانے کے لئے وہ برش دیکھنے لگی لیکن وہاں ایسی کوئی چیز دستیاب نہیں تھی۔

اپنے گیلے کپڑوں کو دیکھا جو ابھی بھی زمین پہ ڈھیر تھے۔۔۔اسے بہروز سے اس بارے میں بات کرنی ہو گی۔۔۔اس جگہ کو مین ٹین کرنے کے لئے کوئی تو ملازمہ ہو گی۔۔۔اگر نہیں تو وہ اسے لانڈری کا رستہ تو بتا ہی سکتا تھا۔
یہی سوچتے ہوئے وہ ٹائلز لگے فرش پہ ننگے پاؤں چلتی واپس کمرے میں داخل ہوئی جہاں اب کوئی نا تھا۔

البتہ بیڈ پہ اس کی ضرورت کا سامان موجود تھا۔۔۔اس شخص نے یقیناً اس پہ بہت غور کیا تھا کیونکہ وہاں ہر چیز موجود تھی۔۔۔کچھ چیزیں دیکھ کر تو اس کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔کمرے کا دروازہ بند تھا البتہ لائٹ بلب وہاں دھیمی روشنی بکھیر رہا تھا۔۔۔باتھروم سے آتی روشنی اسے مزید روشن کر رہی تھی۔

کیا وہ شادی شدہ تھا۔۔۔یا اس کے ساتھ کوئی اور رہتا تھا۔۔۔کیونکہ اتنی جلدی وہ ان کپڑوں کا انتظام تو نہیں کر سکتا تھا۔یہی سوچتے ہوئے وہ اس لباس کو اوڑھنے لگی جو یوں محسوس ہوتا کہ

خاص اسی کے لئے خریدا گیا ہو۔

خوبصورت کالے رنگ کی شرٹ وائٹ جینز کے ساتھ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔شرٹ کے بازو اس کے برہنہ کندھوں کے نیچے سے شروع ہوتے اور کالئیوں پہ جا کر ختم ہوتے۔وہ شرٹ میں سے بال نکالتی ہوئی پلٹی جب دروازے پہ بہروز کو پا کر اچھل پڑی۔

اس کی خوبصورت آنکھیں مکمل طور پہ پھیل چکی تھیں۔۔۔وہ کب سے یہاں موجود تھا۔۔۔اور کیا وہ اسے دیکھ رہا تھا۔اسے نے اپنی شرٹ کو زور سے تھاما تھا۔

"میں تمہارے لئے کافی لینے گیا تھا۔۔۔عادت نہیں ہے اس لئے ڈور ناک کرنا بھول گیا۔۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔لیکن اس کے انداز سے تو یہی لگتا تھا کہ وہ ابھی ابھی وہاں آیا ہے۔

"تھ۔۔۔تھینکس۔۔۔۔" وہ تو ویسے بھی اس کے سامنے بول نا پاتی تھی اور اب تو مکمل طور پہ گنگ ہو گئی۔کچھ دیر وہاں پہ سناٹا چھایا رہا تو عنزہ اس خاموشی کو توڑنے کے لئے گویا ہوئی۔

"ک۔۔۔کیا یہ کپڑے کسی کے ہیں۔۔۔انہیں

دیکھ کر لگتا ہے جیسے میرے ہی ہوں۔۔۔"وہ کنفیوزن اور خجالت دور کرنے کے لئے ہلکا سا
ہنستی ہوئی استفسار کرنے لگی تو بہروز اس کی جانب بڑھا تھا۔اسے کسی ارادے کے ساتھ اپنی
جانب بڑھتے دیکھ عنزہ کی ٹانگیں لڑکھڑائی
تھیں۔

"نہیں۔۔۔یہ تمہارے لئے ہیں۔۔۔صرف تمہارے۔۔"
وہ اس کے آوارہ بالوں کو اپنی مٹھی میں جکڑتے ہوئے بوال اور عنزہ بری طرح لرزا ٹھی۔

یہ کیا ہو رہا تھا۔۔۔وہ اس کے ساتھ مکمل طور پہ تنہا تھی۔۔۔ایک انجان شخص کے
ساتھ۔۔۔کیا اسے انٹ نے سب سے پہلے یہی نہیں سکھایا تھا کہ کبھی کسی انجان کے ساتھ
اکیلے مت
جانا۔۔۔۔اور دیکھو وہ اس وقت کہاں تھی۔
اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔بہروز اس کی گردن پہ جھکا اور گہرہ سانس لینے
لگا۔۔۔جیسے کہ وہ اس کی خوشبو کو خود میں اتار رہا ہو۔اس کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے تھے۔

"امم۔۔۔میرے خیال سے مجھے اب چلنا چاہئیے۔

اگر پاپا کو پتا چال کہ میں گھر نہیں ہوں تو بہت غصہ ہوں گے۔۔۔۔۔"وہ گھڑی کی جانب دیکھتی مخاطب ہوئی جو رات کے دو بجا رہی تھی۔۔۔۔

بہروز جو اس کے آوارہ بال تھامے کھڑا تھا عنزہ کی گھبراہٹ پہ مسکرا دیا۔

"ہاں۔۔۔تمہیں اب جانا چاہیئے۔۔۔"وہ اپنے لرزتے وجود پہ قابو پاتی دروازہ کی جانب بڑھی جب ہوا کی تیزی سے کوئی وجود اس کے سامنے حائل ہوا تھا۔اگلے لمحے اس نے خود کو بہروز کے

بستر پہ پایا۔۔۔اس کا تنفس بگڑنے لگا اور وہ آنکھیں پھیلائے اندھیرے میں کھڑے اس وجود کو دیکھنے لگی جو اس کے پیروں کی جانب کھڑا تھا۔

"ب۔۔۔بہروز۔۔۔"عنزہ خوف کے زیر اثر محض

سرگوشی کر پائی۔جبکہ بہروز گھٹنوں کو بیڈ پہ ٹکاتا ہوا اس کی جانب جھکا تھا۔عنزہ چیختی ہوئی بیڈ کراؤن کی جانب لپکی جب بہروز نے اس کی ٹانگ پکڑ کر ایسا کرنے سے روک دیا۔

"ابھی نہیں۔۔۔"خوفناک آواز میں کہتے ہوئے اس نے عنزہ کو ایک جھٹکے سے اپنی جانب کھینچا۔۔۔وہ ناسمجھی میں اس کی جانب پلٹی تھی جب بہروز نے اپنے لمبے نوکیلے دانت اس کی پنڈلی میں گاڑھ دیئے جو اس کی جینز کو پھاڑتے ہوئے جسم میں دھنستے چلے گئے۔

عنزہ کے حلق سے ایک دل خراش چیخ برآمد ہوئی تھی۔

وہ پھٹی ہوئی آنکھوں سے چھت کو گھورنے لگی کچھ سمجھ پاتی اس سے پہلے اس کی نظریں دھندھالنے لگی۔تکلیف پہلے ایک سر سرایت میں بدلی اور پھر وہ سر مست سی بیڈ پہ گری۔ تیز سانس لینے سے اس کا سینہ بار بار پھول رہا تھا۔وہ اپنے چہرے کا رخ بدلتی مدہوش سی ہونے لگی۔وہ جیسے اس سر مستی میں پاگل ہونے لگی ہو۔۔۔عنزہ اپنی ایڑھی بستر پہ رگڑنے لگی جبکہ حلق سے آواز نکلنے لگی جس سے صاف ظاہر ہوتا کہ وہ اس عمل سے بے حد لطف اندوز ہو رہی ہے۔

بہروز اپنی چمکدار سرخ آنکھوں سے دیکھتا اس سے تھوڑا سا دور ہوا۔اس کے دانتوں اور لب پہ عنزہ کا سرخ خون چمک رہا تھا۔وہ اپنا انگوٹھا اپنے دانتوں کے قریب لایا اور پھر اپنے نوکیلے دانت سے اسے کاٹ دیا۔انگوٹھے سے خون رسنے لگا تو وہ اسے عنزہ کی پنڈلی پہ ملتا اب ہتھیلی اور گھٹنوں کے ذریعے کسی شیر کی
سفاکی لیئے اس کی جانب بڑھنے لگا۔

عنزہ کی سانسیں وہ اپنے چہرے پہ محسوس کر سکتا تھا۔وہ اسی نیم مدہوشی میں بہروز کے قریب ہونے لگی لیکن پھر بیڈ پہ گر گئی۔بہروز اپنے انگوٹھے سے اس کا رخسار چھونے لگا اور پھر اس کے لبوں کو چھوتا ہوا اس کی ٹھوڑی اور

گردن کے خم کو چھونے لگا۔ عنزہ کا وجود بری طرح لرزنے لگا اور اب مکمل طور پہ مدہوشی چھانے لگی۔

"Benim kadinlar"

(My woman)

وہ جب جاگی تو بیڈ پہ منہ کے بل لیٹی ہوئی تھی۔ شاید اسے زندگی میں کبھی ہی ایسی گہری نیند آئی تھی۔ اس نے وقت دیکھا تو گھڑی دس بجا رہی تھی۔

اتنا دیر سے تو وہ کبھی نہیں جاگی تھی۔۔۔ شاید آسائشوں کی عادت ہونے لگی ہے۔۔۔ وہ سوچتے ہوئے خود پہ ہی مسکرا دی۔ جمائی آنے لگی تو ہاتھ رکھ کر اسے روکتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔ بیٹھتے ہی اس کا سر بری طرح چکرایا تھا۔ وہ آنکھیں بھینچ کر ان کھولنے لگی۔ عنزہ کو اپنی پنڈلی میں سنسناہٹ سی محسوس ہوئی جسے وہ اپنی ہتھیلی سے ملتی ہوئی بستر سے اٹھنے لگی۔

آئینہ میں اپنا عکس دیکھا تو اسے آنکھوں تلے ہلکے نیلے داغ دکھائی دیئے جیسے وہ کب سے سو نہیں پائی ہو۔ اس کی پیشانی پہ بل نمودار ہوئے تھے۔۔۔۔ رنگ بھی پہلے سے زرد معلوم ہوتا تھا۔ اپنے سکائی بلیو کلر کے پاجامے کے ساتھ اس نے ویسی ہی ڈھیلی ڈھالی شرٹ پہن رکھی تھی جو کہ اس کا خوابگاہ کا لباس تھا۔

شاید ماحول اور جگہ کی تبدیلی اس پہ اثر دکھا رہی تھی۔وہ لاپرواہی سے اگلی جمائی روکتی ہوئی باتھروم میں گھس کر فریش ہونے لگی۔
پانی اس کے چہرے پہ گرتا تو اسے اچانک کل شب کی ملاقات یاد آگئی۔

"بہروز۔۔۔۔" وہ زیر لب بڑبڑائی اور پھر روب پہن
کر واڈروب میں گھس گئی۔اس کا خیال عنزہ کے چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ پھیلا گیا۔۔۔کیسے وہ اس کی جانب کھنچی جاتی تھی۔۔۔اور شاید وہ بھی۔۔۔ تبھی تو وہ سب کو نظر انداز کرتا اسکی مدد کو آیا تھا۔۔۔اور پھر صلیحہ کا حسد بھرا چہرہ بھی اسے اچھے سے یاد تھا۔ پھر شاید وہ کبیر صاحب سے اجازت لے کر کمرے میں آئی تھی۔۔۔اسے کچھ ٹھیک سے یاد نہیں تھا۔

عنزہ نے دماغ پہ مزید زور دیتے ہوئے یاد کرنے کی کوشش کی لیکن کچھ بھی اس کی ذہن میں نہیں آیا۔ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ بھول گئی۔۔۔اس نے کمرے میں آکر پھر سے اس جہازی سائز بستر کو دیکھا۔شائد وہ آتے ہی سو گئی تھی۔۔۔ تبھی تو کچھ یاد نہیں تھا۔۔۔یقیناً ایسا ہی تھا۔۔۔اس کے پیٹ نے بھوک سے آوازیں کرنا شروع کیں تو وہ دھندھالئی آنکھوں کو ایک بار پھر سے کھولتی اور بند کرتی سیڑھیاں اترنے لگی۔

New Era Magazine

"ارے دیکھو تو ابھی دو دن نہیں گزرے کتنا اجڑ کر کہ رہی تھی کہ میں تو صبح سویرے اٹھ جاتی ہوں۔۔۔اور آج محترمہ ابھی تک نہیں جاگی۔۔۔پھر کل رات ایسا لباس زیب تن کر کے کھڑی تھی کہ خدا کی پناہ۔۔۔"بشریٰ بیگم ہاتھ میں اخبار تھامے بلند آواز میں بول رہی تھیں۔

"بی بی جی یہ ناشتہ ان کے کمرے میں دے آؤں۔۔۔"ملازمہ برتن اٹھاتے ہوئے استفسار کرنے لگی۔

"کوئی ضرورت نہیں تمہیں اس مہارانی کی خدمت کرنے کی خود ہی جب جاگے گی تو لے گی کچھ۔۔۔تم جا کر اپنا کام کرو سمجھی۔۔۔"

وہ ملازمہ پہ برہم ہوتی پھر سے اخبار کا مطالعہ کرنے لگی۔عنزہ آخری سیڑھی پہ کھڑی یہ سب سن رہی تھی۔ملازمہ نے پلٹتے ہوئے اسے دیکھا تو وہ ٹیبل کی جانب بڑھی اور گلاس میں اورنج جوس انڈیلنے لگی۔

اسے دیکھ کر بشریٰ بیگم کے نقوش بدلے تھے۔

"دیکھو تو کیسے بے غیرتی سے آ بیٹھی ہے۔۔۔کل جو کچھ کیا وہ کم تھا بھلا۔۔۔"وہ تیکھی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولیں۔۔جبکہ عنزہ انہیں مکمل طور پہ نظرانداز کرتی ناشتے پر ٹوٹ

پڑی۔اسے یوں محسوس ہورہا تھا جیسے نجانے کب سے بھوکی ہے۔۔۔پانچ سے چھ ٹوسٹ۔۔۔تین جوس کے گلاس۔۔۔دو آملیٹ اور فروٹ کھانے کے بعد اب وہ کچھ بہتر محسوس کررہی تھی۔

"مارننگ موم۔۔"صلیحہ اپنی ماں کی رخسار کا بوسہ لیتی ہوئی مخالف سمت کی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی دونوں نے عنزہ کو ناگوار نظروں سے دیکھا تھا۔فرق بس یہ تھا کہ بشری بیگم کا ظاہر اور باطن ایک سا تھا جبکہ صلیحہ اپنا مکر مسکراہٹ کے پیچھے چھپا لیتی۔

"اچھی لگ رہی ہو۔۔۔"وہ استہزائیہ مسکراتی ہوئی عنزہ کو دیکھ کر بولی۔

"لگتا ہے کہ اس وقت تمہارا سائیکو موڈ
اون ہے۔۔۔"عنزہ معصومانہ طریقے سے آنکھیں
پھیلائے ہوئے سر کے گرد انگلی گھماتی ہوئی بولی۔صلیحہ کی آنکھیں ایک دم پھیلی تھی۔جبکہ بشری بیگم نے ایک تنفر بھری نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔اور دو گھنٹے بعد میں کافی پیوں گی۔۔۔۔وہ ان دونوں کو دانت دکھاتے ہوئے
وہاں سے باہر چل دی۔رخ اصطبل کی
جانب تھا۔وہاں اسے آج تین سے چار لوگ دکھائی دیئے۔۔۔پیشانی پہ بل سجائے وہ اپنے

قدم تیزی سے اٹھانے لگی۔اسے جتنی ٹوٹی پھوٹی اردو آتی تھی اس میں ان کی پریشانی کی وجہ پوچھنے لگی۔

"بی بی جی گزشتہ شب دو گھوڑے کسی
طرح یہاں سے آزاد ہو کر باڑ پھلانگ گئے۔"

"ابھی تک انہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔نسلی گھوڑے ہیں اگر کچھ ہوا تو صاحب بہت غصہ ہو گے۔۔۔"

وہ پریشانی سے کہتا ہوا دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔جبکہ عنزہ اس سمت چلنے لگی جس طرف ملازم نے اشارہ کیا تھا۔وہ کافی دیر اسی جانب چلتی رہی اور آخر علاقے کی حدود تک پہنچ گئی۔

بارش کی وجہ سے کسی بھی قسم کے نشانات بھی باقی نا تھے۔وہ درختوں کو دیکھتی ہوئی ادھر ادھر گھومتی رہی اور پھر واپس چل دی۔

وہ اب اس وقت ڈنر کر رہے تھے جب کبیر صاحب اسے دیکھتے ہوئے مسکرانے لگے۔

"تمہیں دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے سارا دن بھوکی رہی ہو۔۔۔" وہ اسے انہماک سے کھانا کھاتے دیکھ کر بولے۔

"معلوم نہیں۔۔۔کافی بھوک لگ رہی ہے۔۔۔شاید یہاں کے ماحول کا اثر ہے۔۔۔" وہ کندھے اچکا کر بولی تو کبیر صاحب ہنس دیئے۔۔۔

"پاپا آج آپ بہت خوش دکھائی دے رہے ہیں۔۔۔"
صلیحہ کو عنزہ پہ ان کی توجہ کسی صورت نہیں بھائی تھی۔

"تم لوگوں کو یاد ہے نا بہروز عزیز بک۔۔۔"

"جی۔۔جی۔۔۔وہ بھی کوئی بھولنے والا شخص ہے۔۔۔" بشریٰ بیگم مسکراتے ہوئے بولیں۔
صلیحہ بھی مکمل طور پہ متوجہ ہوئی تھی۔وہیں عنزہ کے بھی کان بہروز کے نام پہ کھڑے ہوئے تھے۔

"انہوں نے میرے ساتھ کاروبار کرنے کی حامی بھر لی ہے۔۔۔بہت ہی قابل شخص ہے۔۔۔انٹرنیشنل مارکیٹ میں ان کا ساتھ بہت اہم کردار ادا کرے گا۔"

"یہ تو واقعی بہت خوشی کی بات ہے پاپا۔۔۔"صلیحہ کا چہرہ تو کسی پانچ واٹ کے بلب کی طرح روشن ہو چکا تھا جبکہ بشریٰ بیگم کا چہرہ بھی تبسم سے کھل اٹھا۔

"صرف یہی نہیں بلکہ پرسوں انہوں نے ہمیں اپنی رہائش گاہ انوائٹ بھی کیا ہے۔۔۔"

"کیا واقعی۔۔۔؟"

"اوہ مائی گاڈ۔۔۔آئی کانٹ بلیواٹ۔۔۔ہم اور
بہروز عزیز بک کے مہمان۔۔۔"صلیحہ سے تو اپنی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔

"لیکن آپ تو کہہ رہے تھے کہ وہ یہاں ایک یا دو دن سے زیادہ نہیں رہتے۔"

"ارے ہمیں اس سب سے کیا۔"

"اچھا ہی ہے ناموم۔۔۔وہ ہمیں اپنے گھر بولا رہے ہیں۔۔۔ہم جتنا اچھے سے انہیں جانیں گے ڈیڈ کے لئے ہی فائدہ مند ہو گا۔۔۔"صلیحہ اپنی ماں کا ہاتھ دباتی ہوئی بولی جس پہ وہ مسکرا دی۔

New Era Magazine

"عنزہ آپ بتاؤ۔۔۔آپ کا کیا پلین ہے۔۔۔؟"وہ نوالہ نگلتے ہوئے عام انداز میں پوچھنے لگے۔

آگے کیا کرنے والی ہے اس بارے میں تو اس نے خود نہیں سوچا تھا۔"وہ یہاں مستقل رہے گی بھی یا نہیں دو روز قبل تو وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی۔

"میں نے ابھی سوچا نہیں۔۔۔"اس کے جواب پہ بشریٰ بیگم نے اپنا منہ بسورا تھا۔

"اس نے انوائرمنٹل سائنس میں ڈگری حاصل کر رکھی تھی۔میرا ایک دوست ہے۔۔۔یہاں انوئرمنٹل
سائنس کا کوئی خاص سکوپ تو نہیں لیکن میرے خیال سے اگر تم چاہو تو میں ان سے بات کر سکتا ہوں۔"عنزہ خوشی سے باچھیں پھیلائے انہیں
دیکھنے لگی۔۔۔شہد سی آنکھیں بھی چمک اٹھی تھیں۔

"کیا واقعی۔۔۔اگر ایسا ہوا تو مجھے بہت خوشی ہو گی۔"

"چلو پھر ڈن رہا۔۔۔ میں کل ہی ان سے بات کروں گا۔۔۔" وہ بھی مسکراتے ہوئے بولے جس پہ
عنزہ کی مسکراہٹ مزید گہرہ ہوئی اور پھر اپنے خیالات میں محو ڈنر کرنے لگی۔

وہ آسمان پہ چمکتے ستارے دیکھنے میں اس قدر مگن تھا۔۔۔ جیسے اس سے زیادہ دلچسپ کام اس دنیا میں ہو ہی نا۔

"یہ ستارے بھی کتنے راز خود میں سمیٹ رکھتے ہیں۔۔۔ اور یہ مٹی نجانے کیا کچھ دفن ہے اس میں۔۔۔۔" وہ اپنی بھاری آواز میں بوال۔

"میرے آقا۔۔۔۔ کیا کوئی بات ہے جس پہ آپ پریشان ہیں۔۔۔"

"تم اب ایک آزاد شخص ہو۔۔۔۔ میں تمہارا مالک نہیں۔"

"میں ہمیشہ ہی آپ کا غلام رہوں گا۔" بہروز خاموشی اختیار کرتا پھر سے ستاروں کو دیکھنے لگا۔

"آج آسمان کتنا صاف ہے۔۔۔"اس کی بات پہ اس سیاہ فام شخص نے بھی سر بلند کیا تھا۔کالی رات میں ستاروں سے جگمگاتا ہوا آسمان بے حد حسین لگ رہا تھا۔اچانک ان کے عقب سے کسی کے چلانے کی آواز سنائی دی۔

"چھوڑ دو مجھے۔۔۔ک۔۔کیا چاہئیے مجھ سے۔۔۔۔پلیز جانے دو مجھے۔۔۔۔"بھروزا اس آواز کو سنتا ہوا استہزائیہ مسکرا دیا اپنی زبان لب پہ پھیرتے ہوئے اسے تر کیا تھا۔

اور پھر پلٹتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔۔کچھ دیر بعد ایک دلخراش چیخ کے بعد وہاں مکمل خاموشی چھا گئی۔

اس کا سانس بری طرح پھول رہا تھا۔وہ اس کی سانسیں اپنے چہرے پر اپنی گردن پر محسوس کر سکتی تھی۔عنزہ نے بے خودی میں اپنا ہاتھ بڑھا
کر اسے چھو لیا۔وہ اس کے ہاتھ کہ جانب چہرہ گھماتا اس کی کلائی کو چومنے لگا۔پھر اس کی ہتھیلی۔۔۔۔گہری کالی آنکھیں ایک بار پھر اس پہ مرکوز تھیں۔

"ششششش۔۔۔۔وہ اس کے لبوں کو نرمی سے چھوتا ہوا بولا اور پھر اس پہ مزید جھکنے لگا عنزہ کی پیشانی اس خنکی میں بھی پسینے سے تر تھی۔۔۔اس کے حلق سے آواز برآمد ہونے لگی۔

سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔کالی آنکھیں ایک دم سرخ آنکھوں میں بدلی تھیں اور جیسے وہ اس پہ
حملہ آور ہوا۔

عنزہ چیختے ہوئے بیڈ پر بیٹھی۔۔۔سائیڈ ٹیبل چلایا لیکن وہاں پہ وہ اکیلی تھی۔وہ ہاتھ کی پشت
سے اپنے چہرے پی موجود پسینہ صاف کرنے لگی۔سانس بھی اب آہستہ آہستہ معمول پہ آنے
لگی۔ تیزی سے ہلتے ہوئے پردے نے عنزہ
کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔وہ کھڑی ہوتی ہوئی ٹیریس کی جانب بڑھنے لگی جس کا دروازہ اس
نے کھولا چھوڑ رکھا تھا۔تازہ ہوا میں گہرے سانس لیتی وہ اپنے خواب کے بارے میں سوچنے
لگی۔کون تھا وہ شخص۔۔۔وہ ذہن پہ زور دیتی لیکن اس کا چہرہ دکھائی نا دیتا۔سر میں اچانک
درد ہونے لگا تو اس نے یہ سلسلہ منقطع کیا۔

رات کے مختلف جانوروں کی آوازیں یہاں تک سنائی دیتیں۔

وہ ابھی تک سمجھ نہیں پائی تھی کہ کبیر صاحب نے شہر کی جگہ ایسے جگہ رہائش اختیار کیوں کی جو
شہر سے اتنی مسافت پہ ہو۔وہ روز ڈیڑھ گھنٹے کا سفر طے کر کے آفس جاتے تھے اور اسی طرح
رات میں واپس آتے۔عنزہ پلٹنے لگی جب کسی کی نظریں خود پر محسوس کیں۔اندھیرے میں
نجانے کسے تلاش کرنے
لگی جب یہ کیفیت بڑھنے لگی۔جانوروں اور الو کی آواز بھی ایک دم تھم سی گئی تھی۔۔۔جیسے وہ
کوئی خطرہ بھانپ کر وہاں سے فرار ہو چکے ہوں۔

وہ اپنی نظریں تیزی سے ادھر ادھر گھماتی پیچھے کی جانب چلنے لگی۔چلتے چلتے جب وہ کمرے کے اندر داخل ہو چکی تو اس نے تیزی سے

دروازہ بند کیا تھا اور پھر اسے لاک کرنے لگی۔

پردہ ہٹا کر کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھنے لگی لیکن جب وہی اندھیرہ اور ہوا کی تیزی سے ملتے ہوئے درخت دکھائی دیئے تو کچھ دیر بعد آ کر بیڈ پہ گر گئی۔

اگلے چند لمحات میں وہ پھر سے گہری نیند کے مزے لے رہی تھی۔

جیسے ہی ان کی کار بہروز عزیز بک کی رہائش گاہ کے سامنے رکی وہ سب حیرانگی سے اس جگہ کو دیکھنے لگے۔اس قدر بااثر شخص کی رہائش گاہ کچھ ایسی ہو گی یہ تو کوئی نہیں سوچ سکتا تھا۔

وہ عمارت کسی اجاڑ حویلی کی تصویر پیش کرتی تھی۔۔۔درختوں کے پتے ہوا کی دھن پہ ادھر سے ادھر ناچتے پھرتے۔

"آپ سب کو خوش آمدید۔۔۔میرے ساتھ چلیئے وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔" وہی سیاہ فام شخص اس کبیر صاحب سے مخاطب ہوا اور پھر داخلی دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

دروازے کے سامنے کچھ فاصلے پہ ایک خوبصورت فوراہ تھا جو نجانے کب سے بند پڑا تھا۔ادر
گرد کائی جمی
ہوئی تھی۔

عنزہ اس جگہ کو دلچسپی سے دیکھتی ہوئی ان سب کی تقلید میں آگے بڑھنے لگی۔اندرونی منظر
بیرونی منظر سے ایک دم مختلف تھا۔۔۔روشنی سے ہر جگہ جگمگا رہی تھی۔مہنگے فانوس اس
جگہ کو مزید چار چاند لگا رہے تھے۔
ہر موجود تمام فن پارے اپنے فنکار کی قابلیت کے گیت گاتے تھے۔دیکھنے پہ یوں محسوس ہوتا
جیسے وہ کسی الگ ہی دنیا میں داخل ہو چکے
ہوں۔ان سب کے ساتھ کبیر صاحب بھی خاصہ متاثر دکھائی دیتے تھے۔صلیحہ اور بشری بیگم
نجانے آنکھوں ہی آنکھوں میں کیا باتیں کر رہے تھے۔

"مرحبا۔۔۔"بہروزنے کبیر صاحب سے مصافحہ
کرتے ہوئے بولا۔۔۔اس کی آواز سنتے ہی عنزہ کی سانسیں بے ترتیب ہوئی تھیں۔مقابل
نے بھی جیسے اس کی سانسوں اور بڑھتی دھڑکن کو فورا محسوس کیا تھا اور اس کی جانب دیکھنے لگا۔

"مسٹر بہروز کیسے ہیں آپ۔۔۔آپ سے مل کر بے انتہا خوشی ہوئی اور آپ کی مہمان بن کر تو اس سے بھی زیادہ۔۔۔"صلیحہ اس کے سامنے آتے ہوئے پلکیں ایک ادا سے گراتی ہوئی اپنی بال

کان کے پیچھے اڑستی ہوئی بولی۔

"مجھے بھی۔۔۔"وہ اپنی نظریں عنزہ پہ گاڑھے ہوئے مخاطب ہوا جس پہ کچھ لمحات کے لئے اس کی سانس اٹکی تھی۔جیسے ہی اس نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا عنزہ گہرہ سانس لیتی اپنے ہونٹوں کو زبان سے تر کرنے لگی۔

"مجھے امید ہے آپ کو یہاں آنے میں زیادہ مسئلہ نہیں ہوا ہوگا۔"

"ارے نہیں نہیں بلکل بھی نہیں۔۔۔"کبیر صاحب نے مسکرا کر جواب دیا

"جس پہ وہ بہروز ڈائننگ روم کی جانب بڑھنے لگا۔"کمرے کے وسط میں چھت پہ لٹکتے فانوس کے ایک دم نیچے خوبصورت ڈائننگ ٹیبل سجایا گیا تھا۔مختلف پکوان تیار کر کے اس پہ سجائے گئے تھے جس سے اٹھتی خوشبو عنزہ کے تو منہ میں پانی لے آئی تھی۔

ڈائننگ روم کی تزئین وآرائش بڑھانے کے لئے دیواروں پہ سجاوٹی موبتیاں جلائی گئی تھیں۔

"ویسے آپ کا گھر تو بہت خوبصورت ہے۔۔۔"

بشری بیگم ہر چیز کو دیکھتی ہوئی مخمور لہجے میں بولیں جس پہ وہ پر اسرار سا مسکرایا۔

"میرے تجسس کو معاف کیجیئے گا لیکن یہاں کوئی دکھ نہیں رہا کیا آپ اکیلے رہتے ہیں۔۔۔"

بشری بیگم نے موقع دیکھتے ہی سوال کیا۔

"اگر آپ کا مقصد یہ تھا کہ میں شادی شدہ ہوں یا نہیں تو نہیں میں شادی شدہ نہیں اور اکیلا ہی رہتا ہوں۔۔۔اپنی پرائیویسی پسند ہے اس لئے

ملازمین کو میرے پرائیویٹ کوارٹر میں آنے کی اجازت نہیں۔۔۔۔

چونکہ آپ کو مدعو کیا تھا تو وہ سب تیار کر کے اب تک واپس جا چکے ہیں۔۔۔"وہ کھانے کی میز کی جانب اشارہ کرتا ہوا کہنے لگا۔بشری بیگم نے صلیحہ کی جانب دیکھ کر آنکھیں مٹکائی تھیں جبکہ اس کی مسکراہٹ مزید گہرہ ہو گئی۔

شاید وہ دیکھ نہیں رہی تھی یا عنزہ کی جانب اس کی توجہ دیکھ کر بھی اس سے شکست تسلیم نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کہاں وہ اج کے دن کے لئے اپنے بہترین لباس میں ملبوس تھی۔۔۔ دو گھنٹے آئینہ کے سنے کھڑے رہ کر اس نے

تیاری مکمل کی اور عنزہ ہمیشہ کی طرح گہرے نیلے رنگ کی شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس براؤن کلر کی لیدر کی جیکٹ پہنے ہوئے تھی۔

جیولری کے نام پہ بھی گلے میں اپنی ماں کا پینڈنٹ لٹک رہا تھا۔ کبیر صاحب نے ہاتھ کھانے کی پلیٹ کی جانب بڑھایا تو وہ سب بھی باری

باری اپنی پلیٹوں میں مختلف چیزیں انڈیلنے لگے۔

عنزہ تو وہاں موجود ہر ایک چیز کو چکھنا چاہتی تھی اس لئے ایک یا دو چمچ ہی پلیٹ میں ڈالنے لگی۔

"کسی بھی قسم کی تکلف کی ضرورت

نہیں۔۔۔" وہ سرسری سے انداز میں بولنے لگا۔ عنزہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے مسکرا دی جبکہ وہ اور کبیر صاحب آپس میں کسی ڈیل کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔

دو گھنٹے بعد جب وہ روانگی کے لئے اٹھے تو معلوم ہوا کہ بارش نے بری طرح سے کچے راستے کو چھوٹے دلدل میں بدل دیا ہے۔

"آپ آج شب یہاں رک سکتے ہیں کل صبح ہی واپسی کے لئے روانہ ہو جایئے گا۔۔۔"

بہروز کے مشورے پر پہلے کبیر صاحب کچھ دیر سوچتے رہے جب بشری بیگم ان سے مخاطب ہوئی۔

"رک جاتے ہیں۔۔۔ایسے میں گاڑی پھنس گئی تو ہم وہیں اٹکے رہ جائیں گے۔" جبکہ صلیحہ بہروز کے قریب ہوتے اسے چمکتی نظروں سے دیکھتی
نجانے کیا بات کرنے لگی۔ عنزہ ان دونوں کو بمشکل نظرانداز کرتی ایک مجسمے کے قریب بڑھنے لگی۔
عجیب ہی مجسمہ تھا وہ۔۔۔نا انسان نا جانور۔۔۔۔

"میانمار۔۔۔" بہروز کی بلند آواز پر وہ سیاہ فام فوراً وہاں حاضر ہوا جیسے وہ یہیں کسی دروازے کے عقب میں پکارے جانے کا انتظار کر رہا ہو۔

"ہمارے مہمانوں کو ان کے کمرے دکھا دیئے جائیں۔"

"مجھے امید ہے آپ یہاں پر سکون رہیں گے۔۔۔۔"
وہ پراسرار لہجے میں کہتا ہوا ایک کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔شاید وہ اس کا کمرہ تھا جبکہ وہ سیاہ فام سب کو اپنی پیروی کرنے کا کہنے لگا۔

ان سب کو اوپری منزل پہ لیجایا گیا۔ ہر کمرہ ایک سے بڑھ کر ایک اور عالیشان طریقہ سے سجایا
گیا تھا۔ کبیر صاحب اور بشری بیگم کو ان کا
کمرہ دکھا کر وہ صلیحہ اور عنزہ کے ساتھ آگے بڑھا۔۔۔

"ان میں سے بہروز صاحب کا کمرہ کونسا ہے۔۔۔"صلیحہ دلچسپی سے پوچھنے لگی۔۔۔۔

"کوئی بھی نہیں۔۔۔اس شخص نے مختصر جواب دیا۔"

"توان کا کمرہ کونسا ہے۔۔۔"صلیحہ سینے پہ ہاتھ باندھتی اس شخص کی پشت کو گھورتی ہوئی
بولی۔
صلیحہ دلچسپی سے پوچھنے لگی۔۔۔۔

"کوئی بھی نہیں۔۔۔"اس شخص نے مختصر جواب دیا۔

"توان کا کمرہ کونسا ہے۔۔۔"صلیحہ سینے پہ ہاتھ باندھتی اس شخص کی پشت کو گھورتی ہوئی
بولی۔

"یہ آپ کا کمرہ ہے۔۔۔آپ کی رات خیریت سے گزرے۔۔۔" وہ ہاتھ کے اشارے سے صلیحہ کو اس کا کمرہ دکھاتے ہوئے بولا۔ لیکن وہ وہیں کھڑی اس کے جواب کی منتظر رہی۔ جب یہ واضح ہو گیا کہ وہ اس شخص سے کچھ بھی اگلوا نہیں سکتی تب ہاتھ جھٹکتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ سی گرین اور سنہری رنگ میں سجایا وہ کمرہ بھی باقی سے الگ لیکن شان و شوکت کی ترجمانی کرتا تھا۔

"میرے ساتھ آیئے۔۔۔" وہ اب عنزہ سے مخاطب ہوا۔۔۔ کبیر صاحب اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے صلیحہ کا کمرہ دیکھنے لگے اور پھر
عنزہ کے ساتھ چلنے لگے۔

وہ اسے لے کر مخالف کوریڈور میں گیا جہاں ایک کمرے کا دروازہ کھولتا ہوا عنزہ کو دکھانے لگا۔

"یہ آپ کی آرام گاہ ہے میم۔۔۔" وہ سر کو ہلکا سا خم دیتا ہوا کہنے لگا جبکہ وہ ایسے رویے کی بلکل عادی نا تھی۔۔۔ ابھی وہ سمجھ ہی نہیں پا رہی تھی کہ کیا کہے جب وہ شخص اسے اور کبیر صاحب کو وہاں چھوڑتا ہوا چل دیا۔

"اگر تم چاہو تو ہم کمرہ بدل لیتے ہیں۔۔۔"انہیں یہ بات ہضم نہیں ہو رہی تھی کہ عنزہ کا کمرہ یوں الگ کوریڈور میں تھا لیکن وہ اپنا فیصلہ اس پہ تھوپنا بھی نہیں چاہتے تھے۔

"میرے خیال سے میں ایک رات تو یہاں سروائیو کر ہی سکتی ہوں۔۔۔"وہ ہلکا سا مسکرا کر گویا ہوئی تو کبیر صاحب سر اثبات میں ہلانے لگے۔

"پھر بھی کوئی مسئلہ ہو تو ہم یہیں ساتھ والے کوریڈور میں ہی ہیں۔۔۔وہ اس کے سر کو شفقت سے چھوتے ہوئے وہاں سے چل دیئے۔انہیں اس جگہ چھائی یہ مکمل خاموشی کسی صورت سکون لینے نہیں دے رہی تھی۔

اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے وہ بشری بیگم سے مخاطب ہوئے۔

"کتنا عجیب شخص ہے۔۔۔ایک بھی ملازم نہیں۔۔۔اور اس جگہ کو دیکھا ہے۔۔لگتا ہے کسی بادشاہ کا محل ہو۔۔۔"

"ارے چھوڑیں کبیر صاحب۔۔۔ان امیر لوگوں کے طریقے ہم کیا جانیں۔۔۔"وہ ناشکری سے بولیں جس پہ ان کی بھنویں اچکی تھیں۔

"خیر بیگم پیسے کی کوئی کمی تو ہمارے پاس بھی نہیں۔۔۔عالیشان بنگلہ ہے لیکن اس کی حفاظت کے لئے اتنے ہی لوگ بھی موجود ہیں یہاں نا کوئی چوکیدار ہے نا کوئی ملازم دکھا۔۔"

"وہ کہہ تو رہے تھے کہ پرائیویٹ بندہ ہے۔۔۔ویسے بھی باہر سے کہاں یہ کوئی اتنی عالیشان جگہ لگتی ہے۔۔۔اور پھر آبادی سے اتنی دور سب سے کٹی ہوئی اس جگہ پہ وہی آسکتا جسے معلوم ہو۔۔۔"

"ہاں کہتی تو تم ٹھیک ہو۔۔۔"وہ بلینکٹ اپنے اوپر کھینچتے ہوئے مخاطب ہوئے۔

"ویسے ایک بات تو ہے۔۔۔۔جس جگہ وہ دو دن سے زیادہ نہیں رہتا وہ اتنی زبردست ہے تو سوچیں۔۔۔۔اس کی رہائش گاہ کتنی عالیشان ہوگی۔"

"بس یہ ڈیل فائنل ہو جائے پھر آپ کو بھی ایسا ہی عالیشان محل بنا دیں گے بیگم۔۔۔"وہ ہنستے ہوئے بشریٰ بیگم سے مخاطب ہوئے۔

"اب یہ بات تو رہنے ہی دیں آپ اگر اتنی ہی میری فکر ہوتی تو اس عمر میں یہ جو عنزہ نام کا دکھ آپ نے مجھے دیا ہے وہ نا دیتے۔"

وہ درشتگی سے بولتی ہوئی کروٹ بدل کر لیٹ گئیں۔

"جب سونے لگیں تو یہ لائٹ بجھا دینا۔۔۔"اسی لہجے میں کبیر صاحب کو کہتی وہ آنکھیں موندھ گئیں جبکہ وہ انہیں دیکھتے ہوئے گہرہ سانس بھر کر رہ گئے۔

عنزہ آئینہ کے سامنے بیٹھی اپنے بالوں کو انگلیوں سے سلجھا رہی تھی۔اس کمرے کو سنہری اور سفید رنگ کے امتزاج سے سجایا گیا تھا۔وہ بالوں کو ایک جھٹکے سے اپنی کمر پہ پھیلا کر کھڑے ہوتے ہوئے اب سہولت سے اس جگہ کا جائزہ لینے لگی۔

بیڈ کے ارد گرد سیلنگ سے لٹکتی سفید رنگ کے پردے اس جگہ جو ایک الگ ہی دنیا میں بدل رہے تھے۔وہ بیڈ کی مخالف سمت چلتی ہوئی

دیوار سے پردے ہٹانے لگی۔

کمرے کے فرش سے چھت تک لگی ریلنگ ٹیرس کی جانب کھلتی تھی وہ اس پار سے بھی باہر تیزی سے ہوتی بارش اور کڑکڑاتی بجلی دیکھ

سکتی تھی۔پردے پھر سے برابر کرتی وہ بائیں

جانب بڑھنے لگی اور وہاں پہ لگے پردے ہٹا دیئے۔عنزہ کی آنکھیں مکمل طور پہ پھیلی

تھیں۔پوری دیوار کو جیسے تراش کر وہ خوبصورت فن پارہ تخلیق کیا گیا تھا۔ایک لڑکی کا چہرہ اس کے خوبصورت گھنے بالوں نے چھپا رکھا تھا۔۔اس کے بال کسی ندی کی طرح بل کھاتے ہوئے اس کے وجود کو چھپا رہے تھے۔

جبکہ اس کے پاؤں کو خاردار تاروں نے جکڑ رکھا تھا۔

"واؤ۔۔۔۔۔"وہ اس تخلیق کو سحر انگیز سی دیکھنے لگی۔اچانک بجلی کو زوردار آواز سے اس کا سحر ٹوٹا تو وہ اسے آخری نظر دیکھتے ہوئے جہازی سائز بیڈ کی جانب بڑھ گئی۔

"کیا تم نے مجھے یاد کیا؟"

"ہاں۔۔۔بہت۔۔۔۔"وہ اس کی سرگوشی کا جواب دینے لگی۔مخالف اس کے کان کی لو چومتے ہوئے اس سے دور ہوا تو وہ ہاتھ بڑھا کر اسے روکنے لگی۔اچانک کوئی اس کے عقب سے حملہ آور ہوا اور وہ پرچھائی ہوا میں غائب ہو گئی۔عنزہ نے یکدم آنکھیں وا کی تھیں۔اور ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔گزشتہ راتوں کی طرح اج بھی اسے عجیب وغریب خواب ستارہے تھے۔۔۔وہ کبھی بھی اس کا چہرہ دیکھ نہیں پاتی تھی۔

پانی پینے کے لئے ٹیبل لیمپ جالیا تو احساس ہوا کہ اس کے کمرے کا دروازہ مکمل طور پہ کھلا ہے۔
وہ تجسس کے مارے دروازے کی جانب بڑھنے لگی۔
"ہیلو۔۔۔کوئی ہے۔۔۔۔" کوریڈور کی سیڑھیوں سے تیزی سے اترتے سائے کو دیکھ کر وہ پکارا ٹھی۔ جب جواب میں صرف خاموشی ملی تو وہ بھی اسی جانب بڑھنے لگی۔

ہال میں پہنچی کر اپنے گرد چکر لگاتی ہوئی وہ اندھیرے میں اطراف کا جائزہ لینے لگی۔ اچانک وہی سایہ سیڑھیوں کے پیچھے کھڑا اسی کی جانب چہرہ کئے کھڑا پایا لیکن وہ اندھیرے کی وجہ سے اس کا چہرہ نا دیکھ پائی۔ عنزہ اس کی جانب بڑھی جب وہ پھر سے غائب ہو گیا وہ بھاگتے ہوئے اس جانب بڑھی جب سامنے کا منظر دیکھا اس کی آنکھیں پھیل گئیں وہ بھی اسی جانب بڑھنے لگی۔
سیڑھیوں کے نیچے دیوادمیں ایک دروازہ موجود تھا۔ جو کہ محض ہلکا
سا کھلا تھا۔ جیسے کسی نے اسی کے لئے یہ راستہ کھلا چھوڑا ہو۔ وہ پلٹ کر اسی جانب دیکھنے لگی
جہاں سے آئی تھی۔۔۔۔آخر کسی اجنبی کے گھریوں گھومنا غلط بات تھی اگر
اس کی انٹ یہ سب کرتے ہوئے دیکھ لیتیں تو کیا کرتیں۔ یقیناً ایک ہفتہ کے لئے اس کا کہیں
بھی
جانا بند کر دیتیں۔۔۔ یہ خیال اتے ہی اس کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی تھی۔ اپنی یادوں کو
جھٹکتے ہوئے وہ دروازہ آہستہ سے کھولنے لگی۔

جب اتنی جگہ بن گئی کی وہ اندر داخل ہو سکے تو دروازے کے دوسری جانب کھسکتی ہوئی اسے پھر سے ویسے ہی بند کر دیا۔اس کے سامنے اب پھر سے سیڑھیاں موجود تھیں جسے دیکھ کر محسوس ہوتا کہ شاید وہ بیسمنٹ میں جاتی تھیں۔آخر کوئی رات کے اس پہر بیسمنٹ میں کیوں جائے گا۔۔۔کہیں وہ کوئی چور تو نہیں تھا۔۔۔وہ یکدم جھر جھری بھر کر رہ گئی لیکن تجسس کے مارے آگے بڑھنے لگی۔سیڑھیوں میں نیلے رنگ کا نائٹ بلب روشن تھا وہ آہستہ آہستہ نیچے اترتی اب ایک دروازے کے سامنے تھی۔وہ کسی خاص قسم کی لکڑی کا ایک وزنی دروازہ تھا۔

اپنی پوری طاقت کا استعمال کرتی وہ اسے کھولنے میں کامیاب رہی۔جیسے ہی اسے پار کیا عنزہ کو لگا اس کی آنکھیں کہیں پھٹ ہی نا جائیں۔اسے تو لگا تھا کہ باقی حویلی خوبصورت ہے لیکن اس جگہ کو دیکھنے والے کی آنکھیں چندھیا جاتیں۔وہ تیز ہوتی دھڑکن کے ساتھ مزید آگے بڑھنے لگی۔ایک کمرے سے ہلکی سی روشنی دروازے کے نیچے سے اس نشست گاہ میں روشنی بکھیر رہی تھی۔وہ پہلے دروازے کے ساتھ کان لگاتی مخالف سمت کسی حرکت کا اندازہ لگانے لگی لیکن جب مخالف سمت سے کسی طرح کی آواز سنائی نہیں دی تو وہ اس دروازے کو بھی کھولنے لگی۔لیکن اس کی امید کے برعکس وہاں کوئی چور نہیں بلکہ جہازی سائز بیڈ پہ بہروز سو رہا تھا۔اسے یوں نیند کی وادی میں کھویا دیکھ عنزہ کی دھڑکن مزید تیز ہوئی تھی۔لیکن اگر یہاں کوئی بھی نہیں تھا تو اس نے وہاں ہال میں کس کا سایہ دیکھا تھا۔۔۔اور وہ یہاں بیسمنٹ میں کیوں سو رہا تھا۔

وہ مشکوک انداز میں اس کی بیڈ کے قریب بڑھنے لگی اور پھر اس پہ ہلکا سا جھک کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ بہروز کی لمبی خمدار پلکیں اس کے رخسار سے کچھ دوری پہ رک جاتیں۔ وہ یوں کتنا پرسکون دکھائی دیتا تھا بے خودی میں اس کا ہاتھ کب اٹھا اور کب اس کی انگلیوں کی پوروں نے ان لبوں کو چھوا اسے معلوم بھی نا ہوا۔ لیکن جب احساس ہوا تو وہ گہرہ سانس لے کر رہ گئی۔ تیزی سے اپنا ہاتھ پیچھے کیا تھا اور پھر اسی پھرتی سے وہاں سے جانے کے لئے پلٹی۔ وہ ایک قدم بھی اٹھا پاتی اس سے قبل کسی نے اس کے گرد اپنی بازو حمائل کی تھی۔

اگلے ہی لمحے اسے ایک جھٹکے سے بیڈ پہ گرایا گیا اور بہروز اس کے اوپر جھکا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ پھٹی آنکھوں اور بے ترتیب سانس لئے اسے دیکھنے لگی۔ جسم بری طرح لرز اٹھا تھا۔ وہ اپنی گہری پراسرار آنکھوں سے اس کی فق ہوتی رنگت کو دیکھنے لگا۔

"وہ میں۔۔۔۔ مم۔۔ مجھے جانے دیں۔۔۔۔" عنزہ نے اپنی پوری طاقت سے اسے دھکیلنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔ وہ تو کسی پتھر کے مترادف اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نا ہلا تھا۔ بلکہ جب اس کی طاقت کے سامنے ہار مان چکی تب بہروز اس پہ مزید جھکا تھا۔

New Era Magazine

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔"

"یہ سوال تو مجھے کرنا چاہئیے تم رات کے اس پہر میری آرام گاہ میں کیا کر رہی ہو۔۔"

"مم۔۔میں نے یہاں کسی کو آتا ہوا دیکھا پر شاید وہ میرا وہم تھا۔" وہ استہزائیہ مسکراتا ہوا اس کی گردن پہ جھکا جس پہ کو کانپ اٹھی۔

"نہیں۔۔۔رکو۔۔۔مجھے واپس جانے دو۔عنزہ اس کی پکڑ میں بری طرح مچلنے لگی۔کیا تم نہیں جانتی کہ ایک جوان لڑکی رات کے اس وقت اندھیرے میں ایک مرد کے کمرے میں آئے تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے۔" وہ سرد لہجہ میں بوال جس پہ عنزہ یوں کانپی جیسے اسے ماؤنٹ ایورسٹ پہ لا کھڑا کیا ہو۔سانس ٹوٹنے لگی جسے بہروز اپنے چہرے پہ محسوس کر سکتا تھا۔اس نے ایک بار پھر اپنی سی کوشش کی تھی لیکن وہ بھی پہلے کی کوششوں
کی مانند ناکام رہی۔اب کی بار عنزہ نے اپنی آنکھیں زور سے بھینچ لیں۔وہ کتنے ہی لمحے اس کے چہرے کے نشیب و فراز دیکھتا۔کتنی مماثلت تھی ان میں۔۔۔پھر بھی کتنی مختلف۔۔۔وہ اپنا وزن اس پر سے ہٹانے لگا تو
عنزہ نے آنکھیں وا کر کے اسے دیکھا

جواب سائیڈ پہ لیٹا اسے جانے کا راستہ دے رہا تھا۔ عنزہ کے جسم نے فوراً حرکت کی اور وہ بیڈ سے اترنے لگی لیکن اس کے برعکس بہروز نے بہت آسانی سے اسے منہ کے بل پلٹا تھا۔ اب کی بار وہ چیخ اٹھی اور خوف کے مارے اپنے ہاتھ پاؤں چلانے لگی۔ نجانے اسے کیوں احساس ہوا جیسے ایسا کی کچھ اس سے قبل بھی ہو چکا

ہے۔

Endişelenme bundan zevk

alacaksın aşkım

('Don't worry you will enjoy It Love)

وہ اس کے کان میں سرگوشی کرنے لگا جس پہ عنزہ کی آنکھوں سے بے اختیار انسو نکلے تھے۔ بہروز کے سرد لب اسے کا کان کی لو کو چھورے ہوئے کندھے کی جانب بڑھنے لگے۔ عنزہ بیڈ کراؤن کو تھامتی خود کو کھینچنے کی کوشش کرنے لگی جب اس نے بہروز کا لمس اپنے کندھوں کے درمیان محسوس کیا۔ وہ کچھ سمجھ پاتی اس سے قبل اس کے بدن میں ایک تیز درد کی لہر اٹھی تھی۔ اسے یوں لگا جیسے کسی تیز دھار آلے سے اسے کاٹ دیا گیا ہو۔ احتجاج لبوں پہ ہی رہ گیا کیونکہ اگلے ہی لمحے وہ دھند کی وادی میں تیر رہی تھی۔

اس کا سر کسی مفلوج کی طرح نرم گدے پر گرا۔

وہ گہرے سانس لیتی اس سے پر لطف ہونے لگی۔

اس کی نظروں کے سامنے سے دھند چھٹنے لگی تھی۔کوئی اسے بری طرح جھنجھوڑ رہا تھا۔

"اٹھ بھی جاؤ۔۔۔اگر اب تم نہیں جاگی تو یہیں چھوڑ جائیں گے۔۔۔۔"عنزہ کا سر بری طرح درد کرنے لگا تھا۔صلیحہ نے اسے ایک بار پھر جھنجھوڑا تو وہ اپنی انکھیں کھولنے لگی۔ صلیحہ کا دھندھالیا ہوا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے تھا۔آنکھیں کھولتے ہی درد کی ایک شدید لہر اس کے سر میں اٹھی تو وہ پھر سے انہیں موندھ گئی۔

"مری رہو یہیں۔۔۔ڈیڈ کہ رہے تھے کہ تمہیں جگا دوں۔۔۔پانچ منٹ میں ہم نکل رہے ہیں۔"صلیحہ اسے وہیں چھوڑ کر وہاں سے چل دی۔عنزے نے بمشکل پھر سے آنکھیں کھولی تھیں بستر سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر اس پہ گر گئی۔
آخر کار کچھ دیر کی تگودو سے وہ آہستہ سے اٹھتی دیوار کا سہارا لیتی ہوئی واشروم میں گئی اور اپنا چہرہ دھونے لگی۔

ٹھنڈے پانی سے چہرہ دھونے کی وجہ سے وہ اب کچھ بہتر دیکھ پا رہی تھی۔اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کسی نے اس کا سارا خون نچوڑ لیا ہو۔وہ دیوار سے ٹیک لگا کر گہرہ سانس لینے لگی اور پھر اسی طرح سہارا لیتی کمرے سے باہر نکلی اور سیڑھیاں اترنے لگی۔

سردیوں کے موسم میں بھی اس کی پیشانی پسینے سے تر ہونے لگی۔اس کا سانس ٹوٹنے لگا جیسے اس نے ایک طویل مسافت بھاگتے ہوئے طے کی ہو۔وہ لہراتے وجود سے سیڑھیاں اترتی ہال میں پہنچی جہاں کبیر صاحب بہروز سے مخاطب تھے۔صبح کے ساڑھے پانچ بجے ابھی تک مکمل اندھیرا چھایا ہوا تھا۔جبکہ بارش

کافی دیر سے رک چکی تھی۔

"آپ چاہیں تو مزید کچھ دیر یہاں رک سکتے ہیں۔۔۔۔"

"آپ کا بہت شکریہ لیکن اب ہمیں چلنا چاہیئے ویسے بھی جلد ہی آفس پہنچ کر ڈیل فائنلائز بھی کرنی ہے۔۔۔"وہ بہروز سے مصافحہ کرتے ہوئے بولے جس کا ہاتھ ہمیشہ کی طرح ہی سرد تھا۔

"عنزہ کیا تم ٹھیک ہو۔۔۔"کبیر صاحب اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے پریشانی سے بولے۔جواباً وہ ہلکا سا مسکرا دی۔۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں بس سر میں زرا درد ہے۔۔۔ٹیبلٹ

لوں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی۔" وہ ان کی جانب بڑھتی ہوئی کہنے لگی جب ایک دم سر بری طرح چکرا گیا اور وہ زمین بوس ہونے لگی بہروز نے اسے گرنے سے قبل ہی ہوا میں تھاما تھا۔

وہ اس کی پکڑ میں لہرا گئی تھی۔اپنے ہاتھ اس کے سینے پہ ٹکاتی توازن قائم کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ بہروز کی نظریں اسی پہ ٹکی تھیں۔ جسے محسوس کر کے اس کی دھڑکن بڑھی تھی۔ صلیحہ نے ماں کو کہنی ماری تو وہ پھرتی سے ان دونوں کی جانب بڑھیں جبکہ کبیر صاحب پہلے ہی اس کی جانب بڑھ چکے تھے۔

"کیا ہوا تمہیں؟" بشریٰ بیگم نے اسے بہروز سے الگ کیا تھا جبکہ کبیر صاحب اس کی پیشانی اپنے ہاتھ کی پشت سے چھونے لگی۔

"تم تو سرد پڑ رہی ہوں۔۔۔" میرے خیال سے مجھے آرام کی ضرورت ہے۔۔۔" وہ اپنے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی کبیر صاحب نے اسے بازو سے تھام رکھا تھا تاکہ کہیں وہ پھر سے توازن نا

کھو بیٹھے۔

"میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں۔۔۔ لیکن اسے انے میں وقت لگے گا۔۔۔" بہروز اسے گہری نگاہوں سے دیکھتا ہوا مخاطب ہوا۔

New Era Magazine

"نہیں ہم آپ کو مزید پریشان نہیں کرنا چاہتے۔۔۔میرے خیال سے اب ہمیں چلنا چاہئیے۔" وہ بہروز سے اجازت لیتے ہوئے عنزہ کو تھام کر مرکزی دروازے کی جانب بڑھنے لگے۔بشریٰ بیگم بھی ان کی پیروی کرتی ہوئیں چل دیں۔صلیحہ بہروز کے قریب بڑھی تو وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی امید ہے کہ پھر ملیں گے۔۔۔" وہ ایک نزاکت سے اپنا ہاتھ اس کی
جانب بڑھاتے ہوئے بولی۔بہروز نے تمسخرانہ مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا۔

"لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم پھر ملیں گے۔" وہ پراسرار سا دیکھتے ہوئے بولا۔صلیحہ کی آنکھیں اس کے جواب پہ چمک اٹھیں اس کے رخسار گلابی ہونے لگے تھے۔عنزہ نے جاتے ہوئے پلٹ کر ان کی جانب دیکھا اور گہرہ سانس لے اٹھی۔
بہروز نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا تھا اور اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔جیسے اسے محض مزید تھوڑا انتظار کرنے کا کہہ رہا ہو۔

وہ جیسے ہی گھر پہنچی اپنے بستر پہ

گر کر پھر سے سو گئی۔کبیر صاحب نے اسے کئی بار ساتھ ہوسپٹل چلنے کا کہا لیکن وہ ہر بار ٹال

گئی۔دوپہر کے وقت اسے ملازمہ نے آکر

جگایا اور سوپ پیش کیا۔سوپ پی کر وہ قدرے بہتر محسوس کرنے لگی اور جیسے بھوک بھی

جاگ اٹھی ہو۔اپنے کمرے میں ہی کھانے کی ڈش منگوائی اور پھر اس سے مکمل انصاف بھی

کیا۔نجانے اس کے ساتھ یہ کیا ہو رہا تھا۔۔۔رات کے وقت تو وہ ٹھیک تھی پھر اب اچانک۔

کہیں

"مجھے کوئی مہلق بیماری تو نہیں ہو گئی۔

یہ سوچ آتے ہی وہ اپنے دانت چبانے لگی۔اچانک یوں سر چکرایا۔۔۔نظر

دھندھلاجانا۔۔۔بھوک بڑھنا۔۔۔توازن کھونا۔۔۔تھکاوٹ محسوس ہونا۔۔۔آخر یہ کونسی

بیماری کی نشانی ہو

سکتی تھی۔"وہ گہرہ سوچ میں گرفتار ایک اورا ورنج جوس کا گلاس لب سے لگائے ہوئے لیپ

ٹاپ کھول کر بیٹھ گئی۔

"اب کیسا محسوس کر رہی ہو؟"

"آپ کے سامنے ہوں۔۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے کبیر صاحب سے مخاطب ہوئی۔ آنکھوں کے سامنے ابھی بھی اندھیرا چھاتا تھا۔اور کچھ وقفے سے چکر بھی اتے رہتے تھے۔ لیکن صبح کی مانند اس کا توازن نہیں کھویا تھا۔اور ناہی کچھ قدم اٹھانے سے اس کا سانس پھولنے لگا تھا۔ اسے امید تھی کہ کل تک وہ مزید بہتر ہو جائے گی۔

"آپ کا کام کیسا جارہا ہے۔۔۔۔" وہ ان کے آفس میں موجود مختلف کتب کے کور دیکھتی ہوئی بولی۔

"سب کچھ ٹھیک ہے۔۔ محض بہروز صاحب کے سگنیچر ہونے باقی ہیں۔۔۔۔"

"پھر تو اپ کو بہت مبارک ہو۔۔۔۔" کبیر صاحب مسکرا کر سر کو جنبش دینے لگے

"لیکن میں نے کسی اور مقصد کے تحت تمہیں یہاں بلایا ہے۔"

"کیا سب ٹھیک ہے؟" وہ سنجیدہ ہوتی ان کے سامنے کرسی کھینچتے ہوئے بیٹھی۔

"ہاں۔۔۔ تم بتاو۔۔۔ صلیحہ اور بشری کا رویہ

New Era Magazine

کیسا ہے تمہارے پاس۔"

"سب ٹھیک ہے۔۔۔۔زیادہ کچھ خاص نہیں لیکن مجھے فرق نہیں پڑتا۔"

"وقت کے ساتھ ساتھ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔"وہ اس کے ہاتھ کی پشت کو تھپتھپاتے ہوئے بولے۔

"شاید تمہیں یاد ہو تم پارٹی میں سیال صاحب سے ملی تھی۔"

"میں تو پارٹی میں کئی لوگوں سے ملی تھی۔"وہ سرسری انداز میں کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔

"اوہ لیکن ان کا تو کہنا تھا کہ وہ تم سے ملے اور تم سے اپنا تعارف کروانا چاہتے تھے لیکن بہروز بے کی وجہ سے نہیں کروا پائے۔"عنزہ کو اچانک پارٹی والا وہ شخص یاد آیا تھا۔

"اوہ۔۔۔آپ اس کی بات کر رہے ہیں۔۔۔"وہ ناک سکیڑتی ہوئی بولی جس پہ وہ ہنس دیئے۔

"تمہاری ماں بھی بلکل ایسا ہی کرتی تھی جب اس کی کسی ناپسندیدہ چیز کا ذکر کیا جائے۔"

New Era Magazine

اپنی ماں کا ذکر سنتے ہی اس کے چہرے پہ اداسی چھائی تھی۔کبیر صاحب کا بھی چہرہ زرد پڑنے لگا لیکن پھر وہ اپنا سر جھٹک گئے۔

"سیال صاحب نے تمہارے لئے پروپوزل
بھیجا ہے۔"عزہ کی تو آنکھیں جیسے پھیل کر باہر نکلنے کو تھیں۔

"میں بس تمہاری مرضی جاننا چاہتا تھا۔"

"مرضی۔۔۔میرے خیال سے یہ واضح ہے کہ مجھے وہ شخص قطعی نہیں پسند اور پھر ابھی میرا سیٹل ہونے کا کوئی ارادہ نہیں۔۔۔۔کہیں آپ کو میری موجودگی ناپسند تو نہیں۔۔۔"وہ اپنی بات کرتے ہوئے اچانک رک کر پوچھنے لگی۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو عزہ۔۔۔۔ایسا سوچ بھی کیسے لیا۔۔۔۔تم میری اولاد ہو میرا خون۔۔۔مجھے تمہاری خوشی ہر کسی سے عزیز ہے۔۔۔۔۔اس پروپوزل کے بارے میں تم سے بات کرنے کا مقصد محض یہی تھا کہ
تم ایک سمجھدار لڑکی ہو۔۔۔اگر میں نہیں چاہتا کہ تم یہ سوچو کہ میں تمہاری زندگی پہ قابض ہو چکا ہوں۔"ان کے سمجھانے پہ وہ شرمندہ سے

اپنی پلکوں کی اوٹ سے دیکھنے لگی

"ایم سوری۔۔۔میرا مقصد آپ کو ہرٹ کرنا نہیں تھا۔"

"یہاں آؤ۔۔۔" وہ اسے اپنے پاس بالنے لگے جس پہ عنزہ ان کے سینے سے جا لگی۔

"تو تم واقعی اکیلی جانا چاہتی ہو۔۔۔میں آجکل زرا مصروف ہوں اگر تم دو دن تک مزید رک جاؤ تو میں خود تمہیں اسلام آباد تفریح کے لئے لے جاؤں
گا۔۔۔" وہ پریشانی سے عنزہ کی جانب دیکھتے ہوئے مخاطب ہوئے۔

"آپ کو میرے لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔میں کوئی بچی تھوڑی ہوں۔۔۔اور اب تو میری اردو بھی پہلے سے بہتر ہو رہی۔" وہ ناشتہ کے نوالے تیزی سے نگلتی ہوئی بولی۔
جس پہ بشری بیگم کے نقوش بدلے تھے

"لیکن پھر بھی۔۔۔۔تم یہاں کسی جگہ سے واقف نہیں۔۔۔ویسے تو میں نے ڈرائیور سے کہہ دیا ہے وہ تمہیں لے جائے گا۔۔ لیکن مجھے خوشی ہوتی اگر ہم میں سے کوئی ساتھ ہوتا۔"

"ڈیڈ۔۔۔اگر آپ کہیں تو میں ساتھ چلے جاتی ہوں۔۔۔"صلیحہ کی بات پہ سب اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے جہاں بشریٰ بیگم نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا تھا وہیں کبیر صاحب کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا تھا۔ جبکہ عنزہ اپنی آنکھیں گھما کر رہ گئی۔

"یہ تو بہت اچھا آئیڈیا ہے۔۔۔۔ صلیحہ تمہیں
اچھے سے گائیڈ کر دے گی اور تم اکیلی نہیں ہو گی تو میں فکر مند بھی نہیں ہوں گا۔"عنزہ نے اعتراض کے کئے اپنے لب واہی کئے تھے جب وہ پھر سے مخاطب ہوئی۔

"میں جانتی ہوں کہ تمہیں شاہد ہم پسند نہیں لیکن مجھے تم بہت پسند ہو۔۔۔۔ میں واقعی تمہارے ساتھ کچھ ٹائم سپینڈ کرنا چاہتی ہوں۔"
صلیحہ نے تو معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑے تھے۔ بشریٰ بیگم اپنی مسکراہٹ بمشکل دبائے ہوئے تھی۔ کبیر صاحب چونکتے ہوئے اسے
دیکھنے لگے۔

"ایسا بلکل نہیں ہے۔۔۔یقیناً تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میں تو پاکستان اسی لئے ائی تھی تاکہ اپنی فیملی سے مل سکوں۔"
عنزہ اطمینان سے کہنے لگی تو کبیر صاحب کچھ مطمئن نظر آئے۔

"تم دونوں ہی تو ہو میری کل کائنات۔۔۔ایک دوسرے کی یوں ہی عزت کرو گے تو میں بھی خوش رہوں گا۔"

"خیر یہ بتاؤ کہ کب تک جانے کا پروگرام ہے۔۔۔سردیاں ہے تو اندھیرا بھی جلد ہی چھا جائے
گا۔"

"بس یہی کچھ ایک ادھ گھنٹے میں چلے جائیں گے اور شاید رات کے سات آٹھ بجے تک واپس ا جائیں۔"انہیں ان دونوں کا اتنی دیر تک باہر رہنا اچھا نہیں لگا تھا لیکن پھر یہ سوچ کر خاموش ہو گئے کہ ڈرائیور تو ساتھ ہی ہو گا۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔۔کال کرتے رہنا۔"وہ ان دونوں کا رخسار چومتے ہوئے وہاں سے چل دیئے۔

"ہم یہاں کیوں رکے ہیں۔۔۔"صلیحہ نے کار ایک رہائشی علاقے میں رکوائی تو وہ دلچسپی سے اطراف کا جائزہ لینے لگی۔

"اوہ۔۔۔یہ میری دوست کا گھر ہے سوچا اس سے مل لوں۔۔۔پھر مل کر شاپنگ پہ چلے جائیں گے۔۔۔۔رات میں ملیں گے۔۔۔"

"کیا مطلب کے تمہارا۔۔۔تم نے تو کہا تھا۔۔۔۔"

"کہیں تم نے واقعی تو نہیں سوچ لیا کہ میں سارا دن تمہارا یہ بوریت سے بھرا چہرہ دیکھ کر گزاروں گی۔۔۔۔۔مجھے سات بجے کے قریب یہیں سے پک کر لینا۔۔۔"آخری بات اس نے ڈرائیور کو دیکھتے ہوئے کہی اور پھر ایک مسکراہٹ اسکی جانب اچھالتے ہوئے گاڑی سے باہر نکل گئی۔عنزہ تو بس اسے دیکھ کر رہ گئی۔پھر سیٹ سے اپنی پشت ٹکاتے ہوئے سامنے گھورنے لگی۔اگلے ہی لمحے وہ اپنا موبائل نکال کر وہاں کے مشہور تفریحی مقامات چیک کرنے لگی۔

آج موسم کافی سہانا تھا۔۔۔بارش نا ہونے کی وجہ سے وہ سب کچھ اچھے سے دیکھ سکتی تھی۔ ہلکی ہلکی دھوپ نکلنے کے باعث دھند کا بھی نام و نشان نا تھا۔وہ وہاں کے مشہور ہوٹل میں روایتی کھانا کھاتی ہوئی ہر لقمہ کے بعد پانی پی رہی تھی لیکن اسے پھر بھی اس مرچوں والی کڑھائی کو ختم کرنے کا جنون سوار تھا۔کھانا کھانے کے بعد اس نے وہاں کی

مقامی مارکیٹ کا رخ کیا۔وہاں اسے چند رنگ برنگی شال اور ڈیکوریشن پیس اتنے بھائے کہ انہیں خریدنے لگی۔اس کا ارادہ انہیں نیدر لینڈ تحفے کے طور پہ بھجوانے کا تھا۔ادھر ادھر گھومتے ہوئے وقت کیسے گزرا اسے اندازہ ہی نہیں ہوا۔سورج غروب ہونے لگا تھا۔۔۔ہوا میں
موجود خنکی بڑھنے لگی اور جلد ہی مکمل اندھیرا چھا جاتا۔وہ واپس کار میں آ کر بیٹھی تو ڈرائیور اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"اب کہاں چلنا ہے بی بی جی۔۔۔"وہ موبائل پہ دیکھتی کچھ دیر بعد پر جوش سی گویا ہوئی

"مارگالا ہلز۔۔۔"

"جی بی بی جی۔۔۔"وہ سر کو اثبات میں
ہالتے ہوئے کار سٹارٹ کرنے لگا۔جب تک وہ مارگالا ہلز پہنچے ہر طرف مکمل اندھیرا چھا چکا تھا۔۔۔وہ صلیحہ کے بارے میں بھی مکمل طور پہ بھول چکی تھی۔

"بی بی جی۔۔۔آپ جلدی واپس آجانا۔۔۔مجھے صلیحہ بی بی کو بھی لینے جانا ہے۔۔۔۔"ڈرائیور کی یاددہانی پہ اسے اپنی پیاری زہریلی سوتیلی بہن یاد آئی تھی۔اس نے موبائل پہ وقت دیکھا جو اسے چھ بج کر پندرہ منٹ کا وقت بتا رہے

تھے۔

"ایسا کرو تم اسے لے آؤ۔۔۔جب تک واپس آؤ گے میں یہ جگہ اچھے سے دیکھ لوں گی۔۔۔" اس کی بات پہ ڈرائیور تھوڑا بے چین ہوا تھا۔۔۔۔

"صاحب کو پتا لگا کہ آپ کو اکیلا چھوڑا تھا تو غصہ ہوں گے۔۔۔۔"

"کسی کو پتا نہیں لگے گا۔۔۔اگر کوئی مسئلہ ہوا تو میں کال کر دوں گی۔۔۔ویسے بھی میری پرورش نیدرلینڈ کے پہاڑی علاقے میں ہوئی ہے مجھے ایسی جگہ کے خطرات کا بخوبی علم ہے۔"وہ اسے پھر سے جانے کا کہتی پلٹ گئی جبکہ ڈرائیور اب پہلے سے قدرے پرسکون ہو چکا تھا۔

وہ سیاحوں کے لئے بنے رستے پہ چلتی ہوئی پہاڑ کی چوٹی پہ موجود تھی۔۔۔اس کی طرح وہاں اور بھی کئی لوگ موجود تھے۔کئی فیملیز اس کی

New Era Magazine

طرح تفریح کے لئے ائے جن میں سے زیادہ تر لوگ اب واپس جا رہے تھے۔اور جو موجود تھے وہ واپسی کی تیاری کر رہے تھے۔اندھیرے میں وہ
وہاں کے مناظر سے اس طرح لطف انداز نہیں ہو سکتی تھی جیسے کہ وہ دن میں اس جگہ سے لطف اندوز ہوتی۔سردی کی وجہ سے سانس لیتے ہوئے بھی منہ سے دھواں بر آمد ہوتا۔اسے شدت سے گھر کی یاد ستائی تھی۔کچھ ہی دیر میں وہاں موجود سب لوگ وہاں سے جا چکے تھے۔۔۔چند ہی لوگ بہت غور سے دکھائی دیتے۔
شاید ڈرائیور کو بھیجنے کا فیصلہ غلط تھا۔۔۔لیکن وہ اتنی دیر ریزورٹ میں چائے سے لطف اندوز ہو سکتی تھی۔بادلوں نے ماہتاب کو راستہ بخشا تو ہر جانب اس کی چاندنی پھیلنے لگی۔
رات میں بھی وہ جگہ وہاں انے والے کو اپنے سحر میں جکڑ لیتی تھی۔کچھ سوچ کر وہ نیدر لینڈ جیمی کو کال کرنے لگی۔وہاں اور پاکستان کے وقت میں زیادہ فرق نہیں تھا اگر ہوتا بھی تو اسے اس کی پرواہ کہاں تھی۔۔۔تقریباً پانچویں کوشش پہ اس کی کال اٹینڈ کی گئی۔

"کیا تمہیں اندازہ ہے کہ ابھی میں واشروم میں پھسل کر مرنے سے بال بال بچا ہوں۔۔۔"
جیمی اپنے مخصوص انداز میں بوال جسے نظر انداز کرتی وہ اپنی ہی اثناء میں بولی تھی

"جیمیییییی۔۔۔تم سوچ نہیں سکتے کہ یہ جگہ کتنی پیاری ہے۔۔۔حالانکہ یہ نیدر لینڈ سے کافی الگ ہے لیکن یہاں کی خوبصورتی الگ ہونے کے باوجود بہت کمال ہے۔۔۔"

"اچھا۔۔۔کیا اتنی کمال ہے کہ تم اپنا گھر

بھول جاؤ۔۔"

"او جیمی۔۔۔میں اپنا گھر کبھی نہیں بھول سکتی لیکن اس جگہ کو نا سراہنا قدرت کے ساتھ

ناانصافی ہے۔۔۔۔"وہ راستے سے بھٹکتی ہوئی جیمی سے محو گفتگو لاپرواہی سے چلنے لگی۔

اچانک کسی ڈھالن کے قریب اس کا پاؤں پھسلا تھا۔موبائل ہاتھ سے چھوٹ کر زمین بوس ہوا

اور وہ بھی اس کھائی کی جانب گرنے لگی۔خوف کے باعث اس کے لبوں سے بے اختیار چیخ نکلی

تھی۔اچانک کسی نے بروقت اس کا ہاتھ تھام

کر اس ناگہانی موت سے بچایا تھا۔وہ مکمل طور پہ ہوا میں لہرا رہی تھی۔پلٹ کر اس شخص کا چہرہ

دیکھا تو بہروزرات سی تاریک آنکھوں سے

اسے دیکھ رہا تھا۔گرنے کے خوف سے اس کی سانسیں ابھی بھی تیزی سے چل رہی تھیں۔

دل تیزی سے دھڑک رہا تھا اور وہ خون کی گردش بھی سن سکتی تھی۔اس نے خوف کے زیر اثر

پھر سے اس کھائی کی جانب دیکھا۔بہروز نے اسے اپنی جانب کھینچا تو وہ کانپتی ٹانگوں سے اس

ڈھالن سے دور ہوئی۔

"تھ۔۔۔تھنکس۔۔۔۔"اپنی موت کو اتنی قریب

سے دیکھ کر وہ کانپ اٹھی تھی۔

"ایسی جگہوں کو باغیچہ سمجھ کر اس میں ٹہلا نہیں جاتا مس عنزہ۔۔۔"اس کی آواز عنزہ کی کان سے ٹکرائی تو وہ خود میں سمٹ گئی۔بہروز کا ہاتھ ابھی بھی اس کی کالئی تھامے ہوئے تھا جیسے وہ کہیں غائب ہو جائے گی۔

"م۔۔۔مجھے اندھیرے میں پتا نہیں لگا۔۔۔اگر آپ نہیں ہوتے تو میں گر جاتی۔"

"پھر تو یہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ میں ہمیشہ ہوں۔"عنزہ اس کی بات کو نظرانداز کرتی ہوئی اس جگہ سے مزید دور ہونے لگی۔

"شش۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔۔"وہ اس کے بال کان کے پیچھے اڑستے ہوئے بوال۔عنزہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو آپس میں جکڑ رکھا تھا

"چلو۔۔۔ہمیں چلنا چاہیئے۔۔۔"اچانک اس کے موبائل کی آواز نے ان دونوں کو متوجہ کیا۔عنزہ جھک کر اسے اٹھانے لگی اور پھر کال کو پک کر لیا۔

New Era Magazine

"عنزہ۔۔۔کیاہوا تھا۔۔۔تمہاری چیخ کی آوازائی اور پھر کال بھی کٹ گئی۔" جیمی پریشانی سے استفسار کرنے لگا

"کچھ نہیں میں بس سلیپ کوتے ہوئے بچی اور موبائل گرگیاشایداس لئے کال کٹ گئی۔"

"تم نے تو مجھے ڈراہی دیا تھا۔۔۔" وہ پہلے سے پرسکون ہوتا ہوا بولا۔بہروز کی آنکھیں اس پہ سکڑی تھیں جبکہ عنزہ نے ایک سرد لہر محسوس کی جو اس کے رونگٹھے تک کھڑے کر گئی۔

"جیمی میں پھر کال کروں گی۔۔۔اوکے بائے۔"
عنزہ اپنے بازو رگڑتے ہوئے نظریں بچاکر بہروز کی جانب دیکھنے لگی۔جو ایک جگہ ساکت کھڑا تھا۔

"وہ کون تھا؟" بظاہر تو اس کے لہجے میں کوئی
تبدیلی نہیں آئی تھی۔لیکن پھر نجانے کیوں خوف اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سرایت کرنے لگا
وہ زبان سے اپنے لب تر کرنے لگی۔

"وہ۔۔۔وہ میرا کزن ہے۔" بنار کے وہ اسے فوراً سچ بتا گئی اور پھر بری طرح لرزنے لگی۔
نجانے اس کا شعور اسے وہاں سے بھاگ جانے کا
کیوں کہہ رہا تھا۔وہ ایک قدم اٹھاتے ہوئے ان کا درمیانہ فاصلہ ختم کر گیا۔عنزہ نے اسی عجیب احساس کے تحت نظریں جھکائی تھیں۔وہ نرمی سے اس کی کلائی تھامنے لگا اور پھر اسے کلائی سے کھینچتا ہوا اپنے ساتھ لیجانے لگا۔جب تک وہ پارکنگ میں پہنچے عنزہ اپنے حواس میں لوٹ چکی تھی۔

"وہ ڈرائیور کچھ دیر میں آنے والا ہو گا۔۔۔" وہ سانس کھینچتی ہوئی بولی۔

"تم میرے ساتھ جا رہی ہو۔۔۔ڈرائیور تمہیں وہیں سے پک کر لے گا۔۔۔" وہ بنار کے کہتا ہوا اس کے لئے فرنٹ ڈور کھولنے لگا۔عنزہ کا احتجاج اس کی زبان پہ آ کر رک گیا تھا۔نجانے کیوں لیکن اس
شخص کو انکار کرنے کی ہمت وہ کسی صورت جتا نہیں پائی تھی۔وہ اسے فرنٹ سیٹ پہ بٹھاتا خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے تھے۔مجھے لگا کہ یہ ایک ٹورسٹ پلیس ہے" عنزہ پھر سے اپنی زبان دانتوں تلے دبا گئی۔وہ کار کو تیز رفتاری سے

بھگانے لگا جس سے عنزہ کا سانس سینے میں اٹکنے لگا۔ بیس منٹ میں وہ ایک خوبصورت ریسٹورنٹ کے سامنے کھڑے تھے۔

"ہم یہاں کیوں رکے؟"

"کھانا کھانے کے لئے۔" وہ سرسری انداز میں کہتا ہوا کار سے باہر نکل گیا۔ عنزہ بھی اس کی تقلید میں باہر نکلی اور ریسٹورنٹ میں داخل ہوئی۔ سرخ اور سنہری رنگ کا امتزاج اس جگہ کو مزید چار چاند لگا رہا تھا۔ چھت سے لٹکتا فانوس جس سے نکلتی چمچماتی روشنی ہر سمت بکھر رہی تھی۔ اور اس پہ سحر آلود کردینے والی
وہ خوشبو عنزہ کے نتھنوں سے ٹکراتی اس کے حواس پہ چھانے لگی تھی وہ بچوں کی طرح اس کی پیروی کرتی ہوئی ایک ٹیبل کی جانب بڑھی۔
بیرے نے فوراً آگے بڑھ کر ان دونوں کے لئے کرسی نکالی تھی۔

"ویسے کہنے کو تو میں نیدرلینڈ میں پلی بڑی ہوں لیکن اتنی شاندار جگہ پہ کبھی نہیں گئی۔"

"مجھے خوشی ہے کہ تمہیں یہ ریسٹورنٹ پسند آیا۔"

"کیا آپ یہاں اکثر آتے ہیں۔۔۔کیونکہ مجھے نہیں لگتا کہ بنا بکنگ کے۔۔۔"

"یہ میری پراپرٹی میں سے ہے۔۔۔"

"اوہ تو یہ آپکی ملکیت ہے۔۔۔"عنزہ اس کی چوائس سے امپریس ہوتے ہوئے بولی۔

"ہاں لیکن میری پہچان کئی کاموں کے پیچھے چھپی ہوئی ہے۔"بیرے تیزی سے ان کی جانب پہال کورس لے کر بڑھے۔اس کا موبائل بجنے لگا تو بہروز کے کہے مطابق اس نے ڈرائیور کو وہیں
آنے کا کہا۔

"جب تم ڈھالن سے گرتے ہوئے بچی تو کافی خوفزدہ دکھائی دے رہی تھی۔۔۔"وہ نوالے کو نگلتے ہوئے بولا۔جس پہ عنزہ اچانک کپکپا اٹھی۔

"ایک پل کے لئے مجھے لگا کہ شاید یہ میرا آخری لمحہ ہے۔اور پھر مجھے یاد آیا کہ ابھی تو مجھے اتنا کچھ کرنا تھا۔"

"جیسے کہ؟"وہ اسے گہری نظروں سے دیکھتا
پوچھنے لگا تو عنزہ کے چہرے پہ سرخ رنگ بکھرا تھا۔

"جیسے کہ آپ کے ساتھ ڈنر کرنا۔۔"وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے بولی۔تو مخالف بھی
متبسم مسکرا دیا۔اسے یوں مسکراتا دیکھ عنزہ کا چہرہ
مزید سرخ ہوا تھا۔

"ٹیل می مس عنزہ۔۔۔کیا آپ مجھ سے فلرٹ
کرنے کی کوشش کر رہی ہیں؟"وہ ایک کہنی ٹیبل پہ ٹکاتا ہوا محظوظ سا اسے دیکھنے لگا۔

"شاید۔۔۔"وہ دھیمی سی آواز میں منمنائی
تھی۔۔۔لیکن نجانے بہروز نے وہ کیسے سن لیا۔
اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھی۔

"اگر تم میری عورت ہوتی تو جانتی ہو میں کیا کرتا۔"عنزہ کی آنکھیں یکدم پھیلی
تھیں۔۔۔سانس وہیں ساکن ہوئی اور وہ لب وا کرتی اپنے لب کو تر کرنے لگی۔

"کیا کرتے؟" وہ خمار آلود لہجے میں اس کی جانب جھکتے ہوئے پوچھنے لگی۔

eğer benim kadinim

olsaydın, seni opmek

.istiyorum

وہ بہروز کی بات سمجھ تو نہیں پائی لیکن اس کے لہجے کی تپش اور آنکھوں میں موجود حدت سے اس کے رونگٹھے ضرور کھڑے ہو گئے تھے

وہ اس سے محضوض ہوتا تمسخرانہ مسکرایا تھا۔

"تمہیں کچھ کھالینا چاہئیے۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ تم کمزوری سے مر جاؤ۔۔۔" وہ اب پہلے سے مختلف سرد لہجے میں بولا۔

بھلا وہ ایسے کچھ کیسے کھا سکتی تھی جب اس کے سامنے موجود شخص اسے ایسے دیکھ رہا ہو جیسے اس کائنات میں اس سے زیادہ اہم اور کچھ نہیں ہے۔

"م۔۔۔ مجھے بھوک نہیں۔۔۔" وہ ہاتھ میں تھاما چمچ نیپکن پہ رکھتے ہوئے بولی۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ تھا آجکل تو اسے ہر وقت ہی بھوک لگی رہتی تھی۔

New Era Magazine

"جیسا تم چاہو۔۔۔بہر حال میں تمہیں یہاں کسی خاص مقصد سے لایا ہوں۔"

"خاص مقصد۔؟"وہ اس کے الفاظ کو دہرانے لگی۔

"بلکل۔۔۔میرے خیال سے ہمیں شادی کر لینی چاہئیے۔۔۔۔"

"کک۔۔۔کیا؟"اسے تو اپنا تھوک ہی گلے میں پھنستا محسوس ہوا۔

"شادی۔۔۔آپ مزاق کر رہے ہیں کیا؟"بے شک وہ اس میں غیر معمولی طور پہ دلچسپی رکھتی تھی۔۔۔اس کی جانب کھنچی جاتی تھی لیکن شادی۔۔۔ایسا تو اس نے بلکل نہیں سوچا تھا۔

"کیا کوئی مسئلہ ہے؟"اس کی آنکھیں خطرناک طریقے سے سکڑی تھی۔

"نن۔۔۔نہیں۔۔مم۔۔میں آپ کو جانتی بھی نہیں۔"

"کیا واقعی میں؟ جب تم اس رات میرے ساتھ رہی تب تو ایسا کوئی مسئلہ نہیں لگا۔" عنزہ کو لگا جیسے کسی نے اس کے سر پہ زوردار ہتھوڑے سے وار کیا ہو۔ ایک کے بعد ایک منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے چکراتے ہوئے سر کو تھامے ان مناظر کو جھٹکنے کی کوشش کر رہی تھی۔ نہیں یہ ان کی پہلی ملاقات تو نا تھی۔۔۔۔وہ اس کے ساتھ گھڑ سواری پہ گئی تھی۔۔۔اور پھر وہاں سے اس کے ویلا۔۔۔۔اچانک اس کے ذہن میں یہ تمام مناظر کیوں گھومنے لگے تھے۔ اسے پہلے یاد کیوں نا تھا۔ وہ اسے پر اسرار نظروں سے دیکھنے لگا جبکہ چہرے پہ استہزائیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے وہ رات اس کے ویلا میں گزاری تھی۔۔۔ناممکن۔۔۔وہ اس کے اس قدر قریب تو کبھی نہیں گی تھی۔ عنزہ نے تکلیف سے سرخ ہو چکی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ اس کا عمل تنفس بے ترتیب ہو چکا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے بہروز کا اس پہ جھکتے ہوئے کا منظر دوڑا تو وہ آنکھیں زور سے بند کر گئی۔

"کیا ہوا۔۔۔تم تب تو کافی خوش دکھائی دے رہی تھی۔" اپنے تاثر کے برعکس اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"مم۔۔۔میں نہیں جانتی۔۔۔مجھے اب سے پہلے کچھ یاد نہیں تھا۔۔۔اور جتنا مجھے یاد ہے پارٹی کے بعد میں اپنے کمرے میں جا کر سو گئی تھی۔"اس نے پھر سے اپنی کنپٹیوں کو دباتے ہوئے کہا لیکن وہ مناظر بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہے تھے۔اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی زبردستی اس کی یادداشت کے ساتھ
کھیل رہا ہو۔

"یہ تو واقعی حیرانگی کی بات ہے۔۔۔"اس کے جملے کے برعکس وہ کسی بھی طرح حیران تو دکھائی نا دیتا تھا بلکہ خاصہ مطمئن لگ رہا تھا۔

"شادی کے لئے یہی بہترین وقت ہے۔۔۔میں نہیں چاہتا کہ تمہاری عزت پہ کوئی حرف اٹھے۔"وہ مشروب کو اپنے لبوں سے لگاتا ہوا کہنے لگا جبکہ اس کی نظریں عنزہ کی روح کو تار تار کرتی محسوس ہو رہی تھیں

"مجھے یقین نہیں ہو رہا ہمارے درمیان۔۔۔نہیں یہ نا ممکن ہے۔۔۔"بہروز نے اسے درشت نگاہوں سے دیکھا تھا اور پھر وہ اچانک کھڑا ہوا۔
"میں اجازت نہیں لے رہا۔۔۔تمہیں بتا رہا
ہوں۔۔۔"وہ اسی سپاٹ لہجے میں کہتا ہوا پلٹا تھا جب صلیحہ کو اپنی جانب بڑھتے ہوئے

پایا۔وہ ناگوار نظروں سے عنزہ کو دیکھتے ہوئے بہروز کی جانب بڑھی۔ جبکہ عنزہ کی نظریں ابھی تک بہروز پہ جمی تھیں۔

"بہروز بے۔۔۔وہ مسکراتی ہوئی اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔اپنی پلکیں جھکاتی اور پھر انہیں بند کرتی بہروز کو اپنی جانب متوجہ کرنے لگی۔

عنزہ کو اچانک صلیحہ کے یوں بہروز سے بات کرنے پہ غصہ آیا تھا۔

"مجھے جیسے ہی معلوم ہوا کہ آپ یہاں میرا انتظار کر رہے ہیں میرا تو بس نہیں چلا کہ اڑ کر یہاں پہنچ جاؤں۔" وہ مسکراتی اپنے بالوں کو کندھے سے ہٹاتے ہوئے بولی۔ جیسے بہروز تو یہاں اسی کے انتظار میں تھا۔ عنزہ کی سر میں درد کی ایک اور لہر اٹھی تھی۔وہ دانتوں تلے اپنی زبان بھینچ گئی۔ بہروز نے نظروں کا زاویہ بدل کر عنزہ کو دیکھا تھا اور پھر پراسرار سا مسکرا دیا۔

"آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔۔۔لیکن اس وقت مجھے جانا ہوگا۔" وہ اپنے کندھے سے اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے بولا جو صلیحہ نے ابھی اس کی بازو پہ رکھا تھا۔

"جج۔۔۔جی ضرور۔۔" وہ زبردستی مسکراتے ہوئے بولی

بہروز کے جاتے ہی وہ اسے گھورنے لگی اور سامنے آکھڑی ہوئی

"میری بات غور سے سنو اور سمجھ بھی لو۔۔۔۔
تم جیسی لڑکیاں مردوں کے ساتھ وقت گزاری کے لئے ہوتی ہیں لیکن بہروز تمہیں نہیں ملے گا اس لئے اپنے یہ شاطرانہ پنجے اس سے دور رکھو۔" اس کے جملے اور رویے پہ عنزہ کی آنکھیں سکڑی تھیں۔اگر وہ اس وقت اسے بہروز کا پرپوزل بتادیتی تو صلیحہ کی شکل یقیناً دیکھنے کے قابل ہوتی۔لیکن اس کے برعکس اس نے اپنی زبان کو دانتوں تلے دبائے رکھا۔وہ اسے گھورتی ہوئی پلٹی اور اسی راستے پہ چل دی جہاں سے وہ کچھ دیر قبل آتے ہوئے دکھائی دی تھی۔کچھ لمحات کے وقفے سے عنزہ بھی
اسی راہ پہ چل دی۔

اس کا سانس بری طرح پھول رہا تھا۔جنگل میں ہر سو خاموشی چھائی ہوئی تھی ایسے میں ایک پتے کے سرکنے کی آواز بھی صاف سنائی دیتی۔ایسے میں وہ اس کے قدموں کی چاپ پہ پلٹی۔۔۔وہ بوکھلائی ہوئی اس کی مخالف سمت میں بھاگنے لگی۔پاؤں میں پتھر اور جھاڑیاں چبھنے لگی تھیں۔بھاگنے کی وجہ سے اس کا مکمل جسم پسینہ میں تر تھا۔وہ ہر چیز کو نظرانداز کرتی

مسلسل بھاگ رہی تھی۔اچانک پتھر سے ٹکرا کر زمین پہ گری۔انگوٹھے سے خون بہنے لگا تھا۔
جھاڑیاں اسے کی ٹانگوں کو بھی چیرتی رہی تھیں۔ بازوؤں اور چہرے پہ
بھی ایسے ہی نشانات تھے۔وہ سسکتے ہوئے اپنا پاؤں پکڑ کر بیٹھ گئی۔ پھر جیسے تکلیف کو بھول کر
اپنے اطراف میں دیکھنے لگی۔ میں یہاں زیادہ دیر نہیں رک سکتی۔۔۔وہ لنگڑاتے ہوئے کھڑی
ہونے لگی۔

"تمھیں لگتا ہے تم مجھ سے فرار حاصل کر سکتی ہو۔۔۔۔بے وقوف انسان۔۔۔"اس نے عنزہ
کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔خوف کی سر دلہر اس کے وجود میں دوڑی اور وہ اس سے بچنے
کے لئے پھر بھاگنے لگی۔ درخت کم ہونے لگے تھے اور وہ جنگل میں سے نکلتی ہوئی ایک میدان
میں آپہنچی۔وہ گردن گھما کر ہر سمت دیکھنے
لگی۔۔۔کیا وہ اس سے بچ گئی تھی۔کچھ دور ایک جھونپڑی آگ میں جل رہی تھی۔کچھ عورتوں
کو عجیب سالباس پہنے لوگوں نے گھیر رکھا تھا۔وہ چیخ رہی تھیں ایک خوفناک آواز سے اس کے
دل
جیسے حلق میں آٹھہرا۔دھات کے بنے اس دیو قامد بیل کے نیچے آگ جل رہی تھی۔وہ آواز
اسی بیل سے آرہی تھی۔ فضاء میں بے حد بری بدبو پھیل چکی تھی۔ایک اور چیخ نے اسے اپنی
جانب متوجہ کیا۔وہ کسی آدمی کی ہولناک
آواز تھی۔اس کا خون میں لتا ہوا قدم خود بخود اس

جانب اٹھا تھا۔وہ جو کوئی بھی تھا اس کا لباس پھٹا ہوا تھا۔۔اور جو کچھ حصہ اس پہ بدن پہ تھا وہ خون میں لتھڑا تھا۔ نجانے کیسے لیکن اتنی دور سے بھی وہ اس کی تکلیف محسوس کر پا رہی تھی وہ مزید آگے بڑھ کر کچھ سمجھ پاتی

اس سے قبل وہ سب فضاء میں تحلیل ہو گیا جیسے وہاں کبھی کچھ تھا ہی نہیں۔وہ دیوانہ وار اس جانب لپکی۔۔جب کوئی ہیولہ اچانک اس کے سامنے آیا تھا۔اس نے اسے اپنی اندھیرے وجود میں جکڑا تھا۔سرخ آنکھیں اس کے چہرے پہ جمی تھیں۔دو نوکیلے دانت جیسے کسی بھیڑیے کے مترادف۔۔عنزہ کی قوت گویائی معدوم ہو چکی تھی۔۔۔وہ بری طرح لرزنے لگی۔

اس کے مسکراتے ہوئے لب مزید وا ہوئے تو عنزہ کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔

وہ اس کی گردن کی جانب لپکا تھا۔ عنزہ کو کہیں سے ایک دلخراش چیخ سنائی دی۔۔۔ نہیں وہ اسی کی آواز تھی جو کہیں دور سے آتی سنائی دے رہی تھی۔آہستہ آہستہ وہ اپنے حواس دوبارہ سے کھونے لگی۔

دروازے پہ پھر سے دستک ہوئی تھی۔اس اپنا وجود بے حد ہلکا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کہیں پرواز میں ہو۔سب کچھ دھندلا اور چکراتا ہوا محسوس ہوا۔وہ کسی بھی چیز کو ٹھیک

سے سمجھ نہیں پا رہی تھی اس نے اپنے لبوں پہ زبان پھیری تو وہ اسے خشک صحرہ کی مانند محسوس ہوئے۔ پانی اسے پیاس لگی تھی۔۔۔۔۔بے حد پیاس۔۔۔سائیڈ ٹیبل پہ خالی گلاس اس کا منہ چڑا رہا تھا۔ وہ بمشکل اٹھتے ہوئے لڑکھڑاتی ہوئی واشروم تک گئی۔ وہ چند قدموں کی مسافت بھی اس نے بار بار ٹیک لگا کر سہارے کے زریعے طے کی تھی۔ واش بیسن کے سامنے کھڑی ہوتی وہ اپنا منہ پانی سے دھونے لگی۔ سانس بری طرح پھول رہا تھا۔ نجانے آنکھوں میں آنسو کیوں اتر آئے۔۔۔وہ تو بہت پر جوش اور صحت مند لڑکی تھی ہمیشہ ایکٹیو رہتی تھی اور اب چلنے سے بھی قاصر ہونے لگی تھی۔

اپنا زرد چہرہ آئینے میں دیکھا تو وہ خود کو ہی پہچان نا پائی۔ آنکھوں کے نیچے گہرے نیلے ہلکے اس کا منہ چڑھا رہے تھے۔ وہ اپنا مکمل جائزہ لینے لگی۔۔۔ نظر گردن پہ موجود ابھرے ہوئے نشان پہ جا ٹھہری۔ اس نے اسے چھوا تو وہاں ہلکی سی سنسناہٹ محسوس ہوئی۔ وہ واحد جگہ تھی جہاں پہ جلد قدرے سرخ نظر آتی تھی اور ایک مخصوص فاصلے پہ دو چھوٹے زخم تھے جواب ٹھیک ہوتے محسوس ہو رہے تھے یہ چوٹ اسے کب لگی۔۔۔وہ ذہن پہ زور دینے لگی۔ سر پھر سے بری طرح چکرایا تھا۔ اسے نے بیسن کو تھام کر خود کو گرنے سے روکا۔۔۔جسم کا درجہ حرارت بڑھا ہوا تھا۔۔۔ جیسے اسے بخار ہو چکا ہو۔۔۔وہ شاور لینے کی نیت سے پلٹی تھی لیکن قدم لڑکھڑائے اور زمین بوس ہو گئی۔

New Era Magazine

"ڈاکٹر کیا ہوا ہے میری بیٹی کو آپ کچھ بتا کیوں نہیں رہے۔۔۔اسے ٹھیک کریں۔۔۔دنیا کا بہترین سے بہترین ڈاکٹر بالئیں لیکن میری بیٹی
بلکل ٹھیک ہونی چاہیئے۔۔۔"کبیر صاحب کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔

"دیکھیں ان کے ٹیسٹ کیئے جا رہے ہیں۔۔۔میں ابھی کچھ حتمی طور پہ نہیں بتا سکتا۔۔۔لیکن آپ کی بیٹی میں خون کی شدید کمی پائی گئی ہے
اب پھر سے انہیں خون کی ترسیل کی جا رہی ہے۔۔۔میری ریکویسٹ ہے کہ ٹیسٹ کے نتائج آنے تک آپ تحمل سے کام کریں۔"ایک انجان لیکن شائستہ آواز بھی اس کی سماعت سے ٹکرائی۔
وہ اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔

"ڈاکٹر مریض کو ہوش آ رہا ہے۔۔۔"کسی نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔آنکھیں کھولیں تو روشنی اس کی آنکھوں سے ٹکرائی جس پہ وہ انہیں پھر موندھ گئی۔

"ہیلو۔۔۔میں ڈاکٹر عادل ہوں اور آپ کا علاج کر رہا ہوں۔۔۔"وہی شخص اب اس سے متوجہ تھا۔۔۔عنزہ اپنی آنکھیں تھوڑی سی کھول کر اسے دیکھنے لگی۔

"میں عنزہ ہوں۔۔۔" وہ بولی تو اسے اپنا حلق خاردار تاروں سا محسوس ہوا۔

"آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔" وہ اسے مسکراتے ہوئے کہنے
لگا۔۔۔اس شخص کے عقب میں وہ اپنے والد کا پریشان حال چہرہ دیکھ سکتی تھی۔

"مم۔۔مجھے کیا ہوا۔۔۔"

"ہم یہ چیک کر رہیں ہیں۔۔امید ہے کہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ٹھیک ہے۔۔آپ آرام کریں کچھ بھی چاہیئے ہو تو نرس یہی ہے۔۔۔" وہ ڈاکٹر وہاں سے روانہ ہوا تو کبیر صاحب نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی کا بوسہ لیا تھا۔

"عنزہ تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔۔کچھ نہیں ہو
گا تمہیں۔۔۔" وہ اسے محبت سے دیکھ کر چہرہ کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہنے لگے۔ جس کے جواب میں وہ صرف مسکرادی۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ پھر سے نیند کی وادیوں میں کھونے لگی تھی۔اس کے لئے سمجھنا مشکل تھا کیا اسے ان نیند کی وادیوں سے خطرہ لاحق تھا
یا حقیقی زندگی میں۔

"یہ۔۔۔یہ آپ کیا کہ رہے ہیں بہروز بے۔۔۔"

"میں آپ کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔اس میں اتنا حیرانگی کی کیا بات ہے۔۔۔"

"لل۔۔۔لیکن میری بیٹی بیمار ہے اور میں اتنا بڑا فیصلہ اس کی۔۔۔"اس کی سکڑتی آنکھیں دیکھ کبیر صاحب وہیں تھمے تھے۔

"جہاں تک بیماری کی بات ہے تو میں اسے دنیا کے بہترین ہوسپٹل میں لے جاؤں گا۔۔"اس نے کبیر صاحب کی پریشانی گویا خاطر میں ہی نالی۔

"اور آپ کی بیٹی کی بھی یہی خواہش ہے۔"
وہ عنزہ کی جانب دیکھ کر بولا۔کبیر صاحب کو تو جیسے جھٹکا لگا تھا لیکن نجانے ماحول میں ایسی کیا تبدیلی آئی تھی کہ ان کے ذہن سے تمام اعتراضات جیسے غائب ہو گئے۔

"میری بیٹی کی اپ سے شادی ہو اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔"وہ کبیر صاحب کی جانب پلٹتا ہوا تمسخرانہ مسکرا دیا۔

"مجھے آپ سے اسی کی امید تھی۔۔۔"

"کل شب میں آپ کی بیٹی کو اپنی زوجیت میں لوں گا۔" دروازے سے داخل ہوتے ہوئے کوئی اس کی بات پہ وہیں رکا تھا۔

"کک۔۔۔کیا۔۔۔آپ آپ شادی۔۔۔" صلیحہ اٹک اٹک کر پوچھنے لگی۔اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کی مراد اتنی جلدی قبول ہو گی۔۔۔بہروز بھی اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔

"ہاں۔۔۔کل عنزہ اور بہروزبے کا نکاح ہو گا۔"
کبیر صاحب نے اپنے رویہ کے بر خالف سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔صلیحہ کی آنکھیں پھیلی تھیں۔۔ابھی تو اس نے بہروز کے ساتھ اپنی انے والی زندگی کے خواب سجانے شروع ہی کئے تھے اور وہ لڑکی ان خوابون کو نوچ کر اپنا بنا گئی تھی۔صلیحہ کے نقوش بدلے تھے۔۔۔چہرے پہ عنزہ کے لئے نفرت اور حقارت واضح ہونے لگی تھی۔اس نے اپنا لب واکئے تھے جب بشری
بیگم نے اسے کچھ بھی کہنے سے روکا تھا۔نظروں کا زاویہ پلٹ کر بہروز کو دیکھا تو وہ اسے دیکھا استہزائیہ مسکرادیا جس پہ صلیحہ کا خون مزید جل کر رہ گیا۔

جب اسے ہوش آئی تو وہ پہلے کچھ بہتر محسوس کررہی تھی۔ایک نالی اس کی بازو سے جڑی ابھی بھی اسے خون پہنچا رہی تھی۔

"کیسی ہو تم۔۔"کبیر صاحب کو اپنے قریب پا کر وہ مسکرا دی۔

"آپ کب سے یہاں پہ ہیں۔۔۔پاپا" وہ ان کا ہاتھ تھامتے کچھ توقف سے بولی۔کبیر صاحب کی آنکھوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑی تھی۔

"یہ سوال تو مجھے کرنا چاہیئے۔۔۔"ان کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔۔۔عنزہ کی رنگت میں اب پہلے کی نسبت واضح فرق تھا لیکن وہ اس کے مستقبل سے پریشان تھے۔

"میں تو ٹھیک ہوں۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے بولی تو انہیں بے اختیار اس کی والدہ یاد آئی۔وہ کچھ دیر خاموش رہے تو عنزہ ان کی پریشانی بھانپتے ہوئے بول اٹھی۔

"کیا سب ٹھیک ہے۔۔۔۔ڈاکٹر نے کیا کہا۔۔۔"اس کے سوال کے جواب میں کبیر صاحب کچھ بوکھلائے تھے۔۔۔عنزہ کا شک گہرہ ہوا تھا۔

"کیا بات ہے مجھے بتائیں۔۔۔آپ مجھے پریشان کر رہے ہیں۔۔۔کہیں مجھے۔۔۔۔"وہ مزید بولتی اس سے پہلے کبیر صاحب نے اسے روک دیا۔

"ایسا کچھ نہیں جیسا تم سوچ رہی ہو۔۔۔"تو پھر ڈاکٹر نے کیا بتایا۔۔وہ بے صبری سے پوچھنے لگی۔کبیر صاحب اب کچھ جھنجھلائے نظر
آئے۔

"انہیں لگتا ہے تمہیں تھیلیسیمیا ہے۔۔۔۔"

"تھیلیسمیا۔۔۔۔"عزہ کی پیشانی پہ بل نمودار ہوئے۔۔۔۔

"اور لگتا ہے سے کیا مراد ہے۔۔۔۔یا تو مجھے تھیلیسیمیا ہے یا نہیں ہے۔۔۔"وہ اپنے الفاظ پہ زور ڈالتے ہوئے بولی تو کبیر صاحب ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئے۔

"تمہارے ٹیسٹ اور حالت سے تو یہ ہی معلوم ہوا ہے کہ تم میں خون کی بے پناہ کمی ہے۔۔۔لیکن اچانک خون میں اتنی کمی تھیلیسمیا کے مریض کو ہی ہو سکتی ہے۔۔۔"

لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تمہارے وجود پہ کوئی ایسی گہرہ چوٹ نہیں کہ جس کی بناپہ ڈاکٹر یہ حتمی طور پہ کہ سکیں۔وہ ابھی تک اس گراوٹ کی وجہ سمجھ نہیں پارہے۔۔۔اور مجھے اب لگتا ہے کہ شاید یہ اب ان کے بس کی بات نہیں۔میں تمہیں امریکہ لیجانا چاہتا ہوں لیکن بہروزبے اس کی مخالفت میں ہے۔۔۔"

"بہروزبے۔۔۔میرے علاج سے ان کا کیا تعلق۔"

اس کے سوال پہ وہ اپنا حلق تر کرنے لگے۔

"وہ تمہارا علاج اپنی نگرانی میں کروانا چاہتے ہیں۔۔۔۔"وہ رکے تو عنزہ ابھی بھی ان کا چہرہ غور سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔اس کی سمجھ میں ابھی بھی کچھ نہیں آرہا تھا۔انہوں نے سب بتادیا ہے۔۔۔

"وہ آج شام تم سے نکاح کر کے اپنے ساتھ لے جائیں گے۔۔۔"انہوں نے جیسے حتمی فیصلہ سنایا تھا۔عنزہ کی آنکھیں پھیلی تھیں۔اسے بہروز سے کی گئی آخری ملاقات یاد آئی۔۔۔اور وہ سب مناظر بھی جو اس دوران اسے دکھائی دیئے۔وہ سب جانتے تھے۔۔۔۔کک۔۔۔کیا بتایا تھا

بہروز نے انہیں۔۔۔اس کا حلق پھر سے خشک ہونے لگا تھا۔

"لل۔۔۔لیکن ایسا نہیں ہے۔۔۔"

میں جانتا ہوں کہ یہ سب تمہارے لئے قبول کرنا مشکل ہے لیکن مجھے اس شخص پہ مکمل اعتماد ہے کہ وہ تمہیں خوش رکھے گا۔"ان کا انداز عنزہ کو کچھ بدلا ہوا محسوس ہوا۔۔۔جیسے وہ یہ سب کسی سحر میں کہ رہے ہوں۔

"لیکن آپ میری زندگی کے بارے میں یہ فیصلہ کیسے لے سکتے ہیں۔۔"یہ سچ تھا کہ وہ بہروز میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی رکھتی تھی لیکن جہاں ابھی اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ تھیلیسیمیا جیسی بیماری کا شکار ہو سکتی ہے اور پھر تبھی اس کے شادی کی بات۔۔۔۔یہ سب کچھ عنزہ کے لئے الجھن کا باعث بن رہا تھا۔۔۔اور بہروز عزیز بک جیسا شخص اس میں آخر کیوں دلچسپی رکھے گا۔۔۔اسے خواتین کی کوئی کمی

تو نا تھی۔

"پاپا آپ۔۔۔"

"اگر تم واقعی مجھے اپنا باپ تسلیم کرتی ہو تو تم یہ نکاح کرو گی۔۔۔" وہ اس کی بنا کچھ سنے حکم سناتے ہوئے وہاں سے چل دیئے جبکہ عنزہ
انہیں محض دیکھتی ہی رہ گئی وہ کسی بھی طرح اسے وہ شخص نالگا تھا جو کچھ لمحے پہلے اس کے لئے اتنا پریشان تھا۔

"نہیں۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔" صلیحہ ایک کے بعد ایک چیز ادھر سے ادھر پھینک رہی تھی۔
بشری بیگم اسے لگاتار خاموش کروانے کی کوشش میں تھیں۔

"بس کردو تمہارے باپ کو معلوم ہوا تو مجھے کہیں کا نہیں چھوڑے گا۔۔"

"آپ کو اب بھی اپنی پرواہ ہے۔۔۔ میری نہیں۔۔۔اس عنزہ نے پہلے مجھ سے میرا باپ چھینا اور اب میری بہت۔۔۔ نہیں بلکل نہیں۔۔۔ بہروز میری ضد ہے۔۔۔اور میں اسے اس چڑیل کا نہیں ہونے دوں گی۔۔۔" اس کی آواز مزید بلند ہوئی تو بشری بیگم اسے آواز دھیمی رکھنے کا اشارہ کرتے ہوئے قریب آئیں۔۔۔

New Era Magazine

"وہ تواندھاہو گیاہے جواس سے شادی کرنے کا کہہ رہامیری چندہ تمہیں کوئی کمی تھوڑی ہے
میں تمہاری شادی۔۔۔"

"نہیں موم۔۔۔مجھے وہی چاہیئے۔۔۔مجھے بہروز چاہیئے۔۔۔"وہ انہیں دھکیلتے ہوئے خود سے
دور
کرتی کمرے سے نکل گئی جبکہ بشری بیگم سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔یہ ان کے بے جالاڈپیار کا ہی نتیجہ
تھاجو صلیحہ کے لئے یہ ضد اور انا کا
معاملہ اختیار کر گیا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھی آنٹ سے بات کرنے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔وہ مزید
ہوسپٹل نہیں رکنا چاہتی تھی۔۔۔اور اس وقت اپنے کمرے میں موجود تھی۔اگر وہ انہیں اس
صورتحال کا بتادیتی تو وہ ایک بھی لمحہ ضائع کئے بنا یہاں پہنچ جاتی لیکن ایسا کرنے سے وہ
اپنے والد کو کھودیتی۔خون کے رشتے میں بے حد طاقت پائی جاتی ہے تبھی تو وہ سب چھوڑ کر
یہاں موجود تھی۔لیکن بہروز سے شادی۔۔۔اس کے بارے میں سوچنے سے ہی عنزہ کے
دل کی
دھڑکن تیز ہونے لگتی تھی اور شاید اگر کچھ ماہ بعد وہ یہ بات کرتا تو عنزہ فوراہاں کر دیتی۔
لیکن اتنا جلد یہ سب ہونا اسے تشویش کا شکار کئے ہوئے تھا۔

"بی بی جی۔۔۔" ملازمہ اس سے اجازت لیتی اندر داخل ہوئی۔

"مہمان آئے ہیں جی آپ سے ملنے۔۔۔" اس کی بات ابھی مکمل بھی نا ہوئی تھی جب بہروز اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ عنزہ نے ایک دم کھڑے ہونے کی کوشش کی تھی لیکن بہروز نے اسے اشارے کرتے ہوئے بیٹھے رہنے کا کہا۔

ملازمہ اس کے دبدبے سے کانپتے ہوئے دروازہ بند کرتی وہاں سے روانہ ہوئی تھی۔

"تم اب کیسی ہو۔۔۔" وہ اس کے مخالف سمت میں نشست سنبھالتا پوچھنے لگا۔

"کافی بہتر ہوں۔۔۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے پھر سے کھونے لگی تھی اور مدھم لہجے میں بولی۔ ایسا کیا تھا اس میں جو ہمیشہ اسے کمزور کر دیتا تھا۔

"میں تم سے شادی اس لئے کرنا چاہتا ہوں کیونکہ تمہیں پسند کرنے لگا ہوں۔۔۔اور مزید تم سے ایک لمحہ دور رہنا نہیں چاہتا۔" وہ فوراً مقصد کی بات پہ آیا تھا۔

"اور تم سے بھی یہی توقع چاہتا ہوں۔۔۔لیکن اپنی خوشی کے لئے تم پہ زبردستی نہیں کر سکتا۔۔اسی لئے تمہاری مرضی جاننے کے لئے میں نے کبیر صاحب کی جگہ تم سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔" وہ اسے کہنا چاہتی تھی کہ یہ سب بہت جلدی ہے۔۔۔وہ تیار نہیں۔۔۔اور ایسے میں

تھلیسیمیا اور کیا جانے اسے ایمینیسیا

بھی ہو چکا ہو۔

کیا اسے وہ خواب اسی وجہ سے آتے تھے۔۔۔

وہ مناظر یاد آتے ہی اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

جب پہ بہروز خفیف سا مسکرادیا جیسے وہ اس کی سوچ پڑھ سکتا ہو۔ عنزہ نے اپنی نظریں جھکائی تھیں۔۔۔وہ اس سے کچھ وقت مانگنا چاہتی تھی اور اس کے لئے الفاظ ترتیب دینے لگی۔ نظریں بلند کرتے جب اسے پھر سے دیکھا تو اسے اپنی آواز حلق میں رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔ بہت مشکل سے اس نے اپنی اکھڑتی ہوئی سانس پہ قابو پایا تھا۔

"مم۔۔۔میں بھی یہی چاہتی ہوں۔۔آپ کے ساتھ رہنا۔" وہ یہ تو کہنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔نہیں وہ یہی تو کہنا چاہتی تھی۔۔۔اسے بھی اس شخص کے ساتھ رہنا تھا جو اس کی سانسیں یوں بکھیر دیتا ہو۔

آخر کتنے لوگ تھے جو اس پہ یوں اثر انداز ہوتے ہوں۔۔۔ جسے دیکھ کر دل خود کو اسے ہی سونپنے کی خواہش کرتا ہو۔

"میں جانتا تھا کہ تم میرے لئے یہی جذبات رکھتی ہو۔" وہ براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔ کتنے ہی راز چھپے تھے ان آنکھوں میں۔

"میرے خیال سے اب ہمیں مزید انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔۔۔" وہ کھڑے ہوتے ہوئے پراسراریت سے مسکرایا جب عنزہ اس کی تقلید کرتی ایک سحر میں گرفتار کھڑی ہوئی۔ نجانے اب اسے کوئی بھی چکر کیوں نا آیا۔۔۔ یا جسم میں کمزوری محسوس کیوں نا کی۔۔۔ وہ یہ سب نظر انداز کرتی اس کے تعاقب میں چلنے لگی۔

ہال میں سب انہیں کا انتظار کر رہے تھے۔

صلیحہ اسے جان لیوا نظروں سے دیکھ رہی تھی اور بشری بیگم بھی دانت بھیچے کھڑی تھی۔

کبیر صاحب اب بھی اسے اسی سحر میں محسوس ہوئے کیونکہ ان کی آنکھیں کسی بھی احساس سے عاری تھیں۔ وہ اپنے اطراف ایک طاقت محسوس کر سکتی تھی لیکن اسے سمجھ نہیں پا رہی

تھی۔ کبیر صاحب نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا اور کسی ملازم سے تھام کر ایک سرخ ڈوبٹہ اس کے سر پہ اٹھایا۔ وہ اپنی آنٹ کے ساتھ نیدر لینڈ میں کئی شادیوں میں شریک ہوئی تھی۔

وہ نکاح کی رسم کے بارے میں خاص معلومات نہیں رکھتی تھی۔ بہروز اس کے مخالف نشست سنبھال کر بیٹھا تو وہی سیاہ فام جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا تھا ان دونوں کے قریب پہنچا اور بہروز سے اجازت طلب کر کے رسومات شروع کرنے لگا۔

جب عنزہ سے قبولیت کا سوال کیا گیا تو وہ آنکھیں پھیلا کر اس باریک ڈوبٹہ سے اسے دیکھنے لگی۔

حلق بری طرح خشک ہو چکا تھا لیکن یوں لگتا تھا جیسے لب صرف قبول ہے ادا کرنے کے لئے ہی کھلیں گے۔۔۔ جیسے ان پہ قفل لگ چکا ہو۔

کبیر صاحب نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔

"بولو میری بچی۔" وہ انہیں دیکھنے لگی۔۔۔ اگر اس نکاح ڈے اسے سامنے بیٹھا شخص اور اپنا باپ ہمیشہ کے لئے ملتا تھا تو ہاں وہ تیار تھی۔

"قبول ہے۔۔۔" بہروز کے چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ پھیلی تھی جبکہ صلیحہ مٹھیاں بھینچتی وہاں سے چل دی بشری بیگم بھی اس کے پیروی کرتی دکھائی دیں۔ باقی نکاح اس کے باپ اور بہروز کی موجودگی میں پڑھایا گیا۔

اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ جسم پہ پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے۔ وہ اس وقت بہروز عزیز بک کی منکوحہ کی حیثیت سے اس کہ ملکیت۔۔۔ اسی حویلی میں موجود تھی۔

فضاء میں بے پناہ ٹھنڈک ہونے کے باوجود ایک عجیب سا احساس تھا جو اس کے لئے جان لیوا ثابت ہو رہا تھا۔

اسے اس سیاہ فام ملازم کی نظر میں اس کمرے میں پہچایا گیا تھا۔۔۔ اور جب کچھ دیر کے انتظار کے بعد اس نے باہر جانا چاہا تو معلوم ہوا کہ دروازہ لاک تھا۔

نکاح کے بعد بنا کسی اعتراض کے کبیر صاحب نے اسے بہروز کے ساتھ بھیج دیا تھا۔۔۔ اور عنزہ وہ تو پہلے ہی اس کے سحر کی دیوانی تھی۔

New Era Magazine

انجانا خوف اس کا حلق کڑوا کر رہا تھا۔

وہ صوفے پہ بیٹھی اپنا سانس نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

دروازہ ایک آواز کے ساتھ کھلا تو وہ اس جانب پلٹنے لگی لیکن اس سے پہلے کوئی اس کے قریب تھا اور وہ اب اس کی بانہوں میں تھی۔

"بب۔۔۔بہروز بے۔۔۔"اس نے خود کو اس کی بانہوں میں پا کر اعتراض کرنا چاہا لیکن وہ اسے لئے اب جہازی سائز بیڈ کے سامنے کھڑا تھا۔

"ہم کل رات یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔۔۔۔"

وہ حاکمانہ انداز میں کہتا اسے بیڈ پہ لٹانے لگا۔۔۔لیکن اس سے پہلے ایک بہت اہم کام باقی ہے۔۔۔۔

اس کا لہجہ مکمل طور پہ انجان تھا۔۔۔یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اب اس شخص کے اصلیت کو دیکھ رہی تھی۔وہ بری طرح لرز اٹھی۔

"کک۔۔۔کیسا کام۔۔۔"بمشکل اس کے خشک لب ادائیگی کر پائے۔

"تمہیں مکمل طور پہ اپنا بنانا۔۔۔"اپنا جملہ ادا کرتے ہوئے بہروز کی پتلیاں سرخ رنگ کی ہو چلی اوران کے اندر کی چمک عنزہ کو خوفزدہ کر گئی۔

عنزہ خوف کے باعث اس سے دور ہوئی لیکن وہ ابھی تک اس کی پکڑ میں تھی۔

ایک کے بعد ایک یاداشت اس کے ذہن میں واپس لوٹنے لگی۔

جو منظر اسے پہلے دکھائے گئے تھے وہ جھوٹ تھے۔۔۔ان کے درمیان کچھ قابل اعتراض نہیں ہوا تھا بلکہ اس نے تو عنزہ پہ حملہ کیا تھا۔۔۔

اوراس کے بعد جب وہ یہاں رہنے کے لئے آئی تب بھی اس پہ حملہ کیا گیا۔سب کچھ ایک جھٹکے میں اسے یاد آیا۔۔۔وہ کیسے انسان سے ایک حیوان میں بدلتا تھا۔

خوف سے وہ کانپنے لگی۔۔۔ پھٹی آنکھوں سے بہروز کے نوکیلے دانت اور سرخ آنکھیں دیکھتی وہ خوف کو اس سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔یہ کیا ہے۔۔۔"وہ اپنا سر بری طرح جھٹکنے لگی جیسے یہ سب کوئی دماغی کھیل ہو۔

"ششش۔۔۔جو تم اب دیکھ رہی ہو وہ سب سچ ہے۔۔۔" وہ اس کے کانپتے لب کو اپنی انگلی سے چھوتا ہوا گردن کی جانب سفر کرنے لگا۔

اس کی گردن کے خم کو چھوتا گردن میں لٹکتے ہوئے پینڈنٹ پہ جار کا جس پہ وہ عجیب سا ڈیزائن بنا ہوا تھا۔

"جب میں تمہیں پہلی بار دیکھا تب ہی سمجھ گیا کہ تم میرے لئے بنی ہو۔۔۔" بہروز اس کے پینڈنٹ کی چین میں انگلی پھنسا کر اس زرا سا کھینچ کر مسکرا دیا۔ عنزہ ابھی بھی بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تت۔۔۔تم کیا ہو۔۔۔تم نے مجھ پہ حم۔۔۔حملہ کیا۔؟"

"میں ویمپائر ہوں۔۔۔اور ہاں میں نے تم پہ حملہ کیا۔۔۔فقط اگر تم اپنی چیز پہ حق جمانے کو حملہ کہہ سکتی ہو تو۔"

وہ تمسخرانہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا لیکن ایک عجب جلال تھا ان آنکھوں میں جو اسے خوف زدہ کر رہا تھا۔

"نن۔۔۔ناممکن۔۔۔و۔۔۔ویمپائر۔۔۔"ویمپائر کے بعد اسے کسی لفظ کی سمجھ نا ائی۔۔۔

"یہ سب جھوٹ ہے۔۔۔کہانیاں ہیں۔۔۔"وہ خود کو اطمینان دلانے کی جھوٹی کوشش کررہی تھی لیکن آنکھوں کے سامنے موجود اس حقیقت کو کیسے جھٹلا سکتی تھی۔

"یہ حقیقت ہے بلکل جیسے تم۔۔۔اور تمہاری رگوں میں دوڑتا ہوا یہ خون۔۔۔"وہ اس کی گردن میں موجود رگوں کو ٹریس کرتا ہوا بولا جس پہ عنزہ کی آنکھیں مزید پھیلی تھیں۔وہ اس سے بری طرح خوفزدہ تھی۔

جسم لگاتار کانپ رہا تھا جب کہ اس کی دھڑکن۔۔۔۔دھڑکن تو اسے دیکھتے ہی بے قابو ہو چلی تھی۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔۔یہ سب کیا تھا۔۔۔۔

"تم نے مجھ سے میری یاداشت چھین لی۔"

"تاکہ تم مجھ سے یوں خوفزدہ مت ہو۔۔۔میں تمہیں خود سے خوفزدہ نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔"

وہ اپنے تاثرات بدلتا ہوا بولا۔

"کیا واقعی ایسا تھا۔۔۔"اس کے خوفزدہ ہونے سے اس حیوان کو کیا فرق پڑتا۔

"کک۔۔۔کیوں۔۔۔"وہ اسے دیکھنے لگا جیسے اس کی عقل پہ افسوس کر رہا ہو۔۔۔۔

"کیونکہ میں تمہیں چاہتا ہوں۔۔۔اور تم سے بھی اسی جذبے کو خواہش کرتا ہوں۔"وہ خفیف سا مسکراتے ہوئے بولا جس پہ عنزہ اپنے لب تر کرنے لگی۔

"تو تم نے مجھ پہ حملہ کیوں کیا۔۔۔"اس کے سوال پہ وہ اسے آزاد کرتا کھڑا ہوا تھا۔

"میں نے تم پہ حملہ نہیں کیا۔۔۔تمہیں جلد از جلد اپنے جیسا بنانا چاہتا تھا اسی لئے ایسا کیا۔"

"اپنے جیسا۔۔۔؟"عنزہ نے بے حد حقارت سے یہ لفظ ادا کیا جس پہ بہروز نے خوفناک نظروں سے اسی دیکھا۔وہ خود میں سمٹی تھی۔

"لل۔۔۔لیکن کک۔۔۔کیوں۔۔۔"

New Era Magazine

"کیوں نہیں۔۔۔انسان کمزور ہے۔۔۔میں نہیں۔۔۔انسان اپنی خواہشات کا غلام ہے میں نہیں۔۔۔۔
انسان حقیر ہے اور میں نہیں۔۔۔میں طاقتور ہوں اور تمہیں بھی اس میں شریک بنانا چاہتا ہوں۔"

وہ اتنی تیزی سے اس کی جانب بڑھا اور پھر سے وہیں بیٹھ گیا جبکہ عنزہ کی آنکھیں اسے ایسا کرتے دیکھ بھی نا پائیں۔وہ کچھ کہتی اس سے پہلے بہروز نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھاما تھا۔

اس کی سرخ آنکھیں اب پھر سے گہرہ کالی آنکھوں میں بدل چکی تھیں۔۔۔دانت بھی غائب ہو چکے تھے۔

وہ اسے بیڈ پہ لٹانے لگا جبکہ عنزہ کے گھبرانے سے اس کی نظریں ادھر ادھر دیکھنے لگیں جیسے وہ اس سے بچنے کے لئے کچھ ڈھونڈ رہی ہو۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم ہر طرح میری شریک حیات بنو۔۔۔اور گھبراؤ نہیں میں تمہارے لئے یہ بے حد پر لطف کر دوں گا۔۔۔"

"پر لطف۔۔۔"عنزہ کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔

"ہاں میں اپنی مرضی سے یہ کسی کے لئے بھی پر لطف بھی بنا سکتا ہوں اور اتنا تکلیف دہ بھی کہ وہ موت کی بھیک مانگے۔"عنزہ کو اس کی آنکھیں خوف میں مبتلا کر رہی تھیں۔

بہروز نے کب اس کی دونوں کلائیوں کو اس کے سر کے اوپر جکڑہ وہ جان بھی نا پائی۔

وہ اس کی پکڑ میں مچلنے لگی اور آنکھوں سے آنسو تیزی سے بہنے لگی۔۔۔ گھبراہٹ سے اس کی حالت خراب ہونے لگی۔

"بہروز پلیز۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔ مجھے چھوڑ دو۔۔۔۔"عنزہ روتے ہوئے اپنے اوپر جھکے بہروز کو دیکھ کر بولی۔ جس نے اس کی دونوں کلائیوں کو اپنے ہاتھ میں جکڑ رکھا تھا۔۔۔ جبکہ دوسرا ہاتھ اس کے گرد حمائل تھا۔

"ششش۔۔۔ کیا تم تاحیات میرے ساتھ نہیں جینا چاہتی۔۔۔ کیا تمہیں مجھ سے محبت نہیں؟"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا کہنے لگا تو عنزہ نے اسے پھر سے اپنے سحر میں پایا۔

"ہاں میں۔۔۔تاحیات اپنا عکس تمہاری آنکھوں میں دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔"

وہ اپنی سوچ کو ابھی آواز بھی نا دے پائی تھی جب بہروز یکدم اس پہ جھکا۔۔۔ عنزہ کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی تھی۔ بہروز کے دونوکیلے دانت اس کی چمڑی چیرتے ہوئے گردن میں دھنس گئے۔تکلیف کی شدت سے عنزہ اگلا سانس بھی بھر نا پائی لیکن پھر اس پہ نشہ طاری ہونے لگا۔اس کی خون کی چند بوندیں بستر پہ گرتیں اسے بھی سرخ کر گئیں۔ لیکن وہ بنا رکے اس کے جسم سے سارا خون نکالتا تھا۔ عنزہ خود کو کسی اور ہی دنیا میں پرواز کرتی محسوس کرنے لگی۔

جب اس کی دھڑکن اس قدر ہلکی ہوگئی کہ کسی بھی لمحے اس کی موت واقع تھی تب وہ اس سے الگ ہوا۔

بہروز کے لب عنزہ کے خون سے تر تھے۔۔۔اس کے چہرے پہ ایک عجیب مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔

بہروز نے عنزہ کے دونوں بازو تھامے اور ہیڈ کراؤن پہ لگی زنجیر سے ان دونوں کو مضبوطی سے باندھ دیا۔ جسے اس نے اپنی پریشانی میں دیکھا ہی نا تھا۔

.Benim Kadinim

(My women)

"یہ اس لئے تاکہ تم خود کو چوٹ مت پہنچاؤ۔۔۔"

وہ اس کے زرد چہرے کو دیکھ کر بولا۔

بہروز نے اگلا لمحہ ضائع کئے بنا خون سے لدے دانتوں کے قریب اپنی کلائی کی اور اسے کاٹ لیا۔

اس کے دانت اس کی کلائی کو چیرتے گئے۔

کچھ لمحے وہ اپنا ہی خون منہ میں لیتا رہا اور پھر اپنی کلائی آزاد کر گیا۔

جیسے ہی وہ الگ ہوا اس کی کلائی فوراً ہی ٹھیک ہوئی تھی۔

بہروز نے ایک جانب مڑے عنزہ کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر رخ اپنی جانب موڑا اور اس کے لبوں پہ جھک گیا۔

خون اسے کے لبوں سے ہوتا ہوا عنزہ کے لبوں میں قطرہ قطرہ اترنے لگا۔

عنزہ نے اپنے لبوں پہ کچھ گرم محسوس کیا تھا۔
اس کا جسم بری طرح تپنے لگا جیسے اسے کسی بھٹی میں جھونک دیا گیا ہو۔

وہ بے اختیار خود کو اس احساس سے دور کرنے کے لئے ہلنے لگی جس پہ بہروز نے اپنے ہاتھوں اور لبوں کی گرفت مزید سخت کی تھی۔

عنزہ سے جب یہ احساس مزید برداشت نا ہوا تو وہ بے ہوشی میں اپنے پاؤں چلانے لگی۔

کچھ لمحے اسی طرح رہنے کے بعد بہروز نے اسے آزاد کیا اور کھڑا ہو گیا۔

وہ اپنے لبوں پہ لگا ان دونوں کے خون کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرنے لگا جبکہ عنزہ کے لبوں سے کچھ خون بہتا ہوا بستر پہ جا گرا۔

وہ اب بری طرح تڑپنے لگی تھی۔تکلیف سے اس کی پیشانی اور گردن میں رگیں دکھائی دینے لگی۔

بہروز نے اس کی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھا تھا اور آنکھیں بند کرتا اس کی تکلیف خود میں کھینچنے لگا۔

وہ اس کی زیادہ تر تکلیف خود میں کھینچ رہا تھا لیکن اس کے باوجود عنزہ کے لئے یہ نا قابل برداشت درد تھا۔

اس کا بدن پوری طرح پسینے میں تر تھا جب کہ لبوں سے لگاتار چیخیں جاری تھیں۔

وہ آدھے گھنٹے تک اس تکلیف کو سہتی رہی۔۔۔ہاتھوں کو اتنی شدت سے کھینچتی کہ زنجیر اس کے جسم میں گڑھ چکی تھی۔آہستہ آہستہ وہ پر سکون ہونے لگی اور پھر مکمل طور پہ سکوت چھا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

اس نے آنکھیں وا کی تو سب سے پہلے ایک خوشبو اس کے حواس سے ٹکرائی۔۔۔اس نے اتنی لذیذ چیز کی خوشبو کبھی نہیں سونگھی تھی۔

دور جانوروں کے بولنے کی آوازیں۔۔۔حشرات کے چلنے کی آہٹ وہ سب سن پارہی تھی۔

اس کی آنکھیں چھت پہ موجود ایک ایک زرہ دیکھ پارہی تھیں۔وہ اٹھنے لگی تو خود کو زنجیروں میں جکڑا ہوا پایا۔زرا سا کھینچنے پہ اس کی کلائیاں زنجیر کو توڑتی ہوئیں اس سے آزاد ہو گئیں۔

وہ ایک جھٹکے سے بیڈ سے کھڑی ہوئی اور سامنے کھڑے بہروز کو دیکھنے لگی۔

وہ پہلے سے بہت الگ محسوس کررہی تھی۔۔۔لیکن اس سب سے زیادہ اسے بھوک کی شدت ستانے لگی۔

اسے یوں لگنے لگا جیسے اس نے صدیوں سے کچھ نہیں کھایا ہو اور یہ بھوک اس کی جان لے لے گی۔۔۔کمرے میں موجود وہ بھینی بھینی خوشبو اس کے منہ میں پانی لانے لگی۔

"مم۔۔۔میں۔۔۔"اس نے بہروز کے پیچھے موجود آئینے میں اپنا عکس دیکھا تو دو قدم پیچھے لے اٹھی۔اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں جبکہ لبوں سے دکھائی دیتے دو نوکیلے دانت۔۔۔ یہ وہ کیا بن چکی تھی۔

"میں جانتا ہوں تمہیں اس وقت کس چیز کی طلب ہے۔۔۔"وہ اپنی جگہ کھڑا اسے دیکھتے ہوئے مسکرا دیا۔

"کیا واقعی وہ جانتا تھا۔۔۔"عنزہ نے اپنے لبوں پہ زبان پھیری تھی۔

"اس نئی زندگی کے لئے تمہارا پہلا تحفہ۔۔۔"وہ استہزائیہ مسکراتے ہوئے کمرے کا دروازہ وا کرنے لگا۔

باہر موجود میانمار نے ایک شخص کو اندر دھکیلا تو وہ عنزہ کے قدموں میں آ گرا۔۔۔اس کی سرخ آنکھیں پھیلی تھیں

یہ وہی شخص تھا جس نے پارٹی پہ اسے تنگ کرنے کی کوشش کی تھی اور بہروز کی دخل اندازی پہ وہ وہاں سے چل دیا تھا۔

"پپ۔۔۔پلیز۔۔۔کیا ہے یہ سب۔۔۔مجھے جانے دو۔۔۔"وہ خوفزدہ آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھنے لگا۔۔۔عنزہ کے بال پھیلے ہوئے تھے۔۔۔وہ اس شخص کی رگوں میں چلتا خوں محسوس کر سکتی تھی۔۔۔۔تیزی سے دوڑتی اس کی دھڑکن سن سکتی تھی۔خوشبواب مزید تیز ہو چکی تھی۔

"بلکل ٹھیک پہچانا۔۔۔۔

Benim kadinim۔۔۔

یہ ہے تمہارا تحفہ تمہاری خوراک۔۔۔۔"وہ اسے حقارت سے دیکھتا بولا جس پہ وہ کانپتے ہوئے دور ہوا تھا۔

"نن۔۔۔نہیں۔۔۔یہ کیا کہ رہے ہو۔۔۔مم۔۔۔مجھے۔۔۔"وہ بولتے ہوئے رونے لگا۔۔۔

"تمہیں لگا کہ بہروز عزیز بیک تمہیں معاف کر دے گا۔۔۔۔نا ممکن۔۔۔"

"تم میری بیوی کی پہلی خوراک بنو گے۔۔۔یہ تمہارے لئے اعزاز کی بات ہے۔۔۔"وہ مضحکہ خیز لہجے میں بولا۔۔۔

عزہ کے ہاتھ بے خودی سے اس کی جانب بڑھنے لگے۔۔ہاں وہ بھوکی تھی۔۔۔اور اس کی رگوں میں دوڑتا وہ خون اسے تسکین اور طاقت بخشتا۔۔۔

"نہیں۔۔۔" وہ اب بلبلا کر رونے لگا اور اپنی جان کی بھیک مانگنے لگا۔

عزہ نے خود کو یکدم روکا تھا۔۔ نہیں یہ وہ کیا کر رہی تھی۔۔۔وہ ایک انسان کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔۔۔

اسے اپنے آپ پہ بے تحاشہ غصہ آیا تھا۔۔۔بہروز کی آنکھیں اس پہ سکڑی تھیں۔

"تمہاری۔۔۔خوراک۔۔۔ابھی۔۔۔تک۔۔۔زندہ۔۔۔کیوں۔۔۔ہے۔۔۔" وہ ایک ایک لفظ رک رک کر ادا کرنے لگا۔۔۔

فضاء جیسے اس کے تابع پھر سے ٹھنڈی پڑنے لگی۔۔۔وہ دونوں اس تبدیلی سے کپکپا اٹھے۔

New Era Magazine

"نہیں۔۔۔م۔۔۔میں کسی انسان کو نہیں مار سکتی۔۔۔انسان میری خوراک۔۔۔میری بھوک نہیں مٹا سکتا۔۔۔"وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھامتی ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔

"میں نے تمہیں طاقت بخشی اور تم مجھے یوں شکریہ ادا کر رہی ہو۔۔۔"اس کے لہجہ میں حد درجہ سرد مہری پائی جاتی تھی۔ عنزہ نے اپنے بازو اپنے گرد لپیٹے تھے کہیں وہ اس بھوک کے زیر اثر واقعی اس انسان کو چھوٹ نا پہنچا دے۔

"پلیز۔۔۔میں ایسا نہیں کر۔۔۔کر سکتی۔۔۔"وہ آنکھیں بھینچتی ہوئی بولی۔

"تو ٹھیک ہے۔۔۔اگر تمہیں موت ہی چاہیئے تو وہی صحیح۔ لیکن یہ بھی زندہ نہیں رہے گا۔۔۔"

وہ گرجدار آواز میں بولتا اب اس شخص کے سامنے تھا۔۔۔عنزہ کچھ کر پاتی اس سے پہلے اس کی گردن بہروز نے دبوچی اور اسے اپنے سامنے کھڑا کرتا اپنے دانت اس کی گردن میں گاڑھ دیئے۔

اپنے کہے مطابق اس شخص کے لئے یہ عمل کسی طرح پر لطف نہیں تھا کیونکہ وہ لگاتار چیخ رہا تھا اور ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔

اس کی آنکھیں تکلیف کی شدت سے الٹی ہو چکی تھیں جبکہ وہ خود کو چھڑوانے کے لئے اپنی گردن پہ ہی ناخن مارنے لگا۔

عنزہ کے لئے یہ سب ناقابل برداشت تھا لیکن اس سے بھی زیادہ ناقابل برداشت وہ پیاس اور بھوک تھی جو اس انسان کی خون سے مزید بڑھ گئی۔

وہ بے اختیار سی اس کی جانب لپکی جیسے ہی قریب پہنچی بہروز نے اپنے ہاتھ کی پشت سے اس کے گال پہ زوردار تھپڑ رسید کیا جس سے وہ دور زمین پہ جا گری۔

وہ آنکھیں پھاڑے زمین پہ گری اسے دیکھنے لگی۔

"بے وقوف عورت تمہیں کسی بچی کی طرح ٹریٹ نہیں کیا جائے گا۔" وہ پھر اس شخص کی جانب پلٹا جس کا جسم اب کسی بے جان مخلوق کے طرح لٹکا ہوا تھا۔

بہروز نے اس کا سر پکڑا اور کھینچنے لگا کچھ دیر بعد اس کا سر گردن سے الگ ہو چکا تھا۔۔۔اس کے جسم میں بچا ہوا خون بہروز اور دیواروں پہ پھیل گیا۔

جبکہ وہ آنکھیں پھاڑے اس دل دہلا دینے والے منظر کو دیکھتی رہی۔

بہروز نے اس کا سر اور دھڑ مختلف سمتوں میں پھینکا۔
وہ وہیں گری اسے آنکھیں پھیلائے دیکھتی رہی۔۔۔اس نے کتنی بے رحمی سے اس کا قتل کیا تھا۔۔

اچانک اس کے لبوں پہ ایک مکروہ مسکراہٹ پھیلی۔

لگتا ہے ایک بن بلایا مہمان ہمارا شدت سے انتظار کر رہا ہے۔۔۔
عنزہ نے غور کیا تو وہ کسی کے قدموں کی چاپ سن سکتی تھی۔یہی نہیں اس شخص میں موجود غصہ اور جلن صاف محسوس کی جا سکتی تھی

"بہروز بے۔۔۔بہروز بے۔۔۔مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔"صلیحہ اس کا نام چلاتے ہوئے ادا کرنے لگی جس پہ بہروز کی آنکھیں سکڑی تھیں۔
اور وہ پلک جھپکتے وہاں سے غائب ہوا جبکہ دروازہ دیوار سے زور سے ٹکرا رہا تھا۔

وہ بھی اس کے پیچھے لپکی تھی۔۔۔جبکہ اب اس کی بھوک جانلیوا ہو چکی تھی۔

"میری اجازت کے بغیر پہلے میری رہائش گاہ میں آئی اور اب چلاتے ہوئے میرے آرام میں خلل ڈالنا۔۔۔کیا تم اس کے انجام سے واقف ہو خاتون۔۔۔" وہ اس سے سرد مہری سے ہم کلام ہوا جس پہ کئی لمحات صلیحہ وہیں منجمد سی ہمت جتانے لگی۔

"آپ نے۔۔۔عنزہ سے شادی کیوں کی۔۔۔جبکہ وہ اس کے قابل نہیں۔۔۔آپ کو مجھے پسند کرنا چاہیئے تھا۔۔۔"

وہ اس کے قریب آتے ہوئے بے تابی سے بولی۔

اس کے اندر موجود حسد بہروز صاف محسوس کر سکتا تھا اور اسے حسد سے نفرت تھی۔

"ہاں۔۔۔تم اسے چھوڑ دو اور مجھے اپنا لو۔۔۔"

وہ اس کے سینے پہ اپنے دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے بولی جس پہ وہ سپاٹ لہجے میں مخاطب ہوا۔

"کیا تم دیکھ رہی ہو۔۔۔تمہاری اپنی بہن تمہاری جگہ لینے کے لئے کس قدر بے قرار ہے۔۔۔"وہ سر کو ہلکا سا ٹیڑھا کرتے ہوئے بولا جبکہ عنزہ سیڑھیوں پہ کھڑی سب دیکھ رہی تھی۔اسے واقعی یقین نہیں آرہا تھا کہ صلیحہ اس حد تک گر سکتی ہے۔۔۔

صلیحہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سر جھٹک کر دوبارہ بہروز سے مخاطب ہوئی۔

"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔۔۔مجھے اپنا لو میں تمہارے لئے کچھ بھی کر سکتی ہوں۔۔۔"

"کچھ بھی۔۔۔"وہ شیطانیت سے مسکرا دیا۔

"ہاں ہاں۔۔۔کچھ بھی۔۔۔"صلیحہ بے صبری سے بولی۔

عنزہ غصہ سے سیڑھیوں سے اس کی جانب لپکی وہ ابھی بہروز کی طرح تیز رفتار استعمال نہیں کر پا رہی تھی۔

"تم ایسا کیسے کر سکتی ہو صلیحہ۔۔۔کیوں کرتی ہو اتنی نفرت۔۔۔"

"نفرت تو بہت چھوٹا لفظ ہے جو میں تمہارے لئے محسوس کرتی ہوں۔۔۔"وہ پھنکارتے ہوئے بولی اور پھر بہروز کی جانب پلٹی۔

"پلیز مجھے اپنالو۔۔۔ابھی۔۔۔یہ تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔۔۔"عنزہ کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو چکی تھیں اور نوکیلے دانت واضح ہونے لگی۔

"ٹھیک ہے اگر تم میری دنیا میں آنے کے لئے اتنی ہی بے قرار ہو تو یاد رکھو کہ یہ تمہاری ہی خواہش تھی۔"بہروز نے اسے گردن سے جکڑ ہ اور اسے زمین سے بلند کر دیا۔

صلیحہ کی سانس رکنے لگی اور وہ اس کی بازو پکڑ کر خود کو آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ اس کی آنکھیں ابل کر باہر نکلنے لگی تھیں۔

"تمہارے پاس دو راستے ہیں یا تو بھوک سے مر جاؤ یا پھر اس سے اپنی بھوک مٹاؤ۔۔۔"

وہ اپنی سرخ چمکدار آنکھوں سے عنزہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

New Era Magazine

ان دونوں کی سرخ آنکھوں اور نوکیلے دانت کو دیکھ صلیحہ بری طرح تڑپنے لگی۔ جبکہ اس کی آواز حلق میں ہی دب گئی۔

عنزہ اپنے ہونٹوں پہ زبان پھیرنے لگی۔۔۔وہ اس جسم کی ضروریات سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

غصہ اور بھوک اس پہ حاوی ہونے لگی تھی۔۔۔وہ خوفناک ارادے لئے صلیحہ کی جانب لپکی بہروز نے اسے عنزہ کی جانب پھینکا تو عنزہ نے اسے جکڑ کر اس کے حلق میں دانت گڑا دیئے۔

وہ عنزہ کی طاقت کے سامنے کچھ نا تھی۔۔۔ چیخنے اور تڑپنے کے علاوہ کچھ نا کر پائی۔

عنزہ نے جیسے ہی خون کا پہلا قطرہ چکھا وہ مکمل طور پہ بے قابو ہو گئی۔۔۔اسے صرف ایک بات یاد تھی اور وہ اپنی بھوک مٹانے لگی۔

جب وہ اس کے خون کا آخری قطرہ نچوڑ چکی تھی اسے آزاد کیا صلیحہ کا بے جان وجود زمین پہ ایک آواز کے ساتھ گرا۔

عنزہ کی وجود اس قدر مضبوط تھی کہ خون پیتے ہوئے وہ صلیحہ کی گردن توڑ چکی تھی۔

وہ ٹوٹی گردن کے ساتھ زمین پہ گری ہوئی تھی۔

جب عنزہ اپنے حواس میں واپس آئی تو اسے احساس ہوا کہ وہ اپنی بہن کا قتل کر چکی ہے۔۔۔

بہروز نے اسے پشت سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اور اپنی بازو اس کے گرد حمائل کر دیں۔

عنزہ اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھے انگلیوں کی درزوں سے صلیحہ کے وجود کو دیکھتی رہی۔

اس نے کب رونا شروع کیا وہ جان بھی نا پائی۔

"ہمم۔۔۔تم نے بہترین انجام لیا۔۔۔" وہ اپنے ناک کی نوک سے اس کی گردن سہلاتا عنزہ کی مہک خود میں اتارنے لگا اور پھر اس کے کان کی لو پہ ہلکا سا کاٹ لیا۔ جبکہ عنزہ بری طرح کانپتی رہی۔۔۔

"یہ تم نے مجھے کیا بنا دیا"

New Era Magazine

#Shairgoyi

MONSTER IN LOVE

A monster in love with you
!Can kiss your lips; denounce you too
Beautiful eyes in love with you
!Can talk so magical; break you too

A monster in love never gets enough
!It calculates you; only opts to bluff
Handsome talk and all that stuff
!Can indulge and give you time so tough

A monster in love cunningly rules
!Can make you one of the greatest fools
Mesmerizing words blast tear pools
!Can only vex but never get cools

New Era Magazine

Monster in love does truly dare
!Can never ever take your care
Expressed emotions that seem so rare
!Can take you to the life unfair

Monster in love is in heart so weak
!Can never bring joy and take it to the peak
Silent lover that exposes to be meek
!Can blind you and stop you to seek

Monster in love with you
!Can kiss your eyes; shatter you too
Beautiful lips in love with you
!Can sing so melodious; hypnotize you too

ختم شد

New Era Magazine

نوٹ

مشک کن کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیاہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہوا گرپھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تواس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کرسکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ(نیوایرا میگزین)